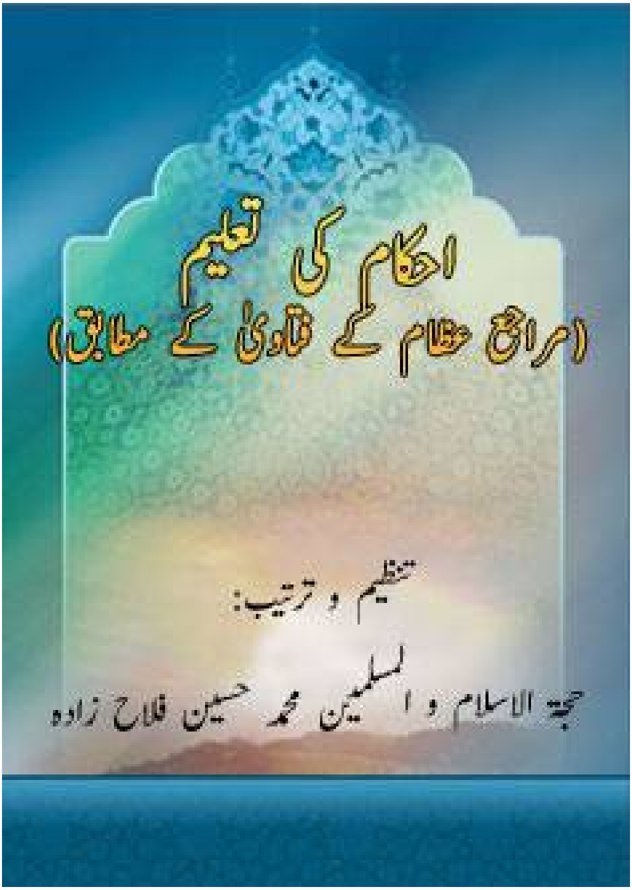

احکام کی تعلیم
(مراجع عظام کے فتاویٰ کے مطابق)
تنظیم و ترتیب:
حجۃ الاسلام و المسلمین محمد حسین فلاح زادہ

احکام کی تعلیم

(مراجع عظام کے فتاویٰ کے مطابق)

تنظیم وترتیب

حجۃ الاسلام والمسلمین محمد حسین فلاح زادہ

ترجمہ:

سید قلبی حسین رضوی

مجمع جہانی اہل بیت (ع)

E-Book کاوش مولانا صادق عباس فاضل قم

موسسۃ آل البیت لاھور

aalulbayt@gmail.com

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ وکلیاں رنگ ونکھار پیدا کر لیتی ہیں تاریکیاں کافور اورکوچہ وراہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت وقابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ وموسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم وآگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمہ حق وحقیقت سے سیراب کر دیا، آپ کی تمام الہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمران ایران وروم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت وعمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہب عقل وآگہی ہے

روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اورتہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اگر چہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اوران کے پیرووں نے خودکوطوفانی خطرات سے گزارکرحفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خودفرزندان اسلام کے بےتوجہی اورنا قدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہوکراپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردئی گئی تھی ، پھربھی حکومت وسیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیرمکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمہ فیض جاری رکھا اور چودہ سوسال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکارونظریات سے متاثر اسلام وقرآن مخالف فکری ونظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگیں تحریروں اورتقریروں سے مکتب اسلام کی پشتپناہی کی ہےاور ہر دور اور ہرزمانے میں ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پرعصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن او رمکتب اہل بیت علیہ السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان

اسلام اس فکر و معنوی قوت و اقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام سے اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامران زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ہیں، یہ زمانہ عملی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیت کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت عصمت وطہارت کے پیرووں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تا کہ موجود دنیا ئے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف وشفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہوسکے، ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیت عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوت و رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو

اخلاق وانسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواراں کی نام نہاد تہذیب وثقافت اورعصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کوامن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی وتحقیقی کوششوں کے لئے محققین ومصنفین کے شکر گزار ہیں اورخودکومؤلفین ومترجمین کا ادنی خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیرنظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج واشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علام محمد حسین فلاح زادہ کی گرانقدر کتاب احکام کی تعلیم کو فاضل جلیل مولانا سید قلبی حسین رضوی نے اردوزبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونیں کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنی جہاد رضائے مولی کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پوری تاریخ بشریت میں مصلحین اور خیر خواہوں کی ہمیشہ یہ تلاش وکوشش رہی ہے کہ ایک ایسے معاشرے کی داغ بیل ڈالیں، جس میں انسانی قدریں حاکم ہوں اور معاشرہ برائیوں سے پاک ہو۔

اس مقصد تک پہنچنے اور ایسے سماج کی تشکیل کے لئے کہ جسے بعض اوقات مدینہ فاضلہ کے نام سے یاد کرتے ہیں کچھ قوانین وضوابط کے بارے میں بھی توجہ کی ہے تاکہ سماج کے افراد؛ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں قدرتی وسائل سے استفادہ کرنے اور اپنے ہم نوع سے روابط برقرار رکھنے کے سلسلہ میں صحیح راستہ پر چل سکیں۔

دین اسلام جو کہ بشری سعادتوں کی تضمین کا آخری مکتب ہے، ایسے معاشرے کی تشکیل کے اعتقاد کو درست سمجھتا ہے، اور انسان کے فکر واندیشہ کو صحیح رخ دینے کے سلسلے میں کچھ ایسے خاص اصول وقواعد پر اعتقاد رکھتا ہے جو کائنات کی ابتداء وانتہا کو مشخص کرتے ہیں اور انسان کو پست افکار و بے ہودہ حالات سے نجات دلاتے

ہوئے با مقصد زندگی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

البتہ اسلام صرف صحیح اعتقاد کو مفید اور کار آمد نہیں سمجھتا بلکہ لوگوں سے اس امر کا بھی متقاضی ہے کہ کردار وعمل کے میدان میں بھی صحیح اور غلط راستہ کو پہچانیں اور اچھائیوں کو اپناتے ہوئے برائیوں سے پرہیز کریں۔(۱)

اسلام کے جس شعبہ پر اس منصوبہ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اسے فقہ یا احکام کہتے ہیں جو در حقیقت میں یہ عملی قوانین کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے، نیز ان کی تفسیر وتبیین معصومین علیہم السلام نے کی ہے ، یہ وہ قوانین (احکام) ہیں جو قطعاً نا قابل تغیر ہیں اور ان کے اصول پر کسی قسم کا خدشہ پڑے بغیر (۲) یہ تمام موضوعات، بیرونی مصادیق اور رونما ہونے والے حوادث (۳) کا احاطہ کرتے ہیں۔

ان قوانین کی معلومات ہمیشہ دینی مدرسوں کے بنیادی اور اساسی اسباق میں شامل رہی ہے چنانچہ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی علمی معاشرہ کے تشکیل کی ایک اصلی بنیاد علم فقہ ہے، اور اسلامی علوم کے فقہاء کے عالی ترین اور قابل قدر دانشوروں میں شمار ہوتے ہیں اور ان کا نام دینی مدارس کی تاریخ کے افق پر ہمیشہ چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ بقول امام خمینی:

علمائے اسلام صدیوں سے محرومین کی پناہ گاہ بنے رہے ہیں اور مستضعفین ہمیشہ بزرگ فقہائکے شیرین اورخوشگوار چشمۂ معرفت سے سیراب ہوتے رہے ہیں (٤) علمائے اسلام نے اسلامی فقہ کے تحفظ اورشریعت مقدس کے دفاع میں بہت سی تلخیاں اورسختیاں برداشت کی ہیں،اورحلال وحرام اوردینی مسائل کی،کسی قسم کے دخل وتصرف کے بغیرترویج کرتے رہے ہیں۔

....

(١)قال علی (علیه السلام)الایمان معرفة بالقلب، وقول باللسان وعمل بالارکان(شرح نهج البلاغه، ج١٩، ص٥١)

(٢)حضرت ولی عصرعلیہ السلام کےاس خط کی طرف اشارہ ہےجس میں آپ نے ایسے حوادث کے موقع پر احادیث اہل بیت علیہم السلام کے راویوں کی طرف رجوع کرنے کاحکم فرمایاہے(وسائل الشیعہ ،ج١٨،ص١٠١)

(٣)عن الصادق علیه السلام):"...حتی جاء محمدﷺفجاء بالقرآن وبشریعته ومنهاجه فحلاله حلال الیٰ یوم القیامة وحرامه حرام الیٰ یوم القیامة (اصول کافی ج٢ص١٧حدیث٢)

(٤)صحیفۂ نور،ج٢،ص٨٩.

کتنی کتابیں ایسی ہیں جوتقیہ کی حالت میں اورجیلوں کی کال کوٹھریوں میں تالیف

کی گئی ہیں۔(۱) اور کتنے کتب خانے، جو علماء کی سیکڑوں سالوں کی محنتوں کا نتیجہ تھے، لوٹ کھسوٹ اور غارت گری کے شکار ہو چکے یا دشمنوں کے غیض وغضب اور کینہ پروری کی آگ میں جل کے خاکستر ہو چکے ہیں، اس سے بڑھ کر کتنے علمائ، دین کی حفاظت کرتے ہوئے جان کی بازی لگا کر اپنے خون سے فقہ کی کتابوں کے اوراق کو رنگین کر گئے، یہی نہیں بلکہ بعض اوقات ان کی لاشوں کو نذر آتش کر کے ان کی راکھ ہوا میں اڑا دی گئی!(۲)

لیکن ان تمام مشکلات اور سختیوں کے باوجود ان علماء نے ہمت نہیں ہاری اور اپنی تلاش وکوشش کو جاری رکھتے ہوئے فقہی مسائل کو ان کے منابع سے استنباط کر کے بہترین صورت میں ترتیب دے کر لوگوں کی دینی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیش کرتے رہے ہیں۔

آج کل مراجع عظام کے رسالے جو توضیح المسائل کے عنوان سے لوگوں کے ہاتھ میں ہیں، یہ انھیں فقہا کی زحمتوں کا ثمرہ ہیں، یہ کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ بعض اوقات ان توضیح المسائل میں موجودہ احکام میں سے صرف ایک حکم کے استنباط کے لئے طویل وقت صرف ہوا ہے۔لیکن چونکہ موجودہ توضیح المسائل عام لوگوں کے مطالعہ اور استفادہ کے لئے تالیف کی گئی ہیں اور گزشتہ پچاس برسوں سے اسی روش

پر باقی ہیں اوراس مدت کے دوران اس کی تالیف کے طریقہ میں کوئی خاص تبدیلی نہیں لائی گئی ہے، اس لئے اس میں بعض اصطلاحیں اہل فن سے مربوط ہیں اور بعض مقامات پر ان میں پیچیدہ، مشکل اور غیر مانوس عبارتیں بھی پائی جاتی ہیں جو عام نوجوانوں کے لئے نا قابل فہم ہیں لہٰذا اسے نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کا مناسب متن قرار نہیں دیا جاسکتا، اگرچہ اس قسم کی عبارتیں اپنی جگہ پر ایک خاص طبقہ کی ضرورت سے بالاتر مقصد کے لئے مرتب کی گئی ہیں اور وہ اپنی جگہ پر مفید وقابل قدر ہیں، اس کی مثال ایک دواخانہ کی ہے جس سے معاشرے کے تمام لوگ استفادہ کرتے ہیں۔

....

(۱) جیسے کتاب اللمعۃ الدمشقیہ تالیف فقیہ نامدار محمد ابن مکی العاملی معروف بہ شہید اول.

(۲) جیسے شہید اول (اور شہید ثالث)

قدیم زمانے سے آج تک دینی مدارس میں مختلف علمی مضامین، منجملہ فقہ کو مختلف درجوں میں پڑھانے کے لئے مخصوص کتابیں معین کی جاتی رہی ہیں، یہ رسم نہ تھی اور نہ ہے کہ جدید طلاب کو شیخ انصاری کی مکاسب (۱) پڑھائی جائے یا

علم اصول میں ابتداء سے ہی محقق خراسانی کی کفایہ (۲) پڑھائی جائے، اور یا فلسفہ میں شروع سے ہی ملا صدرا کی اسفار شروع کروائی جائے بلکہ ابتداء میں سادہ، رواں اور چھوٹی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، اور رفتہ رفتہ مفصل اور عمیق کتابوں کو پڑھایا جاتا ہے۔

اس وقت حوزۂ علمیہ (دینی مدارس) میں فقہ کی تعلیم درج ذیل تین مرحلوں میں منقسم ہے:

۱۔ غیر استدلالی فقہ، جیسے: توضیح المسائل اور العروۃ الوثقی (٤)

۲۔ نیم استدلالی فقہ، جیسے: الروضۃ البھیۃ (٥) اور شرائع الاسلام (٦)

۳۔ استدلالی فقہ، جیسے: جواہر الکلام (٧) اور الحدائق الناضرہ (٨)

....

(۱) یہ کتاب معاملات (لین دین) کے احکام پر مشتمل ہے اور جلیل القدر فقیہ شیخ مرتضی انصاری کی تالیف ہے آج کل یہ کتاب حوزۂ علمیہ (دینی مدارس) کی عالی درجات میں پڑھائی جاتی ہے.

(۲) یہ اصول فقہ کی کتاب ہے جو گرانقدر دانشور محمد کاظم خراسانی کی تالیف ہے، یہ اس وقت حوزہ علمیہ کی عالی سطح میں پڑھائی جاتی ہے.

(۳) یہ کتاب اسلامی فلسفہ کی ایک بے نظیر کتاب ہے جسے صدر الدین محمد شیرازی نے تالیف کیا ہے.

(٤) یہ کتاب علم فقہ میں ہے اور اس میں فقہ کے اہم مسائل موجود ہیں بلکہ فقہی موضوع میں فرعی مسائل کے اعتبار سے بے نظیر کتاب ہے، اسے بزرگ فقیہ سید محمد کاظم یزدی نے تالیف فرمایا ہے۔

(٥) یہ کتاب علم فقہ میں ہے جسے قابل قدر دانشور زین الدین علی ابن احمد عاملی معروف بہ شہید ثانی نے تالیف کیا ہے. یہ کتاب حقیقت میں شہید اول شمس الدین محمد مکی کی تالیف کردہ اللمعۃ الدمشقیۃ کی شرح ہے.

(٦) یہ فقہ کی کتاب ہے، اور علامہ محقق جعفر ابن حسن یحییٰ بن سعید معروف بہ محقق حلی کی تالیف کردہ ہے، اور برسوں تک حوزہ علمیہ میں اسے پڑھایا جاتا رہا ہے.

(٧) یہ کتاب شیعہ فقہ کی ایک عظیم دائرۃ المعارف ہے جو شیخ محمد حسن نجفی کی تالیف کردہ ہے.

(٨) یہ فقہ کی ایک مفصل کتاب ہے جسے قابل قدر محدث اور فقیہ شیخ یوسف بحرانی نے تالیف فرمایا ہے.

اس بناء پر معاشرے کے افراد کے فہم وادراک اور ضرورت کے مطابق کچھ

کتابیں تالیف کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ مؤمنین کسی مشکل کے بغیر اپنے شرعی فرائض کو سیکھ سکیں اور بہتر طور پر اپنی دینی معلومات میں اضافہ کر سکیں۔

اگرچہ اس سلسلے میں اب تک قابل قدر کوششیں کی جا چکی ہیں اور کچھ کتابیں شائع بھی ہو چکی ہیں، جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر قابل استفادہ ہے، لیکن ایسی کتابیں، جو افراد کے تعلیمی مدارج اور ان کے پیشہ کے مطابق ان کی ضروریات کو پورا کر سکیں، تالیف نہیں کی گئی ہیں، لہٰذا اس طرح کی کتابیں تالیف کرنے کی ضرورت کا پوری طرح احساس کیا جا رہا ہے۔

اس ضرورت نے ہمیں اس امر کی ترغیب دلائی کہ ملک میں موجودہ تعلیمی نظام کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہی مسائل کو، فقہا کے فتاویٰ میں کسی قسم کی تبدیلی لائے بغیر اور صرف عبارتوں اور اصطلاحات کو عام فہم بنا کر مثالوں کے ساتھ، کتابی صورت میں تالیف کریں۔

ممکن ہے معاشرے میں بہت سے لوگ ایسے ہوں جنہوں نے ابتدائی تعلیم بھی حاصل نہ کی ہو لیکن دینی مسائل میں یونیورسٹی سطح کے افراد سے زیادہ آگاہ ہوں لہٰذا اس کتاب کی تالیف کے دوران اکثر لوگوں کی سطح فکری کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

بہر کیف جو کچھ اس سلسلے میں اب تک تیار کیا جا چکا ہے یا تیار ہو رہا ہے وہ حسب

ذیل ہے:

*تعلیم احکام: بچوں کے لئے۔

*تعلیم احکام: سطح ایک کے لئے۔

*تعلیم احکام: سطح عالی۔یونیورسٹی کے طلاب کے لئے۔

*تدریس احکام کی روش: اساتذہ اور دینیعلوم کے طلاب کے لئے۔

چند نکات کی یاددہانی:

۱۔اس کتاب کا متن؛ جمہوریہ اسلامی ایران کے بانی حضرت آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی (قدس سرہ) کے فتاویٰ کے مطابق ہے۔

۲۔تین مراجع یعنی حضرت آیت اللہ العظمیٰ اراکی،حضرت آیت اللہ العظمیٰ گلپائیگانی اور حضرت آیت اللہ العظمیٰ خوئی کے فتاویٰ اضافہ کئے گئے ہیں ۔اختلاف کی صورت میں اسی صفحہ پر اس علامت (ز) کے ذریعہ ان کے فتاویٰ کو مشخص کردیا گیا ہے۔

۳۔کتاب کے متن میں عام طور سے ضروری اور کلی مسائل بیان کئے گئے ہیں اور جزئی مسائل کو کم بیان کیا گیا ہے اور ان میں کوئی خاص اختلاف نہیں ہے،اس کے علاوہ تمام اختلافی فتاویٰ ایسے نہیں ہیں کہ اگر مقلد متن پر عمل کرے تو اس نے اپنے

مرجع تقلید کے فتویٰ کے خلاف عمل کیا ہو، یا کسی واجب کو ترک کیا ہو، مثال کے طور پر اگر متن میں موجود مسئلہ بعنوان فتوی ذکر ہوا ہو لیکن کسی دوسرے کا مرجع تقلید اس مسئلہ میں احتیاط واجب کا قائل ہو، اور اس کا مقلد ان کے فتویٰ پر عمل کرے تو اس نے اسی احتیاط پر عمل کیا ہے اور کوئی مشکل نہیں ہے۔

٤۔ مسائل کو انتخاب کرتے وقت کوشش یہ رہی ہے کہ جوانوں کی ضرورت کے پیش نظر مسائل کا انتخاب کیا جائے، اگر کہیں کوئی فرعی مسئلہ حذف ہو گیا ہے تو عنوان کچھ اس انداز سے رکھا گیا ہے تا کہ فتویٰ میں کوئی مشکل پیش نہ آئے، مثال کے طور پر مطہرات کی بحث میں، باوجود اس کے کہ مطہرات دس ہیں، اس کتاب میں صرف پانچ کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے لیکن مسئلہ کو حسب ذیل صورت میں پیش کیا گیا ہے:

تمام نجس چیزیں پاک ہو جاتی ہیں اور پاک کرنے والی عمدہ چیزیں حسب ذیل ہیں..

٥۔ یہ ایک تدریسی کتاب ہے جو معلم کے توسط سے پڑھائی جاتی ہے اس کے باوجود کوشش کی گئی ہے کہ اسے ایسے تالیف کیا جائے تا کہ اس کا براہ راست مطالعہ کرنا بھی مفید ہو اور مطالعہ کرنے والے بھی شرعی مسائل کو سمجھ سکیں۔

٦۔ قارئین کرام اگر مسائل کی تفصیلات جاننا چاہیں یا مسائل کے متن کو ان کے منابع میں دیکھنا چاہیں تو اس کے لئے ہر صفحہ کے آخر پر مسائل کے حوالے تحریر کر دئے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ مراجع تقلید کے حواشی بھی ان کی توضیح المسائل کے مسئلہ نمبر کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

٧۔ ہم مراجع عظام سے معذرت خواہ ہیں کہ اختصار کے پیش نظر حواشی میں ان کے اسم گرامی کے ساتھ پورے القاب نہیں لا سکے ہیں اور صرف مشہور لقب پر اکتفا کیا ہے۔

٨۔ موجود کتاب، اشاعت سے پہلے، متعدد بار پڑھائی جا چکی ہے، نیز ممکن حد تک نواقص بھی برطرف کئے جا چکے ہیں، حوزہ علمیہ کے افاضل احباب کی عنایتوں اور ان کے مطالعہ اور راہنمائی کے علاوہ، ہائی اسکول کے چند نوجوانوں نے بھی اس کا مطالعہ کیا اور طباعت سے پہلے تحقیق کی ہے، تاکہ مخاطب کی علمی سطح کے مطابق ہوں لہٰذا میں یہاں پر تمام مخلصین کا شکر گزار ہوں۔

اختصار کے پیش نظر حواشی میں مندرجہ ذیل علائم سے استفادہ کیا گیا ہے:

ج = جلد، ص = صفحہ، م = مسئلہ، س = سوال

۹۔اس کتاب کوتالیف کرتے وقت درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے:

*تحریرالوسیلہ۔۔امام خمینی۔۔ناشر: دارالانوار، بیروت۔

* العروۃ الوثقیٰ۔۔(دوجلدی)۔۔مراجع تقلید کے حواشی کے ساتھ، ناشر، انتشارات علمیہ اسلامیہ۔

* وسیلتہ النجاۃ۔۔ حاشیہ آیت اللہ العظمیٰ گلپائیگانی ۔۔ ناشر: دارالتعارف للمطبوعات، بیروت

* رسالۂ توضیح المسائل ۔۔امام خمینی ۔۔ناشر: بنیاد نشر وھشہای اسلامی، آستان قدس رضوی

* رسالۂ توضیح المسائل ۔۔آیت اللہ العظمیٰ گلپائیگانی ۔۔ناشر:، دارالقرآن الکریم.

* رسالۂ توضیح المسائل۔آیت اللہ العظمیٰ اراکی ۔۔ ناشر، دفتر تبلیغات اسلامی۔ حوزہ علمیہ قم

* رسالۂ توضیح المسائل ۔۔آیت اللہ العظمیٰ خوئی۔۔مبطع، علمی پریس

* استفتاآت امام خمینی ۔۔ناشر:، دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم۔

امید ہے (انشاء اللہ) یہ تالیف، عزیز نوجوانوں کے لئے احکام کو سمجھنے میں مفید ثابت ہوگی، بارگاہ الٰہی میں دست بہ دعا ہوں کہ ہمارے نوجوانوں کو زندگی کے

تمام مراحل میں مدد فرمائے۔

آخر میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے اس کتاب کا مطالعہ کر کے میری راہنمائی فرمائی اور خداوند متعال کی عنایتوں کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے یہ توفیق بخشی۔

ہم دوستوں کی تعمیری تجاویز کا خیر مقدم اور استقبال کریں گے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ (۱)

....

(۱) سورہ بقرہ آیت ۱۲۷.

محمد حسین فلاح زادہ

قم المقدسہ

سبق نمبر ۱

اسلام میں احکام کا مقام

اسلام آخری اور کامل ترین دین ہے،جس کے تمام پروگرام اور دستور العمل فطرت اور انسانی مصلحتوں کے مطابق ہیں، چنانچہ ان کو عملی جامہ پہنانا انسان کی سعادت وخوش بختی کی ضمانت ہے اور جس معاشرے میں یہ اسلامی قوانین نافذ ہوجائیں وہ مثالی معاشرہ ہوسکتا ہے اس سبق کا موضوع یعنی احکام،اسلام کے انسان ساز قوانین کا ایک بنیادی حصہ ہے۔

اسلام کے حیات بخش پروگرام حسب ذیل حصوں پر مشتمل ہیں:

الف: اعتقادی دستور العمل یعنی اصول دین۔

ب: عملی احکام،یعنی فروع دین۔

ج: نفسیات وکردار سے متعلق مسائل، جسے اخلاق کہا جاتا ہے۔

پہلا حصہ:

یہ وہ دستور العمل ہیں جن کے ذریعہ انسان کی فکر واعتقاد کو درست کیا جاتا ہے، انسان کو عقائد کے سلسلے میں دلیل کے ذریعہ اعتقاد پیدا کرنا چاہئے (اگر چہ دلائل سادہ ہوں)۔ چونکہ اسلام کے دستور العمل کا یہ حصہ اعتقادات سے مربوط ہے اور

ان میں یقین پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اس لئے ان میں دوسروں کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔

دوسرا حصہ:

یہ ایک عملی دستورالعمل ہے، جس میں انسان کا فریضہ معین ہوتا ہے کہ کن کاموں کو انجام دے اور کن کاموں سے اجتناب کرے ایسے دستورالعمل کو احکام کہتے ہیں اور ایسے احکام کو جاننے کے لئے تقلید اور کسی (ماہر) مجتہد کی پیروی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

احکام کی قسمیں:

انسان جو بھی کام انجام دیتا ہے، اس سے متعلق اسلام میں ایک خاص حکم موجود ہے اور یہ احکام حسب ذیل ہیں:

۱۔ واجب: وہ کام جس کا انجام دینا ضروری ہے اور اس کے ترک کرنے میں عذاب ہے، جیسے: نماز وروزہ....

۲۔ حرام: وہ کام جس کا ترک کرنا ضروری ہے، اوراس کے انجام دینے میں عذاب ہے، جیسے: جھوٹ اور ظلم...

۳۔ مستحب: وہ کام جس کا انجام دینا اچھا اور باعث ثواب ہے، لیکن اس کے ترک

کرنے میں عذاب نہیں، جیسے: نماز شب وصدقہ...

٤۔مکروہ: وہ کام جس کا ترک کرنا اچھا اور موجب ثواب ہے لیکن اس کے انجام دینے میں عذاب نہیں، جیسے: کھانے پر پھونک مارنا، یا گرم کھانا کھانا...

٥۔مباح: وہ کام جس کا انجام دینا یا ترک کرنا مساوی ہے اور نہ اس میں کوئی عذاب ہے اور نہ ثواب، جیسے: چلنا، بیٹھنا...(١)

....

(١)الفتاویٰ الواضحۃ، ج١،ص٨٣.

تقلید

تقلید کے معنی پیروی کرنا اور نقش قدم پر چلنا ہے، یہاں تقلید کے معنی فقیہ کی پیروی کرنا ہے یعنی اپنے کاموں کو مجتہد کے فتویٰ کے مطابق انجام دینا۔(١)

١۔ جو شخص خود مجتہد نہیں اور احکام ودستورات الٰہی کو حاصل بھی نہیں کرسکتا تو اُسے مجتہد کی تقلید کرنا چاہیئے۔(٢)

٢۔احکام دین میں اکثر لوگوں کا فریضہ تقلید کرنا ہے چونکہ بہت کم ایسے لوگ ہیں جو احکام میں اجتہاد کرسکتے ہیں۔(٣)

٣۔جس مجتہد کی دوسرے لوگ تقلید کرتے ہیں اسے مرجع تقلید کہتے ہیں۔

٤۔جس مجتہد کی انسان تقلید کرے، اس میں مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:
* عادل ہو* شیعہ اثنا عشری ہو۔* زندہ ہو۔* احتیاط واجب کی بنا پر اعلم ہو اور دنیا طلب نہ ہو۔(٤)* مرد ہو۔* بالغ ہو۔

شرائط مرجع تقلید کی وضاحت:

١۔ عادل اسے کہتے ہیں، جو تقویٰ و پرہیز گاری کی ایسی منزل پر فائز ہو، جہاں واجبات کو انجام دیتا ہو اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہو، نیز گناہان کبیرہ (*) سے پرہیز اور گناہان صغیرہ کی تکرار سے

....

(١)تحریر الوسیلہ، ج١،ص٥.

(٢)تحریر الوسیلہ، ج١،ص٥.

(٣)تحریر الوسیلہ، ج١،ص٥.

(٤)۔توضیح المسائل، م٢.

* گناہ کبیرہ، ایسا گناہ جس کے ارتکاب پر عذاب کا وعدہ دیا گیا ہے، جیسے: جھوٹ، تہمت وغیرہ.

اجتناب، عدالت کی علامت ہے۔* (١)

۲۔تازہ بالغ ہونے والے نے اگرتقلید نہ کی ہوتو اسے چاہئے کسی ایسے مجتہد کو اپنا مرجع تقلید قرار دے جو زندہ ہو،مردہ مجتہد کی تقلید نہیں کی جاسکتی ہے۔(۲)

۳۔ جو کسی مجتہد کی تقلید کرتا ہو، اگر اس کا مرجع تقلید مرجائے تو وہ زندہ مجتہد کی اجازت سے اپنے مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہ سکتا ہے۔(۳)

٤۔جن مسائل کے بارے میں مردہ مجتہد نے کوئی فتویٰ نہ دیا ہواوراسی طرح جنگ وصلح وغیرہ جیسے نئے مسائل کے بارے میں،میت کی تقلید پر باقی رہنے والے شخص کو زندہ مجتہد کی تقلید کرنی چاہئے۔(٤)

٥۔جس مجتہد کی انسان تقلید کرے، وہ مذہب جعفری کا پیرو؛یعنی شیعہ اثنا عشری ہو۔لہٰذا شیعہ،احکام میں کسی غیر اثناءعشری مجتہد کی تقلید نہیں کر سکتے۔(٥)

٦۔اسلام نے مرد اور عورت کا فریضہ ان کی فطری حالت اور تخلیقی کیفیت کے لحاظ سے معین کیا ہے۔مرجعیت کی انتہائی زبردست اور بھاری ذمہ داری کو عورتوں کے کندھوں سے اٹھالینا، ہرگز ان کی آزادی سے محرومیت نہیں ہے چونکہ اسلام میں، عورتوں کو بھی حق ہے کہ اسلامی علوم میں اجتہاد تک تعلیم حاصل کریں اور احکام الٰہی کو ان کے منابع (قرآن وروایات) سے استخراج کریں اور کسی کی تقلید نہ کریں۔

....

(۱)تحریرالوسیلہ، ج۱۱،ص۱۰،م۲۸.

(۲)تحریرالوسیلہ، ج۱،ص۷،م۱۳.

(۳)تحریرالوسیلہ، ج۱،ص۷،م۱۳.

(٤)استفتا آت، ج۱،ص۱۲،س۲۰.

(٥)توضیح المسائل،م۲.

* (گلپائیگانی۔خوئی)عدالت یہ ہے کہ اگر کسی کے بارے میں اس کے ہمسایوں یا اس کے جاننے والوں سے اس کا حال واحوال پوچھا جائے تو اس کی اچھائی اور نیکی کو بیان کریں۔

۷۔ اعلم وہ ہے جو(قرآن وروایات سے)احکام کے استخراج میں دوسرے مجتہدوں سے ماہر تر ہو۔(۱)

۸۔مکلف پر واجب ہے کہ مجتہد اعلم کو پہنچاننے میں جستجو کرے۔(۲)

۹۔انسان تقلید کرنے میں آزاد ہے اور کسی کے تابع نہیں ہے۔مثلاً اس سلسلے میں عورت مرد کی تابع نہیں ہے، وہ جس کسی کو واجد شرائط پائے اس کی تقلید کرسکتی ہے، اگرچہ اس کا شوہر کسی اور مجتہد کا مقلد ہو۔(۳)

....

(۱) العروۃ الوثقیٰ، ج ۱ ص ۷، م ۱۷.

(۲) تحریر الوسیلہ، ج ۱ ص ٦، م ٥.

(۳) استفتا آت، ج ۱ ص ۱۳، س ۲٥.

سبق نمبر ایک کا خلاصہ

۱۔ اسلام کے مجموعی پروگرام سے مراد: عقائد، احکام اور اخلاق ہے۔

۲۔ احکام تکلیفی سے مراد: واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح ہے۔

۳۔ تقلید، یعنی مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرنا۔

٤ * ندہ مجتہد کی اجازت سے میت کی تقلید پر باقی رہنے میں کوئی حرج نہیں۔

٥۔ جو شخص تقلید میت پر باقی ہو، اسے نئے مسائل میں زندہ مجتہد کی تقلید کرنی چاہئے

۔

٦۔ ہر شخص تقلید کرنے میں آزاد ہے اور کسی کے تابع نہیں۔

(؟) سوالات:

۱۔ اصول دین کتنے ہیں؟

۲۔ اصول اور فروع دین کے سلسلے میں مکلف کا فریضہ بیان کیجئے۔

٣۔ اسلامی دستور العمل کے پانچ نمونے بیان کیجئے۔

٤۔ اگر کوئی عورت درجہ اجتہاد پر پہنچ جائے تو کیا وہ اپنے فتویٰ کے مطابق عمل کر سکتی ہے، یا اسے دوسروں کی تقلید کرنا چاہئے؟

٥۔ عادل کون ہے اور اسے کیسے پہچانا جائے گا؟

٦۔ تقلید میت پر باقی رہنے والے شخص کے لئے، زمانے کے حالات کے مطابق پیش آنے والے نئے مسائل، جیسے: جنگ و جہاد میں، فریضہ کیا ہے؟

سبق نمبر ٢

اجتہاد و تقلید

١۔ مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کے طریقے:

الف: خود انسان یقین پیدا کرے، جیسے، شخص اہل علم ہو اور مجتہد و اعلم کو پہچانتا ہو۔

ب: دو عالم و عادل افراد جو مجتہد و اعلم کی تشخیص کر سکیں، کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کر دیں *

ج: اہل علم کی ایک جماعت، جو مجتہد و اعلم کی تشخیص دے سکتی ہو اور ان کے کہنے پر اطمینان پیدا ہو سکتا ہو، کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کرے۔(١)

۲۔مجتہد کے فتویٰ کو حاصل کرنے کے طریقے:

* خود مجتہد سے سننا۔

* دو یا ایک عادل شخص سے سننا۔

* ایک سچے اور قابل وثوق انسان سے سننا۔

....

(۱)تحریر الوسیلہ، ج۱ص۸،م۱۹.

* (خوئی)ایک شخص اہل خبرہ کے کہنے پر بھی ثابت ہوسکتا ہے۔

* مجتہد کے رسالہ میں دیکھنا۔(۱)

۳۔اگر مجتہد اعلم نے کسی مسئلہ میں فتویٰ نہ دیا ہو،تو اس کا مقلد دوسرے مجتہد کی طرف اس مسئلہ میں رجوع کرسکتا ہے، بشرطیکہ دوسرے مجتہد کا اس مسئلہ میں فتویٰ پایا جاتا ہو، اور احتیاط واجب کی بناء پر جس کی طرف رجوع کیا جارہا ہے وہ مجتہد دوسرے مجتہدوں سے اعلم ہو۔(۲)

٤۔اگر مجتہد کا فتویٰ بدل جائے،تو مقلد کا اس کے نئے فتویٰ پر عمل کرنا چاہیئے اور اس کے پہلے فتویٰ پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

٥۔روزمرہ کے مبتلا بہ مسائل کا یاد کرنا واجب ہے۔

....

(۱)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۸،م۲۱.

(۲)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۸،م۲۱

(۳)العروۃالوثقیٰ،ج۱،ص۱۲،م۳۱.

مکلف کون ہے؟

عاقل اور بالغ افرادمکلف ہیں، یعنی احکام کو انجام دینا ان پر واجب ہے، لہٰذا (نابالغ) بچےاوردیوانے (غیرعاقل) مکلف نہیں ہیں۔

سنّ بلوغ:

لڑکے، پندرہ سال پورے ہونے پر بالغ ہوتے ہیں، اورلڑکیاں ۹ سال پورے ہونے پر بالغ ہوتی ہیں، اوراس سن کوپہنچنے پر انھیں تمام شرعی فرائض کوانجام دینا چاہئے، اگراس سن سے کمتر بچے بھی نیک کام، جیسےنمازکوصحیح طریقے پرانجام دیں، توثواب پائیں گے۔توجہ رہے کہ سن بلوغ قمری سال سے حساب ہوتا ہے، چونکہ قمری سال ۳۵۴ دن اور ٦ گھنٹے کا ہوتا ہےاس لئےشمسی سال سے دس دن اور ۱۸ گھنٹے کم ہوتا ہے، اس طرح ۹ سال شمسی سے ۹٦ دن اور ۱۸ گھنٹے کم کرنے پر ۹

سال قمری بن جاتے ہیں اور ۱۵ سال شمسی سے ۱۶۱ دن اور ۶ گھنٹے کم کرنے پر ۱۵ سال قمری بن جاتے ہیں۔

احتیاط واجب اور احتیاط مستحب میں فرق:

احتیاط مستحب ہمیشہ فتویٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔یعنی اپنے بیان کردہ مسئلہ میں، مجتہد اظہار نظر کے بعد احتیاط کا طریقہ بھی بیان کرتا ہے چنانچہ مقلد کو ایسے مسئلہ میں اختیار ہے کہ مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرے یا احتیاط پر اور ایسے مسئلہ میں دوسرے مجتہد کی طرف رجوع نہیں کرسکتا ہے، جیسے مندرجہ ذیل مسئلہ:

اگر مکلف نہ جانتا ہو کہ بدن یا لباس نجس ہے، اور نماز کے بعد معلوم ہوجائے کہ نجس تھا تو اس کی نماز صحیح ہے، لیکن احتیاط اس میں یہ ہے کہ وقت میں گنجائش ہونے کی صورت میں نماز کو پھر سے پڑھے۔

احتیاط واجب فتویٰ کے ساتھ ذکر نہیں کیا جاتا ہے بلکہ مقلد کو اسی احتیاط پر عمل کرنا چاہئے یا پھر دوسرے مجتہد کے فتویٰ کی طرف رجوع کرے، جیسے مندرجہ ذیل مسئلہ:

احتیاط اس میں ہے کہ اگر انگور کی بیل کا پتا تازہ ہو تو اس پر سجدہ نہ کیا جائے۔

سبق نمبر ۲ کا خلاصہ

۱۔مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کے طریقے حسب ذیل ہیں:

* خود انسان یقین پیدا کرے۔

* دو عادل عالم گواہی دیں۔

* اہل علم کی ایک جماعت شہادت دے

۲۔حسب ذیل طریقوں سے مجتہد کا فتویٰ حاصل کیا جا سکتا ہے:

* خود مجتہد سے سننا:

* دو یا ایک عادل شخص سے سننا یا کم ازکم ایک قابل اعتماد اور سچّے شخص سے سننا۔

* توضیح المسائل میں دیکھنا۔

۳۔بالغ اور عاقل افراد کو احکام الٰہی پر عمل کرنا چاہیئے۔

٤۔لڑکے ۱۵ سال پورے ہونے پر بالغ ہوتے ہیں اور لڑکیاں ۹ سال پورے ہونے پر بالغ ہوتی ہیں۔

٥۔احتیاط واجب میں دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب میں دوسرے کی طرف رجوع نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(؟) سوالات:

۱۔کسی مجتہد کے اجتہاد یا اعلمیت پر کون لوگ شہادت دے سکتے ہیں؟

۲۔کن لوگوں کو واجب اعمال انجام دینا چاہئے؟

۳۔ایک لڑکا پہلی اپریل ۱۹۸۹ءکو پیدا ہوا ہے، حساب کر کے بتائیے کہ یہ لڑکا کس تاریخ کو بالغ ہوگا؟

٤۔مندرجہ ذیل مسئلہ میں تشخیص دیجئے کہ احتیاط، واجب ہے یا مستحب:

احتیاط اس میں ہے کہ کسی سے نماز سکھانے کی اجرت نہ لی جائے لیکن نماز کے مستحبات سکھانے کی اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سبق نمبر ۳

طہارت

جیسا کہ پہلے سبق میں بیان ہوا کہ اسلام کے عملی پروگرام کے مجموعہ کو احکام کہتے ہیں، ان ہی میں سے واجبات ہیں اور نماز ان میں سے ایک بنیادی اور اہم ترین واجب ہے۔

نماز سے متعلق مسائل کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔مقدمات۔

۲۔مقارنات۔

۳۔مبطلات۔

مقدمات نماز: نماز گزار کو نماز سے قبل ان کی رعایت کرنی چاہیئے۔

مقارنات نماز: وہ مسائل جو خود نماز سے متعلق ہیں، تکبیرۃ الاحرام سے لیکر سلام تک۔

مبطلات نماز: وہ مسائل جو ان چیزوں سے متعلق ہیں، جن سے نماز باطل ہوتی ہے۔

مقدمات نماز

اس عبادت (نماز) کوانجام دینے سے پہلے جن مسائل کی طرف نماز گزار کوتوجہ دینا چاہیئے ان میں سے ایک طہارت و پاک کرنا ہے۔

نماز گزار کا اپنے بدن ولباس کو ناپاک چیزوں (نجاسات) سے پاک کرنا چاہیئے اورنجاسات سے پاکی کے لئے ان کی پہچان اورنجس چیزوں کو پاک کرنے کے طریقے سے آگاہ ہونا لازمی ہے،لہٰذا پہلے اس کو بیان کرتے ہیں البتہ نجاسات کو جاننے سے پہلے اسلام کےایک کلی قاعدہ کی طرف توجہ مبذول کرائی جاتی ہے:

دنیا میں گیارہ چیزوں کے علاوہ تمام چیزیں پاک ہیں،مگر یہ کہ کوئی چیزان گیارہ چیزوں میں سے کسی ایک کےساتھ ملنے کی وجہ سےنجس ہوئی ہو۔

١۔پیشاب

٢۔پاخانہ

انسان اوراُن حیوانوں کا جوحرام گوشت ہوں اورخون جہندہ رکھتے ہوں زجیسے: بلی اورچوہاوغیرہ

٣۔منی

٤۔مردار

۵۔خون

انسان اوران حیوانوں کا جوخون جہندہ * رکھتے ہیں، جیسے بھیڑ وغیرہ۔

۶۔کتّا

۷۔سور

خشکی میں پائے جانے والے کتّے اورسور۔البتہ دریائی کتّا اورسور نجس نہیں ہیں۔

۸۔شراب اور ہر مست کرنے والی سیال چیز۔

۹۔آب جو(فقاع) غیرطبّی آب جو۔

۱۰۔کافر۔

۱۱۔نجاست خوراونٹ کا پسینہ۔

....

* کسی حیوان کی رگ کاٹنے کے بعد جوخون اچھل کرنکلتا ہے اس خون کو خون جہندہ کہتے ہیں۔

طہارت سے مراد صفائی اور نجاست سے مراد گندگی نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی چیز صاف ہولیکن اسلامی احکام کی نگاہ سے پاک نہ ہو،

اسلام؛طہارت اور صفائی دونوں کا طالب ہے۔یعنی انسان کو اپنے اور اپنے ماحول کے بارے میں پاک اور صفائی کی فکر کرنی چاہیئے اب ہم طہارت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

۱۔انسان اور ان تمام حرام گوشت حیوانوں کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے، جو خون جہندہ رکھتے ہیں۔ *

۲۔ حلال گوشت حیوانوں، جیسے گائے اور بھیڑ اور خون جہندہ نہ رکھنے والے حیوانوں، جیسے سانپ اور مچھلی کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے۔(۱)

۳۔مکروہ گوشت حیوانوں، جیسے گھوڑے اور گدھے کا پیشاب و پاخانہ پاک ہے۔(۲)

٤۔حرام گوشت پرندوں کی بیٹ جیسے: کوا،نجس ہے(۳) **

۱۔مردار کے احکام: ☆☆☆

مردہ انسان اگر چہ تازہ مرا ہو اور اس کا جسم سرد نہ ہوا ہو(اس کے بے جان اجزاء جیسے ناخن اور دانتکے علاوہ)اس کا پورا بدن نجس ہے(٤) مگر یہ کہ:

الف:شہید معرکہ ہو۔ ☆ ☆☆X*

....

(۱)العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص ۵.

(۲)العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص ۵۵.

(۳)توضیح المسائل،م ۸۵.

(٤)العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص ۵۸۔الرابع ص ٦۱،م ۱۲.

*گلپائیگانی) احتیاط واجب کی بناء پر اس حرام گوشت حیوان کے پیشاب و پاخانہ سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے جو خون جہندہ نہ رکھتا ہو۔(مسئلہ ۸۵)

** (دیگر مراجع) پاک ہے(مسئلہ ۸٦)

☆☆☆ مردار وہ حیوان ہے جو خود مر گیا ہو یا اسے غیر شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو۔

☆☆☆* وہ شہید جو میدان جہاد میں درجۂ شہادت پر فائز ہوا ہو۔

ب: اسے غسل دیا گیا ہو(تین غسل* مکمل کئے گئے ہوں)

مردار حیوان:

۱۔خون جہندہ نہ رکھنے والے حیوان کا مردار پاک ہے،، جیسے: مچھلی وغیرہ

۲۔خون جہندہ رکھنے والے حیوان کے بے روح اجزائ، جیسے: بال، سینگ وغیرہ پاک ہیں اور روح والے اجزائ، جیسے گوشت، چمڑا وغیرہ نجس ہیں۔(۱)

....

(۱)العروۃ الوثقیٰ۔ج۱،ص ۵۸ ،الرابع۔تحریرالوسیلہ ج۱،ص ۱۱۵، الرابع.
*غسل آب سدر، آب کافور، اور غسل آب مطلق۔(مترجم)

خون کے احکام:

۱۔انسان اور ہر اس حیوان کا خون نجس ہے جو خون جہندہ رکھتا ہو، جیسے: مرغ اور بھیڑ وغیرہ۔

۲۔خون جہندہ نہ رکھنے والے حیوانوں کا خون پاک ہے، جیسے: مچھلی اور مچھر وغیرہ

۔

۳۔بعض اوقات جو انڈے میں خون پایا جاتا ہے وہ نجس نہیں ہے، لیکن احتیاط واجب کی بنا پر
اسے کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔
اگر یہ خون انڈے کی زردی کے ساتھ ملانے پر زائل ہوجائے تو اس زردی کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔*

٤۔ جو خون دانتوں کے درمیان (مسوڑوں) سے آتا ہے، اگر لعاب دہن کے ساتھ مل کر زائل ہوجائے تو پاک ہے اور اس صورت میں لعاب دہن کو نگلنے میں بھی

کوئی اشکال نہیں ہے۔(۱)

....

(۱)توضیح المسائل۔م۹۸۹۶تا۱۰۱.

* (دیگر مراجع)احتیاط واجب کی بنا پر، اس انڈے کے کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے جس میں ذرہ برابر خون ہو،لیکن اگر خون انڈے کی زردی میں ہوتو اس پر موجود باریک جھلی جب تک پھٹ نہ جائے،سفیدی پاک ہے.(مسئلہ ۹۹)

سبق ۳ کا خلاصہ

۱۔نماز پڑھنے کے لئے نماز گزار کا بدن اوراس کے کپڑے پاک ہونے چاہئے۔

۲۔گیارہ چیزوں کے علاوہ دنیامیں سب چیزیں پاک ہیں۔

۳۔مراہواانسان اگر میدان جہادمیں شہید نہ ہوا ہواوراسے غسل نہ دیا گیا ہوتونجس ہے،لیکن اس کے بے روح اجزاء پاک ہیں۔

٤۔کتے اورسورکا مرداراورخون جہندہ رکھنے والے حیوانوں کے روح داراجزاءنجس ہیں۔

٥۔خون جہندہ نہ رکھنے والے حیوانوں کا مرداراوراسی طرح خون جہندہ رکھنے

والے حیوانوں کے مردار کے بے روح اجزاء پاک ہیں۔

٦۔خون جہندہ رکھنے والے حیوانوں کا خون نجس ہے۔

٧۔انڈے میں پایا جانے والا خون نجس نہیں ہے لیکن احتیاط واجب کی بناء پر اسے کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے، لیکن اگر یہ خون اتنا کم ہو کہ زردی کے ساتھ ملانے پر زائل ہو جائے تو اسے کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

٨۔اگر دانتوں سے آنے والا خون لعاب دہن سے ملکر زائل ہو جائے تو وہ پاک ہے اور اسے نگلنے میں کوئی بھی اشکال نہیں۔

(؟) سوالات:

١۔سانپ، بچھو اور مینڈک کے مردار کے بارے میں کیا حکم ہے؟

٢۔گدھے کی لید اور کوے کی بیٹ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

٣۔مسواک کرتے وقت منہ میں پائے جانے والے خون کا کیا حکم ہے؟

٤۔کس انسان کا بدن اسکی وفات کے بعد پاک ہے؟

٥۔کیا مردہ بھیڑ کی اُون سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟

سبق نمبر ٤

پاک چیز کیسے نجس ہو جاتی ہے؟

گزشتہ سبق میں بیان ہوا کہ دنیا میں چند چیزوں کے علاوہ تمام چیزیں پاک ہیں لیکن ممکن ہے پاک چیزیں بھی نجس چیزوں کے ساتھ ملنے کی وجہ سے نجس ہوجائیں، اس صورت میں کہ یہ دو چیزیں (پاک ونجس) تر ہوں اور ایک کی رطوبت دوسری چیز میں منتقل ہوجائے۔(١)

١۔اگر ایک پاک چیز کسی نجس چیز سے ملحق ہوجائے اور ان دو میں سے ایک اس طرح تر ہو کہ رطوبت دوسری چیز میں منتقل ہوجائے،تو اس صورت میں پاک چیز نجس ہوجاتی ہے۔

٢۔درج ذیل مواقع پر پاکی کا حکم ہے:

*معلوم نہ ہو کہ پاک اور نجس چیز آپس میں مل گئی ہیں کہ نہیں۔

*معلوم نہ ہو کہ پاک ونجس چیز تر تھی یا نہیں۔

*معلوم نہ ہو کہ ایک چیز کی رطوبت دوسری چیز میں سرایت کر گئی ہے یا نہیں۔(٢)

....

(١)١۔توضیح المسائل۔م ١٢٥.

(۲)توضیح المسائل)۱۲٦، والعروۃ الوثقیٰ ج۱،ص۷۹،م۱

چند مسئلے:

اگرانسان نہ جانتا ہوکہ ایک پاک چیزنجس ہوگئی ہے یانہیں؟ تووہ پاک ہے اور تحقیق وجستجو کرنا ضروری نہیں، اگرچہ جستجو کرنے سے اس کانجس یاپاک ہونا معلوم ہوسکتا ہو۔(۱)

۲۔نجس چیز کا کھانا یا پینا حرام ہے۔(۲)

۳۔اگرکوئی شخص کسی کونجس چیز کھاتے ہوئے یا نجس لباس میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھے تواس کو بتانا ضروری نہیں ہے۔(۳)

مطہرات(پاک کرنے والی چیزیں)

نجس چیز کیسے پاک ہوتی ہے؟

تمام نجس چیزیں پاک ہوجاتی ہیں اور پاک کرنے والی عمدہ چیزیں حسب ذیل میں

:

۱۔پانی۔

۲۔زمین۔

۳۔آفتاب۔

٤۔اسلام۔

٥۔نجاست کا زائل ہونا۔(٤)

پانی، بہت سی نجس چیزوں کو پاک کرتا ہے۔لیکن پانی کی مختلف قسمیں ہیں کہ انھیں جاننے سے اس سے مربوط مسائل کو یاد کرنے میں ہمیں مدد ملتی ہے۔

پانی کی قسمیں:١۔مضاف

٢۔مطلق *** ١۔کنویں کا پانی ٢۔جاری پانی ٣۔بارش کا پانی ٤۔ٹھہرا ہوا پانی

***١۔کُر: ٢۔قلیل:

....

(١)توضیح مسائل م١٢٣.

(٢)توضیح المسائل م،١٤١

(٣)توضیح المسائل۔م ١٤٣.

(٤)توضیح المسائل۔م١٤٨

مضاف پانی:

وہ پانی جو کسی چیز سے لیا گیا ہو(جیسے: سیب اور تربوز کا پانی) یا کسی دوسری چیز کے ساتھ ایسے مخلوط ہو کہ اسے پانی نہ کہا جائے، جیسے شربت وغیرہ۔

مطلق پانی:

وہ پانی ہے جومضاف نہ ہو۔

مضاف پانی کے احکام:

۱۔نجس چیز کو پاک نہیں کرتا (مطہرات میں سے نہیں ہے)

۲ ۔یہ نجاست ملنے پر نجس ہوتا ہے، ہر چند کہ نجاست کم ہو اور بو، رنگ یا پانی کا مزہ تبدیل نہ ہو۔

۳ ۔اس سے وضو اور غسل کرنا باطل ہے۔(۱)

مطلق پانی کی قسمیں:

پانی یا زمین سے ابلتا ہے۔

یا آسمان سے برستا ہے۔

یا نہ ابلتا ہے اور نہ برستا ہے۔

آسمان سے برسنے والے پانی کو بارش کہتے ہیں۔

زمین سے ابلنے والا پانی اگر بہہ رہا ہو تو اسے آب جاری کہتے ہیں اور اگر ٹھہرا ہوا ہو تو اسے کنویں کا پانی کہتے ہیں۔

....

(۱) توضیح المسائل، م ٤٧ ـ ٤٨

وہ پانی جو زمین سے نہ ابلتا ہو اور نہ آسمان سے برستا ہو، اسے ٹھہرا ہوا پانی کہتے ہیں ٹھہرا ہوا پانی اگر مقدار میں زیادہ ہو تو اسے کر کہتے ہیں اور اگر کم ہو تو اسے قلیل کہتے ہیں۔

کر کی مقدار (۱)

حجم: ٤٢٨٧٥ بالشت پانی ہے یہ پانی کی وہ مقدار ہے جو ایک ایسے ظرف میں پُر ہو جائے جس کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی، ہر ایک سے کم ٥ ٣ بالشت ہو تو اسے کر کہتے ہیں۔* وزن: ٣٧٧٤١٩ کلوگرام۔

....

(۱) تحریر الوسیلہ۔ ج۱ ص ١٤، م ١٤، توضیح المسائل۔ م ١٦

* (خوئی) اگر لمبائی، چوڑائی اور گہرائی ہر ایک ٣ بالشت ہو تو کر ہے (مسئلہ ١٦)

آب قلیل کی مقدار:

جو پانی کر سے کم ہو، اسے قلیل کہتے ہیں۔

صرف آب مطلق، نجاسات کو پاک کرسکتا ہے، اگر چہ ممکن ہے آب مضاف کسی گندی چیز کو صاف کرلے لیکن ہرگز نجس چیز کو پاک نہیں کرسکتا۔

اس کے بعد والے سبق میں ہم مطلق پانی کے احکام اور ان سے پاک کرنے کے طریقوں کے بارے میں آگاہ ہوجائیں گے۔

سبق: ٤ کا خلاصہ

١۔مطہرات، تمام نجاست کو پاک کرتی ہیں، یعنی کوئی نجس چیز ایسی نہیں ہے جسے پاک نہ کیا جاسکے۔

٢۔اہم مطہرات سے مراد یہ ہیں: پانی، زمین آفتاب، اسلام اور نجاست کا زائل ہونا۔

٣۔پانی مطہرات میں سے ہے اور یہ مطلق پانی ہے نہ مضاف۔

٤۔جو پانی زمین سے ابل کر بہتا ہے اسے جاری پانی کہتے ہیں اور جو پانی زمین سے ابلنے کے بعد نہیں بہتا، اسے کنویں کا پانی کہتے ہیں۔

جو پانی نہ ابلتا ہو اور نہ برستا ہو، اسے ٹھہرا پانی کہتے ہیں، ٹھہرا پانی اگر زیادہ ہو تو اسے کر کہتے ہیں اور اگر کم ہو تو اسے قلیل کہتے ہیں۔

٥۔اگر پانی کا وزن ٣٧٧٤١٦ کیلوگرام تک پہونچ جائے تو وہ کر ہے۔

(؟)سوالات:

١۔مطلق اور مضاف پانی میں کیا فرق ہے؟

۲ ۔جاری اور کنویں کے پانی میں کیا فرق ہے؟
۳ ۔جس پانی کے حوض کی لمبائی ۲۰ بالشت، چوڑائی ٥ بالشت اور گہرائی ایک بالشت ہو، حساب کر کے بتائیے کہ کیا یہ کر ہے یا نہیں؟
٤ ۔ایک شخص کا تر پاؤں نجس فرش سے لگ گیا ہے، لیکن نہیں جانتا کہ اس کے پاؤں کی رطوبت نے فرش پر سرایت کی ہے یا نہیں، آیا اس کا پاؤں نجس ہوا یا نہیں؟

سبق نمبر ۵

پانی کے احکام

آب قلیل:

۱۔آب قلیل،نجاست ملنے سے نجس ہوجاتا ہے۔(چاہے کسی نجس چیز پر ڈالا جائے یا کوئی نجس چیز اس میں گر جائے)(۱)

۲۔ اگر کر یا جاری پانی، نجس آب قلیل سے متصل اور مخلوط ہوجائے،تو پاک ہوجاتا ہے۔(مثال کے طور پر ایک برتن میں نجس آب قلیل کسی ایسے ٹوٹی کے نیچے رکھ کر اوپر سے پانی جاری کیا جائے کہ وہ کر کے منبع سے متصل ہو)(۲)*

کر، جاری اور کنویں کا پانی:

۱۔آب قلیل کے علاوہ آب مطلق کی تمام قسمیں جب تک نجاست ملنے کی وجہ سے نجاست کی بو

....

(۱)توضیح المسائل،م۲۶.

* پانی سے تطہیر کرنے میں شرط ہے کہ پانی نجاست کی بو، رنگ یا مزہ نہ رکھتا ہو، اگر بو، رنگ یا مزہ لے لیا ہو تو اس قدر آب کر یا جاری سے مخلوط کیا جائے کہ نجاست کی

بو، رنگ و مزہ زائل ہو جائے۔

(۲)۔تحریر الوسیلہ۔ج۱،ص۱٤،م۱۱

یا رنگ یا مزہ نہ لے، پاک ہیں اور اگر نجاست ملنے کی وجہ سے نجاست کی بو یا رنگ یا مزہ سرایت کر جائے تو نجس ہیں (اس لحاظ سے آب جاری، کنویں کا پانی، کر وحتی بارش کا پانی بھی اس حکم میں مشترک ہیں)(۱)

۲۔عمارتوں کے نلکوں کا پانی، چونکہ کر کے منبع سے متصل ہوتا ہے، اس لئے آب کر کے حکم میں ہے۔(۲)

بارش کے پانی کی بعض خصوصیات:

۱۔ ایک ایسی نجس چیز جس میں عین نجاست نہ ہوز، اس پر اگر ایک بار بارش ہو جائے تو پاک ہو جائیگی۔

۲۔ اگر نجس فرش اور لباس پر بارش ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتے ہیں اور انھیں نچوڑنے کی ضرورت نہیں۔☆☆

۳۔اگر نجس زمین پر بارش ہو جائے، تو پاک ہو جاتی ہے۔

٤۔اگر بارش کا پانی ایک جگہ جمع ہو جائے، اور وہ کر سے کم بھی ہو، جب تک بارش ہوئی رہے، اس میں نجس چیز کو دھویا جائے تو پاک ہے، بشرطیکہ اس پانی میں

نجاست کی بو، رنگ یا مزہ سرایت نہ کرے(۳)

(۲) پانی میں شک کے احکام:

۱۔ پانی کی وہ مقدار جس کے بارے میں معلوم نہیں کہ کر ہے یا نہیں؟ نجاست ملنے سے وہ پانی نجس نہیں ہوتا، لیکن آب کر کے دیگر احکام اس پر جاری نہیں ہوں گے۔

....

(۱) تحریر الوسیلہ، ج۱، ص ۱۳، م.

(۲) توضیح المسائل)م ۳۵.

(۳) توضیح المسائل ۔م ۳۷، ۴۰، ۴۱، ۴۲

*عین نجس وہ چیز ہے کہ خود نجس ہو، جیسے پیشاب وخون.

☆☆ صفحہ ۳۹ پر آئے گا کہ (چھوٹا) فرش ولباس وغیرہ کو دھوتے وقت ہر مرتبہ دھونے کے بعد اسے نچوڑنا چاہئے تاکہ اندر کا پانی باہر آئے.

۲ ۔ پانی کی وہ مقدار جو پہلے کر تھی اب اس میں شک ہو کہ یہ پانی قلیل ہوگیا ہے یا نہیں؟ تو وہ کر کے حکم میں ہے۔

۳ ۔جس پانی کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ پاک ہے یا نہیں؟ پاک ہے۔

۴ ۔ پاک پانی کے بارے میں اگر شک ہوجائے کہ نجس ہوگیا یا نہیں؟ تو وہ پاک

پانی کے حکم میں ہے۔

٥۔نجس پانی کے بارے میں اگر شک ہو جائے کہ پاک ہوا یا نہیں،تو وہ نجس ہے۔

٦۔مطلق پانی کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ مضاف ہوا ہے یا نہ،تو وہ مطلق کے حکم میں ہے۔(١)

پانی سے نجس چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ:

پانی زندگی کی بنیاد اور اکثر نجاسات کو پاک کرنے والا ہے، یہ ان مطہرات میں سے ہے جس سے تمام لوگوں کو روزانہ سروکار رہتا ہے،اب ہم اس سے چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ سیکھتے ہیں:

....

(١)العروۃ الوثقی۔ج١ص٤٩،تحریرالوسیلہ۔ج١ص١٥،م١٥.

(٢)توضیح المسائل،م١٥٠،١٥٩،١٦٠.

*مرحوم خوئی:اگر لباس اور اس کے مانند کوئی چیز پیشاب سے نجس ہوئی ہو تو آب کُر سے بھی دو بار دھونا لازم ہے۔(مسئلہ ١٦٠)

وضاحت:

الف: چیزوں کو پاک کرنے کے سلسلے میں پہلے عین نجاست کا دور کرنا چاہئے اور اس کے بعد مندرجہ بالا تعداد میں دھونا چاہیئے۔مثلاً نجس برتن کو اس کی عین نجاست، دور کرنے کے بعد اگر آب کر سے ایک مرتبہ دھویا جائے تو کافی ہے۔

ب۔فرش اور لباس اور ان جیسی دوسری چیزیں جو اپنے اندر پانی کو جذب کرتی ہیں اور نچوڑنے کے قابل ہوں تو انھیں قلیل پانی سے دھونے کی صورت میں ہر بار دھونے کے بعد اس حد تک نچوڑ نا چاہیئے کہ جذب شدہ پانی باہر آجائے یا کسی اور طریقے سے پانی کو باہر نکالنا چاہیئے، کر اور جاری پانی سے دھونے کی صورت میں بھی احتیاط واجب ہے کہ جذب شدہ پانی کو باہر نکالا جائے۔(*)

جاری اور کنویں کا پانی بھی نجس چیزوں کو پاک کرنے کے سلسلے میں بیان شدہ احکام کے مطابق آب کر کے مانند ہے۔

مسئلہ:

ایک نجس برتن کو حسب ذیل طریقے سے دھویا جاسکتا ہے:

کر پانی سے: پانی میں ایک بار ڈبو کر باہر نکالا جائے۔

آب قلیل سے: تین بار اس میں پانی بھر کر خالی کیا جائے، یا اس میں تین بار پانی

ڈال کر ہر مرتبہ پانی کو اس طرح گھمایا جائے کہ پانی نجس جگہوں تک پہنچ جائے اور اس کے بعد اسے پھینک دیا جائے۔

....

* (خوئی) اسے نچوڑنا لازم ہے (اراکی، گلپایئگانی) آب کر میں نچوڑنا لازم نہیں ہے (مسئلہ ١٦١)

سبق ٥ کا خلاصہ

١۔ آب قلیل، نجاست ملنے سے نجس ہوتا ہے۔

٢۔ کر، جاری، کنویں اور بارش کا پانی اگر نجاست ملنے سے نجاست کی بو، رنگ یا مزہ اس میں سرایت کرے تو نجس ہوجاتا ہے۔

٣۔ وہ پانی جو کر کے حکم میں ہے اس وقت تک پاک ہے جب تک نجاست کی بو، رنگ یا مزہ اس میں سرایت نہ کر جائے۔

٤۔ بارش کا پانی پاک کرنے والا ہے اور فرش اور لباس میں انہیں نچوڑنا ضروری نہیں ہے اور جب تک نجاست کی بو، رنگ یا مزہ اس میں سرایت نہ کرے، پاک ہے۔

٥۔ وہ پانی جس کے بارے میں معلوم نہیں، کر ہے یا نہ؟ نجاست ملنے سے نجس نہیں ہوتا۔

٦۔جس پانی کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ پاک ہے یا نہیں؟ پاک پانی کے حکم میں ہے۔

٧۔جس پانی کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ مطلق ہے یا مضاف،تو مطلق پانی کے حکم میں ہے۔

٨۔برتن کے علاوہ تمام نجس چیزیں ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں، البتہ اگر پیشاب سے نجس ہوئی ہوں تو آب قلیل سے دو بار دھونا چاہئے۔

٩۔فرش اور لباس اور ان جیسی چیزوں کو پاک کرتے وقت ہر بار دھونے کے بعد انھیں نچوڑا جائے یا کسی اور طریقے سے جذب شدہ پانی کو باہر نکالا جائے۔

(؟) سوالات:

١۔آب کر کیسے نجس ہوتا ہے؟

٢۔کیا بارش کا پانی جو ایک جگہ جمع ہوا ہو اور بارش تھم گئی ہو، بارش کے پانی کا حکم رکھتا ہے؟

٣۔اگر پانی کا ایک منبع جو کر سے زیادہ تھا، شک کیا جائے کہ اس میں موجود پانی کر ہے یا نہ؟ تو اس کا کیا حکم ہے؟

٤۔خون سے نجس شدہ لباس کو آب قلیل اور نہر کے پانی سے کیسے دھویا جائے؟

سبق نمبر ٦

نجس زمین کو پاک کرنے کا طریقہ

زمین کو پاک کرنا۔١

١۔آب کر سے: پہلے نجاست کو دور کریں، اس کے بعد کر یا جاری پانی اس پر اس قدر ڈالیں کہ پانی تمام نجس جگہوں تک پہنچ جائے۔

٢۔آب قلیل سے:

١۔اگر زمین پر پانی جاری نہیں ہوتا (یعنی زمین پانی کو اپنے اندر جذب کرتی ہے تو وہ) قلیل پانی سے پاک نہیں ہوگی*

٢. پانی زمین پر جاری ہوتا ہے: جہاں پانی جاری ہوگیا، وہ جگہ پاک ہوجائے گی۔

مسئلہ ١: نجس دیوار بھی، نجس زمین کی طرح پاک کی جاسکتی ہے۔(٣)

مسئلہ ٢: زمین کو پاک کرتے وقت اگر پانی جاری ہوکر کنویں میں جائے یا اس جگہ سے باہر جائے تو وہ تمام جگہیں پاک ہوجاتی ہیں جہاں سے پانی جاری ہوا ہے۔

....

(1) توضیح المسائل، م ١٧٩۔١٨٠.

*(اراکی) زمین کا اوپر والا حصہ پاک ہوگا، (مسئلہ ١٧٨)(خوئی) پاک

ہو جائے گی (مسئلہ ۱۸۰)

(۳) توضیح المسائل، م ۱۷۹۔ ۱۸۰.

زمین:

۱۔ اگر پاؤں کے تلوے یا جوتے کا تلا راہ چلتے نجس ہو جائیں اور زمین کے ساتھ چھونے کی وجہ سے نجاست دور ہو جائے، تو پاک ہو جاتے ہیں۔ پس زمین صرف پاؤں کے تلوے اور جوتے کے تلے کو پاک کرنے والی ہے، وہ بھی حسب ذیل شرائط کی بنا پر:

* زمین پاک ہو۔

* زمین خشک ہو۔

* زمین اس صورت میں پاک کرنے والی ہے جب مٹی، ریت، پتھر، اینٹ اور ان جیسی چیز کی ہو۔ (۱)

مسئلہ: اگر زمین سے چھونے کی وجہ سے پاؤں کے تلوے یا جوتے کی تہ میں موجود نجاست زائل ہو جائے تو یہ پاک ہو جاتے ہیں، لیکن بہتر ہے کم از کم پندرہ قدم راہ چلیں۔ (۲)

آفتاب:

آفتاب بھی آئندہ بیان ہونے والی شرائط کے ساتھ درج ذیل چیزوں کو پاک کرتا ہے:

* زمین

*عمارت اور وہ چیزیں جو عمارت میں نصب کی جاتی ہیں، جیسے دروازہ اور کھڑکی وغیرہ۔

* درخت اورنباتات ۔(۳)

آفتاب کے مطہر ہونے کی شرائط:

*نجس چیز اتنی تر ہو کہ کسی چیز کے اس سے چھونے کی صورت میں وہ چیز بھی تر ہو جائے۔

*نجس چیز آفتاب کی گرمی سے خشک ہو جائے، اگر رطوبت باقی رہے تو پاک نہیں ہو گی۔

....

(۱)توضیح المسائل،مسئلہ ۱۸۳،۱۹۲. (۲)العروۃ الوثقیٰ،ج۱،۲ص ۱۲۵.

(۳)العروۃ الوثقیٰ،ج۱،ص۱۲۹،وتحریرالوسیلہ،ج۱،ص۱۳۰.

* بادل یا پردہ جیسی کوئی چیز آفتاب کی گرمی کے لئے مانع نہ ہو، البتہ اگر یہ چیز رقیق اور اتنی نازک ہو کہ آفتاب کی گرمی کو نہ روک سکے تو کوئی حرج نہیں۔

*صرف آفتاب اسے خشک کرے، مثال کے طور پر ہوا کی مدد سے خشک نہ ہو جائے۔

* آفتاب پڑنے کے وقت عین نجاست زاس میں موجود نہ ہو، پس اگر عین نجاست موجود ہو تو آفتاب پڑنے سے پہلے اسے برطرف کیا جائے۔

* دیوار یا زمین کے باہر اور اندر والے حصہ ایک ہی دفعہ خشک کرے پس اگر اس کے باہر والے حصہ کو آج خشک کرے اور اس کے اندر والے حصہ کو کل تو اس صورت میں صرف اس کا باہر والا حصہ پاک ہوگا۔

مسئلہ: اگر زمین اور اس کے مانند کوئی اور چیز نجس ہو، لیکن تر نہ ہو تو اس پر تھوڑا سا پانی یا کوئی اور چیز ڈال کر اسے تر کیا جائے اور اس کے بعد آفتاب پڑنے سے وہ پاک ہوسکتا ہے۔(۱)

اسلام:

کافر، شہادتین پڑھنے کے بعد مسلمان ہو جاتا ہے اور اسلام لانے سے، اس کا تمام بدن پاک ہو جاتا ہے، یعنی کہے: اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ .

(۲)

....

* جیسے خون عین نجاست ہے۔

(۱)العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص۱۲۹ تا۱۳۱ تحریرالوسیلہ ج۱،ص۱۳۰.

(۲)تحریرالوسیلہ، ج۱،ص۱۳۱ توضیح المسائل ۲۰۷.

عین نجاست کا برطرف ہونا:

دو مواقع پر عین نجاست کے برطرف ہونے سے نجس چیز پاک ہوجاتی ہے اور پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں:

الف: حیوان کا بدن، مثلا ایک پرندہ کی چونچ نجاست کھانے کی وجہ سے نجس ہوگئی ہوتو نجاست برطرف ہونے پر پاک ہوجاتی ہے۔

ب۔انسان کے بدن کا اندرونی حصہ، جیسے منھ، ناک اور کان کا اندرونی حصہ۔مثلاً اگر مسواک کرتے وقت مسوڑوں سے خون آئے، جب آب دہن میں خون کا رنگ نہ ہوتو پاک ہے اور منھ کے اندر پانی ڈالنے کی ضروت نہیں(۱)

....

(۱)توضیح المسائل،م۲۱۶، ۲۱۷

سبق:٦ کا خلاصہ

١۔جس زمین پر پانی جاری نہ ہوتا ہو، وہ آب قلیل سے پاک نہیں ہوتی۔
٢۔اگر کسی زمین کو آب قلیل سے پاک کیا جائے، جہاں سے پانی جاری ہوجائے وہ جگہ پاک ہوگی اور وہ جگہ جہاں پانی جمع ہوجائے، نجس ہے۔
٣۔اگر پاؤں کے تلوے اور جوتے کی تہ نجس ہوں اور زمین پر چلنے سے، نجاست برطرف ہوجائے، تو پاک ہوتے ہیں۔
٤۔آفتاب چند شرائط کے ساتھ، زمین، عمارت، درخت اور نباتات کو پاک کرتا ہے۔
٥۔اگر کافر، مسلمان ہوجائے، تو پاک ہوجاتا ہے۔
٦۔منہ اور ناک کے اندر نجاست برطرف ہونے سے یہ دونوں پاک ہوجاتے ہیں اور پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں۔

(؟) سوالات:

١۔دیوار کا ایک حصہ نجس ہوا ہے، وضاحت کیجئے کہ اسے کس طرح پاک کیا جائے؟
٢۔جوتے کی تہ اگر نجس کیچڑ سے ناپاک ہوئی ہو تو راہ چلنے سے کب پاک ہوگی؟
٣۔کیا آفتاب، لکڑی، گندم اور چاول کو پاک کرتا ہے؟
٤۔کافر اگر شہادتین کو انگریزی یا اردو میں پڑھے تو کیا وہ پاک ہوگا؟

سبق نمبر ۷

وضو

نماز کے پہلے مقدمہ، یعنی بدن اور لباس نجاست سے پاک کرنے کے بعد ہم دوسرے مقدمہ یعنی وضو کو بیان کرتے ہیں۔

نماز گزار کے لئے نماز پڑھنے سے پہلے، وضو کرنا چاہئے اور اپنے آپ کو اس عظیم عبادت کو انجام دینے کے لئے آمادہ کرنا چاہئے۔

بعض مواقع پر غسل بھی کرنا چاہئے، یعنی پورے بدن کو دھونا اور اگر وضو یا غسل کرنے سے معذور ہوتو، ان کی جگہ پر ایک دوسرا کام بنام تیمم بجالائے کہ اس سبق اور آئندہ چند درسوں میں ان میں سے ہر ایک کے احکام بیان کئے جائیں گے۔

وضو کا طریقہ:

وضو میں سب سے پہلے چہرے کو دھونا چاہئے اور اس کے بعد دائیں ہاتھ کو پھر بائیں ہاتھ کو، ان اعضاء کو دھونے کے بعد، ہتھیلی میں بچی رطوبت سے سر کا مسح کریں یعنی بائیں ہاتھ کو سر پر کھینچ لیں اور اس کے بعد دائیں پاؤں اور پھر بائیں پاؤں کا مسح کریں۔ اب وضو کے اعمال کے بارے میں بیشتر آشنائی حاصل کرنے

کے لئے درج ذیل خاکہ ملاحظہ فرمائیں:

اعمالِ وضو(۱)

۱۔دھونا:

۱۔چہرہ

۲۔دایاں ہاتھ

۳۔بایاں ہاتھ

لمبائی میں بال اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کی انتہا تک، اور چوڑائی میں انگوٹھے اور درمیانی انگلی کے فاصلہ کے برابر، چہرہ کو دھویا جائے۔کہنی سے انگلیوں کے سرے تک

۲۔مسح:

۱۔سرسر کے اگلے حصہ کا جو پیشانی کے اوپر واقع ہوتا ہے

۲۔دایاں پاؤں

۳۔بایاں پاؤں

انگلیوں کے سرے سے پیر کے اوپر والے حصے کے آخر تک*

اعمال وضو کی وضاحت:

دھونا:

۱۔چہرے اور ہاتھ دھونے کی واجب مقدار وہی ہے جو بیان ہوئی لیکن یہ یقین حاصل کرنے کے لئے کہ واجب مقدار کو دھولیا ہے،تھوڑا سا چہرے کے اطراف کو بھی دھونے میں شامل کرلیں۔(۲)

....

(۱)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۲۱م۱.

(۲)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۲۱م۱،۲.

* (تمام مراجع) احتیاط واجب اس میں ہے کہ جوڑ تک بھی مسح کریں (مسئلہ ۲۵۸)

۲۔احتیاط واجب کی بنا پر ز چہرے اور ہاتھوں کو،اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے،اوراگر نیچے سے اوپر کی طرف دھویا جائے،تو وضو باطل ہے۔(۱)

سر کا مسح:

۱۔مسح کی جگہ:سر کا اگلا ایک چوتھائی حصہ جو پیشانی کے اوپر واقع ہے۔

۲۔مسح کی واجب مقدار:جس قدر بھی ہو کافی ہے(اس قدر کہ دیکھنے والا یہ کہے کہ مسح کیا ہے)۔

۳۔مسح کی مستحب مقدار: چوڑائی میں جڑی ہوئی تین انگلیوں کے برابر اور لمبائی میں ایک انگلی کی لمبائی کے برابر۔

٤۔مسح بائیں ہاتھ سے بھی جائز ہے☆☆

٥۔ضروری نہیں ہے کہ مسح، سر کی کھال پر کیا جائے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر بھی صحیح ہے۔اگر سر کے بال اتنے لمبے ہوں کہ کنگھی کرنے سے بال چہرے پر گر جائیں تو سر کی کھال پر یا بالوں کی جڑ پر مسح کیا جائے گا۔

٦۔سر کے دیگر حصوں کے بالوں پر مسح جائز نہیں ہے اگر چہ وہ بال سر کے اگلے حصے یعنی مسح کی جگہ پر ہی کیوں نہ جمے ہوئے ہوں۔(٢)

پاؤں کا مسح:

١۔مسح کی جگہ: پاؤں کا اوپر والا حصہ۔

....

(١)توضیح المسائل م ٢٤٣.

(٢)توضیح المسائل۔م ٢٤٩و٢٥٠و٢٥١و٢٥٧وتحریر الوسیلہ ج١ص٢٣م١٤.

☆(تمام مراجع)اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے۔(مسئلہ ٢٤٩)

☆☆(تمام مراجع) احتیاط واجب کی بنا پر دائیں ہاتھ سے مسح کرنا چاہئے

(مسئلہ ۲۰۰)

۲۔مسح کی واجب مقدار: لمبائی میں انگلیوں کے سرے سے پاؤں کے اوپر والے حصے کی ابھار تک زاور چوڑائی میں جس قدر بھی ہو کافی ہے اگر چہ ایک انگلی کے برابر ہو۔

۳۔مسح کی مستحب مقدار: پاؤں کا اوپر والا پورا حصہ۔

٤۔دائیں پاؤں کا بائیں پاؤں سے پہلے مسح کرنا چاہیئے۔☆☆لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ دائیں پاؤں کو دائیں ہاتھ سے اور بائیں پاؤں کو بائیں ہاتھ سے مسح کریں۔(۱)

سر اور پاؤں کے مسح کے مشترک مسائل:

۱۔مسح میں ہاتھ کو سر اور پاؤں پر کھینچنا چاہیئے اور اگر ہاتھ کو ایک جگہ قرار دے کر سر یا پاؤں کو اس پر کھینچ لیا جائے تو وضو باطل ہے،لیکن اگر ہاتھ کو کھینچتے وقت سر یا پاؤں میں تھوڑی سی حرکت پیدا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(۲)

۲۔اگر مسح کے لئے ہتھیلی میں کوئی رطوبت باقی نہ رہی ہو تو ہاتھ کو باہر کے کسی پانی سے تر نہیں کر سکتے ، بلکہ وضو کے دیگر اعضاء سے رطوبت کو لے کر اس سے مسح کیا جائے گا۔(۳)

۳۔ ہاتھ کی رطوبت اس قدر ہونا چاہئے کہ سر اور پاؤں پر اثر کرے۔(٤)

٤۔ مسح کی جگہ (سر اور پاؤں کا اوپر والا حصہ) خشک ہونا چاہئے، اس لحاظ سے اگر مسح کی جگہ تر ہوتو اسے پہلے خشک کر لینا چاہئے، لیکن اگر رطوبت اتنی کم ہو کہ ہاتھ کی رطوبت کے اثر کے لئے مانع نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔(٥)

....

(١) توضیح المسائل م ٢٥٢ ٢٥٣ والعروۃ الوثقی، ج١ ص ٢٠٩.(٢) توضیح المسائل م ٢٥٥.

(٣) توضیح المسائل م ٢٥٧. (٤) العروۃ الوثقیٰ ج١ ص ٢١٢، م ٢٦.

(٥) العروۃ الوثقیٰ ج١ ص ٢١٢ م ٢٦.

* تمام مراجع) احتیاط واجب یہ ہے کہ جوڑ تک بھی مسح کیا جائے.(مسئلہ ٣٤٩)

☆☆ گلپائیگانی، اراکی،) بائیں پاؤں کا دائیں پاؤں سے پہلے مسح نہ کرے(خوئی) احتیاط کی بنا پر بائیں پاؤں پر دائیں پاؤں کے بعد مسح کرے۔(شرائط وضو شرط ٩)

٥۔ ہاتھ اور سر یا پاؤں کے درمیان کپڑا یا ٹوپی یا موزہ اور جوتا جیسی کسی چیز کا فاصلہ نہیں ہونا چاہئے، اگر چہ یہ چیزیں رقیق اور نازک ہی کیوں نہ ہوں، اور رطوبت

کھال تک پہنچ بھی جائے ، (مگر یہ کہ مجبوری ہو) (۱)

٦ ۔مسح کی جگہ پاک ہونی چاہیئے ، پس اگر نجس ہواوراس پر پانی نہ ڈال سکتا ہوتو تیمم کرنا چاہیئے ۔(٤)

سبق : ۷ کا خلاصہ

۱ ۔وضو ،یعنی چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھونا اور سر اور پاؤں کا (آئندہ بیان ہونے والے شرائط کے ساتھ) مسح کرنا ۔

۲ ۔احتیاط واجب کی بنا پر چہرے اور ہاتھوں کو اوپر سے نیچے کی طرف دھونا چاہیئے ۔

۳ ۔وضو میں چہرے اور ہاتھوں کو دھونے کے بعد سر کے اگلے حصے اور پاؤں کے اوپر والے حصہ پر مسح کرنا چاہیئے ۔

٤ ۔سر کے مسح کی واجب مقدار اس قدر ہے کہ دیکھنے والا کہے کہ مسح کیا ۔

٥ ۔سر کا مسح سر کے اگلے حصے پر کرنا چاہیئے جو پیشانی کے اوپر واقع ہوتا ہے ۔

٦ ۔ پاؤں کا مسح جس قدر ہو کافی ہے ،اگر چہ ایک انگلی کے برابر بھی ہو ،لیکن لمبائی میں انگلی کے سرے سے پاؤں کے اوپر والے حصے کے ابھار تک ہونا چاہیئے ۔

۷ ۔مسح میں :

* ہاتھ کو مسح کی جگہ پر کھینچنا چاہئے۔

* مسح کی جگہ پاک ہو۔

....

(۱)العروۃ الوثقیٰ ج۱ص ۲۱۲،م ۲۷.

(۲)توضیح المسائل۔م۔۲۶۰.

* مسح کی جگہ اور ہاتھ کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔

(؟)سوالات:

۱۔وضو کے احکام بیان کیجئے؟

۲۔جس شخص نے اپنے سر کے ایک طرف کے بال کو کنگھی سے آگے کرلیا ہو تو مسح کے وقت اس کا کیا فریضہ ہے؟

۳۔ایسے چار مسائل بیان کیجئے جو سر اور پاؤں کے مسح میں مشترک ہوں؟

٤۔کیا راہ چلتے ہوئے سر کا مسح کیا جا سکتا ہے؟

٥۔کیا سخت سردیوں میں موزہ پر مسح کیا جا سکتا ہے؟

٦۔سر اور پاؤں کے مسح کی واجب اور مستحب مقدار کو بیان کیجئے؟

سبق نمبر ۸

وضو کے شرائط

بیان ہونے والے شرائط کے ساتھ وضو صحیح ہے، اور ان میں سے کسی ایک کے نہ ہونے پر وضو باطل ہے۔

وضو کے شرائط:

۱۔ وضو کے پانی اور برتن کے شرائط

۱۔ وضو کا پانی پاک ہو (نجس نہ ہو)۔

۲۔ وضو کا پانی مباح ہو (غصبی نہ ہو)۔*

۳۔ وضو کا پانی مطلق ہو (مضاف نہ ہو)۔

٤۔ وضو کے پانی کا برتن مباح ہو۔

٥۔ وضو کے پانی کا برتن سونے اور چاندی کا نہ ہو۔

۲۔ اعضائے وضو کے شرائط:

۱۔ پاک ہوں۔

۲۔ ان تک پانی پہنچنے میں کوئی چیز مانع نہ ہو۔

۳۔ کیفیت وضو کے شرائط:

۱۔ترتیب کی رعایت (اعمال وضو میں بیان ہوئی ترتیب کے مطابق)

۲۔موالات کی رعایت (اعمال وضو کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔

۳۔خود انجام دے (کسی اور سے مدد نہ لے)۔

٤۔وضو کرنے والے کے شرائط:

۱۔اس کے لئے پانی کا استعمال باعث حرج نہ ہو۔

۲۔قصد قربت سے وضو کرے (ریا کاری نہ کرے)۔

....

* (تمام مراجع) وضو کا پانی اور وہ فضا جس میں وضو کیا جاتا ہے، وہ بھی مباح ہو (مسئلہ ۲۷۲ کے بعد، تیسری شرط)

وضو کے پانی اور اس کے برتن کے شرائط

۱۔نجس اور مضاف پانی سے وضو کرنا باطل ہے، خواہ جانتا ہو کہ پانی نجس یا مضاف ہے یا نہ جانتا ہو، یا بھول گیا ہو۔(۱)

۲۔وضوکا پانی مباح ہونا چاہئے،اس لحاظ سے درج ذیل مواقع پر وضو باطل ہے:

* اس پانی سے وضوکرنا،جس کا مالک راضی نہ ہو(اس کا راضی نہ ہونا معلوم ہو)

* اس پانی سے وضوکرنا،جس کے مالک کے بارے میں معلوم نہ ہوکہ راضی ہے یا نہیں۔

* اس پانی سے وضوکرنا جوخاص افراد کے لئے وقف کیا گیا ہو،جیسے:بعض مدرسوں کےحوض اوربعض ہوٹلوں اورمسافرخانوں کے وضوخانے...(۲)

۳۔بڑی نہروں کے پانی سے وضوکرنا،اگرچہ انسان نہ جانتا ہوکہ اس کا مالک راضی ہے یانہیں،کوئی حرج نہیں،اگراس کا مالک وضوکرنے سے منع کرے،تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وضونہ کیا جائے۔(۳)

٤۔اگر وضو کا پانی غصبی برتن میں ہو اور اس سے وضو کرلیا جائے تو وضو باطل ہے۔(٤)

اعضائے وضوکے شرائط

۱۔دھونے اورمسح کرنے کے وقت،اعضاءوضوکا پاک ہونا ضروری ہے۔(٥)

....

(۱)توضیح المسائل ۲٦٥.

(۲)العروۃ الوثقیٰ ج۱ص ۲۲۵م ۶، ۷، ۸، توضیح المسائل م ۲۶۷ تا۲۷۲.

(۳)توضیح المسائل، مسئلہ ۲۷۱.

(٤)توضیح المسائل۔شرائط وضو۔شرط چہارم.

(٥)توضیح المسائل ص ۳۵، شرط ششم.

۲۔اگراعضائے وضو پرکوئی چیز ہو جو پانی کے اعضاء تک پہنچنے میں مانع ہو یا مسح کے اعضاء پر ہو، اگر چہ پانی پہنچنے میں مانع بھی نہ ہو، وضو کے لئے اس چیز کو پہلے ہٹانا چاہیئے۔(۱)

۳۔ بال پین کی لکیریں، رنگ ، چربی اور کریم کے دھبے، جب رنگ جسم کے بغیر ہوں، تو وضوء کے لئے مانع نہیں ہیں، لیکن اگر جسم رکھتا ہوتو (کھال پر جسم حائل ہو نے کی صورت میں)اول اسے برطرف کرنا چاہیئے۔(۲)

(٥) کیفیت وضو کے شرائط

ترتیب(۳)

:وضو کے اعمال اس ترتیب سے انجام دئے جائیں:

* چہرہ کا دھونا

* دائیں ہاتھ کا دھونا

* بائیں ہاتھ کا دھونا

*سر کا مسح

* دائیں پیر کا مسح

* بائیں پیر کا مسح

اگر اعمال وضو میں ترتیب کی رعایت نہ کی جائے تو وضو باطل ہے، حتیٰ اگر بائیں اور دائیں پاؤں کا ایک ساتھ مسح کیا جائے*

....

(۱) توضیح المسائل ص ۳۷ شرط ۱۳ و مسئلہ ۲۵۹.

(۲) استفتا آت۔ج۱ ص ۳۶ و ۳۷ س ۴۰ تا ۴۵.

(۳) تحریر الوسیلہ ج۱ ص ۲۸.

* (گلپائیگانی ۔اراکی۔) بائیں پیر کو دائیں پیر سے پہلے مسح نہ کیا جائے۔(خوئی) احتیاط کی بناء پر بائیں پاؤں پر دائیں پاؤں کے بعد مسح کرنا چاہیئے۔(شرائط وضو، شرط نہم)

موالات

۱۔موالات، یعنی اعمال وضو کا پے در پے بجالانا تاکہ ایک دیگر اعمال میں فاصلہ نہ

ہو۔

۲۔اگر وضو کے اعمال کے درمیان اتنا وقفہ کیا جائے کہ جب کسی عضو کو دھونا یا مسح کرنا چاہے تو اس سے پہلے والے وضو یا مسح کئے ہوئے عضو کی رطوبت خشک ہوچکی ہو،تو وضو باطل ہے۔(۱)

دوسروں سے مدد حاصل نہ کرنا

۱۔جو شخص وضو کو خود انجام دے سکتا ہو،اسے دوسروں سے مدد حاصل نہیں کرنی چاہیئے ،لہٰذا اگر کوئی دوسرا شخص اس کے ہاتھ اور منھ دھوئے یا اس کا مسح انجام دے، تو وضو باطل ہے۔(۲)

۲۔جو خود وضو نہ کر سکتا ہو،اسے نائب مقرر کرنا چاہیئے جو اس کا وضو انجام دے سکے،اگر چہ اس طرح اجرت بھی طلب کرے،تو استطاعت کی صورت میں دینا چاہیئے ،لیکن وضو کی نیت کو خود انجام دے۔(۳)

وضو کرنے والے کے شرائط

۱۔جو جانتا ہو کہ وضو کرنے کی صورت میں بیمار ہو جائے گا یا بیمار ہونے کا خوف ہو،اسے تیمم کرنا چاہیئے اور اگر وضو کرے،اس کا وضو باطل ہے،لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ پانی اس کے لئے مضر ہے اور وضو کرنے کے بعد پتہ چلے کہ پانی مضر تھا تو اس

کا وضو صحیح ہے۔(٤)*

....

(١)تحریر الوسیلہ۔ج١ص ٢٨ وتوضیح المسائل م ٢٨٣.

(٢)العروۃ الوثقیٰ۔ج١ص ٢٣٤.

(٣)توضیح المسائل۔م ٢٨٦.

(٤)العروۃ الوثقیٰ۔ج١ص ٢٣٢۔توضیح المسائل۔م ٢٨٨ و ٢٧٢.

*(خوئی)اگر وضو کے بعد پتہ چلے کہ پانی مضر تھا اور ضرر اس حد میں ہو کہ شرعاً حرام نہیں ہے تو اس کا وضو صحیح ہے.(گلپایئگانی)اگر وضو کے بعد معلوم ہو جائے کہ پانی مضر تھا تو احتیاط واجب ہے کہ وضو کے علاوہ تیمم بھی کرے(مسئلہ ٢٩٤).

٢۔ وضو کو قصد قربت کے ساتھ انجام دینا چاہیئے یعنی خدائے تعالیٰ کے حکم کو بجالانے کے لئے وضو انجام دے۔(١)

٣۔ضروری نہیں کہ نیت کو زبان پر لائے ، یا اپنے دل ہی دل میں (کلمات نیت) دہرائے، بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ جانتا ہو کہ وضو انجام دے رہا ہے، اس طرح کہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ کیا کر رہا ہے؟ تو جواب میں کہے کہ وضو کر رہا ہوں (٢)۔

مسئلہ: اگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہو چکا ہو کہ وضو کرنے کی صورت میں پوری نماز یا نماز کا ایک حصہ وقت گزرنے کے بعد پڑھا جائے گا تو اس صورت میں تیمم کرنا چاہیئے (۳)

....

(۱) توضیح المسائل، ص۳۱ شرط ہشتم.
(۲) توضیح المسائل، م۲۸۲.
(۳) توضیح المسائل، م۲۸۰.

سبق: ۸ کا خلاصہ

۱۔ وضو کا پانی پاک، مطلق اور مباح ہونا چاہیئے، لہٰذا نجس و مضاف پانی سے وضو کرنا ہر حالت میں باطل ہے، چاہے پانی کے مضاف یا نجس ہونے کے بارے میں علم رکھتا ہو یا نہیں۔

۲۔ غصبی پانی سے وضو کرنا باطل ہے، البتہ اگر جانتا ہو کہ پانی غصبی ہے۔

۳۔ اگر وضو کے اعضا نجس ہوں تو وضو باطل ہے، اسی طرح اگر وضو کے اعضا پر کوئی مانع ہو کہ پانی اعضا تک نہ پہنچ پائے تو وضو باطل ہے۔

٤ ۔اگر وضو میں ترتیب وموالات کا لحاظ نہ رکھا جائے تو وضو باطل ہے۔

٥ ۔ جو خود وضو کر سکتا ہو اسے دھونے یا مسح کرنے میں کسی دوسرے کی مدد نہیں لینی چاہیئے

٦ ۔وضو کو خدائے تعالیٰ کا حکم بجالانے کی نیت سے انجام دینا چاہیئے ۔

٧ ۔اگر انسان وضو کرنے کی صورت میں اسکی پوری نماز یا نماز کا ایک حصہ وقت گزرنے کے بعد پڑھا جائے گا تو اس صورت میں تیمم کرنا چاہیئے ۔

(؟) سوالات:

١ ۔مختلف اداروں کے وضوخانوں میں وہاں کے ملازموں کے علاوہ دوسرے لوگوں کا وضو کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

٢ ۔ پانی کے ان منابع یا پانی سرد کرنے کی مشینوں سے جو پینے کے پانی کے لئے مخصوص ہوں، وضو کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

٣ ۔ جو خود وضو انجام دینے سے معذور ہو، اس کا فرض کیا ہے؟

٤ ۔وضو میں قصد قربت کی وضاحت کیجئے ۔

٥ ۔وضو کی ترتیب وموالات میں کیا فرق ہے؟

سبق نمبر ۹

وضوءِ جبیرہ

جبیرہ کی تعریف: جو دوائی زخم پر لگائی جاتی ہے یا جو چیز مرہم پٹی کے عنوان سے زخم پر باندھی جاتی ہے، اسے جبیرہ کہتے ہیں۔

۱۔ اگر کسی کے اعضائے وضو پر زخم یا شکستگی ہو اور معمول کے مطابق وضو کر سکتا ہو، تو اسے معمول کے مطابق وضو کرنا چاہیئے، (۱)

مثلاً: الف۔ زخم کھلا ہے اور پانی اس کے لئے مضر نہیں ہے۔

ب۔ زخم پر مرہم پٹی لگی ہے لیکن کھولنا ممکن ہے اور پانی مضر نہیں ہے۔

۲ * زخم چہرے پر یا ہاتھوں میں ہو اور کھلا ہو تو اس پر پانی ڈالنا مضر ہو *، اگر اس کے اطراف کو دھویا جائے تو کافی ہے۔ (۲)

....

(۱) توضیح المسائل م ۳۲۴۔۳۲۵.

(۲) توضیح المسائل م ۳۲۴۔۳۲۵.

* (اراکی) اگر تر ہاتھ اس پر کھینچنا مضر نہ ہو تو ہاتھ اس پر کھینچ لیں اور اگر ممکن نہ ہو تو ایک پاک کپڑا اس پر رکھ کر تر ہاتھ اس پر کھینچ لیں اور اگر اس قدر بھی مضر ہو یا زخم

نجس ہواور پانی نہیں ڈال سکتا ہوتو اس صورت میں زخم کے اطراف کواو پر سے نیچے کی طرف دھولیں اور احتیاط کے طور پر ایک تیمم بھی انجام دے (گلپایگانی) تر ہاتھ کواس پر کھینچ لے اور اگر یہ بھی مضر ہوتو یا زخم نجس ہواور پانی ڈال نہ سکتے ہوں تو اس صورت میں زخم کے اطراف کو او پر سے نیچے کی طرف دھولیں تو کافی ہے.

(مسئلہ ۳۳۱)

۳۔اگر زخم یا شکستگی سر کے اگلے حصے یا پاؤں کے اوپر والے حصہ (مسح کی جگہ) میں ہو، اور زخم کھلا ہو، اگر مسح نہ کر سکے،تو ایک کپڑا اس پر رکھ کر ہاتھ میں موجود وضو کی باقی ماندہ رطوبت سے کپڑے پر مسح کریں ز۔(۱)

وضوءجبیرہ انجام دینے کا طریقہ:

وضوءجبیرہ میں وضو کی وہ جگہیں جن کو دھونا یا مسح کرنا ممکن ہو،معمول کے مطابق دھویا یا مسح کیا جائے ،اور جن مواقع پر یہ ممکن نہ ہو،تو تر ہاتھ کو جبیرہ پر کھینچ لیں۔

چند مسائل:

۱۔اگر جبیرہ نے حد معمول سے بیشتر زخم کے اطراف کو ڈھانپ لیا ہواور اسے ہٹانا ممکن نہ ہو☆ ☆ تو وضوجبیرہ کرنے کے بعد ایک تیمم بھی انجام دینا چاہئے۔(۲)

۲۔جو شخص یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا فریضہ وضوءجبیرہ ہے یا تیمم احتیاط واجب کی بنا پر

اسے دونوں (یعنی وضوء جبیرہ وتیمم) انجام دینا چاہئے۔(۳)

۳۔اگر جبیرہ نے پورے چہرے یا ایک ہاتھ کو پورے طور پر ڈھانپ لیا ہوتو وضوء جبیرہ کافی ہے۔☆☆☆

....

(۱)توضیح المسائل،م۳۲۶.

(۲)توضیح المسائل۔م۳۳۵.

(۳)توضیح المسائل۔م۳۴۳.

* (گلپائیگانی) احتیاط کی بنا پر لازم ہے کہ تیمم بھی کریں (خوئی) تیمم کرنا چاہئے، اوراحتیاط کے طور پر وضو جبیرہ بھی کرے.(مسئلہ ۳۳۲)

☆☆(خوئی) تیمم کرنا چاہئے،مگر یہ کہ جبیرہ تیمم کے مواقع پر ہوتو اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو کرے اور پھر تیمم بھی کرے(مسئلہ ۳۴۱).

☆☆☆ (خوئی) احتیاط کی بناء پر تیمم کرے اور وضوء جبیرہ بھی کرے، (گلپائیگانی) وضوء جبیرہ کرے اوراحتیاط واجب کی بناء پر اگر تمام یا بعض تیمم کے مواقع پوشیدہ نہ ہوں تو تیمم بھی کرے.(مسئلہ ۳۳۶)

۴۔جس شخص کی ہتھیلی اور انگلیوں پر جبیرہ (مرہم پٹی) ہو اور وضو کے وقت اس پر

تر ہاتھ کھینچا ہو، تو سر اور پاؤں کو بھی اسی رطوبت سے مسح کرسکتا ہے (ز) یا وضو کی دوسری جگہوں سے رطوبت لے سکتا ہے۔(۱)

۵۔اگر چہرہ اور ہاتھ پر چند جبیرہ ہوں، تو ان کی درمیان والی جگہ کو دھونا چاہیئے، یا اگر (چند) جبیرہ سر اور پاؤں کے اوپر والے حصے میں ہوں تو ان کے درمیان والی جگہوں پر مسح کرنا چاہیئے، اور جن جگہوں پر جبیرہ ہے ان پر جبیرہ کے حکم پر عمل کرے۔(۲)

جن چیزوں کے لئے وضو کرنا ضروری ہے

۱۔نماز پڑھنے کے لئے (نماز میت کے علاوہ)

۲۔طواف خانہ کعبہ کے لئے۔

۳۔بدن کے کسی بھی حصے کی کسی جگہ سے قرآن مجید کی لکھائی اور خدا کے نام کو مس کرنے کے لئے۔(۳)☆☆

چند مسائل:

۱۔اگر نماز اور طواف وضو کے بغیر انجام دے جائیں تو باطل ہیں۔

۲۔ بے وضو شخص، اپنے بدن کے کسی حصے کو درج ذیل تحریروں سے مس نہیں کرسکتا ہے:

*قرآن مجید کی تحریر، لیکن اس کے ترجمہ کے بارے میں کوئی حرج نہیں۔

* خدا کا نام، جس زبان میں بھی لکھا گیا، جیسے: اللہ، خدا God ۔

*پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی (احتیاط واجب کی بناء پر)

* ائمہ اطہار علیہم السلام کے اسماء گرامی (احتیاط واجب کی بناء پر)

....

(۱) توضیح المسائل م ۳۳۲.

(۲) توضیح المسائل م ۳۳٤.

(۳) توضیح المسائل م ۳۱٦.

* (خوئی، گلپائیگانی) سر اور پاؤں کو اسی رطوبت سے مسح کرے (مسئلہ ۳۳۸)

☆☆ اس مسئلہ کی تفصیل ٤٤ ویں سبق میں آئے گی۔

*حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا اسم گرامی (۱) (احتیاط واجب کی بناء پر)

درج ذیل کاموں کے لئے وضو کرنا مستحب ہے:

*مسجد اور ائمہ (ع) کے حرم جانے کے لئے۔

*قرآن پڑھنے کے لئے۔

*قرآن مجید کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے۔

*قرآن مجید کی جلد یا حاشیہ کو بدن کے کسی حصے سے مس کرنے کے لئے۔

* اہل قبور کی زیارت کے لئے (۲)

وضو کیسے باطل ہوتا ہے؟

۱۔انسان سے پیشاب، یا پاخانہ یا ریح خارج ہونا۔

۲۔نیند، جب کان نہ سن سکیں اور آنکھیں نہ دیکھ سکیں۔

۳۔وہ چیزیں جو عقل کو ختم کر دیتی ہیں، جیسے: دیوانگی، مستی اور بیہوشی۔

٤۔عورتوں کا استحاضہ وغیرہ۔*

٥۔جو چیز غسل کا سبب بن جاتی ہے، جیسے جنابت، حیض، مس میت وغیرہ۔(۳)

....

(۱) توضیح المسائل م ۳۱۷، ۳۱۹.

(۲) توضیح المسائل م ۳۲۲.

(۳) توضیح المسائل م ۲۲۳

* یہ مسئلہ خواتین سے مربوط ہے، اس کی تفصیلات کے لئے توضیح المسائل مسئلہ ۳۳۹ تا ٥۲۰ دیکھئے.

سبق ۹ کا خلاصہ

۱۔جس شخص کے اعضائے وضو پر زخم، پھوڑا یا شکستگی ہو لیکن معمول کے مطابق وضو کر سکتا ہے تو اسے معمول کے مطابق وضو کرنا چاہئے۔

۲۔جو شخص اعضائے وضو کو نہ دھو سکے یا پانی کو ان پر نہ ڈال سکتا ہو تو اس کے لئے زخم کے اطراف کو دھونا ہی کافی ہے،اور تیمم ضروری نہیں ہے۔

۳۔اگر زخم یا چوٹ پر پٹی بندھی ہو،لیکن اس کو کھولنا ممکن ہو (مشکل نہ ہو) تو جبیرہ کو کھول کر معمول کے مطابق وضو کرے۔

٤۔جب زخم بندھا ہو اور پانی اس کے لئے مضر ہو تو اسے کھولنے کی ضرورت نہیں اگر چہ کھولنا ممکن بھی ہو۔

٥۔نماز،طواف کعبہ،بدن کے کسی حصہ کو قرآن مجید کے خطوط اور خدا کے نام سے مس کرنے کے لئے وضو کرنا ضروری ہے۔

٦۔بدن کے کسی حصے کو وضو کے بغیر پیغمبر اکرم ﷺ، ائمہ اطہار اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی سے مس کرنا احتیاط واجب کی بناء پر جائز نہیں ہے۔

۷۔پیشاب اور پاخانہ کا نکلنا وضو کو باطل کر دیتا ہے۔

۸۔نیند، دیوانگی، بیہوشی، مستی، جنابت، حیض اور مس میت وضو کو باطل کر دیتے ہیں۔

(؟)سوالات:

۱۔جس شخص کے پاؤں کی تین انگلیوں پر جبیرہ (مرہم پٹی) ہوتو وضو کے سلسلے میں اس کا کیا فریضہ ہے؟

۲۔وضوءجبیرہ انجام دینے کا طریقہ مثال کے ساتھ بیان کیجئے؟

٤۔کیا جبیرہ پر موجود رطوبت سے مسح کیا جا سکتا ہے؟

٤۔اگر جبیرہ نجس ہو اور اسے ہٹانا بھی ممکن نہ ہو تو فریضہ کیا ہے؟

٥۔کیا اونگھنا وضو کو باطل کر دیتا ہے؟

٦۔ایک شخص نے میت کو ہاتھ لگا دیا تو کیا اس کا وضو باطل ہو جائے گا؟

سبق نمبر ۱۰

غسل

بعض اوقات نماز (اور ہر وہ کام، جس کے لئے وضو لازمی ہے) کے لئے غسل کرنا چاہیئے، یعنی حکم خدا کو بجالانے کے لئے تمام بدن کو دھونا، اب ہم غسل کے مواقع اور اس کے طریقے کو بیان کرتے ہیں:

واجب غسلوں کی قسمیں:

مردوں اور عورتوں کے درمیان مشترک

۱۔جنابت

۲۔مس میت

۳۔میت

عورتوں سے مخصوص

۱۔حیض

۲۔استحاضہ

۳۔نفاس

غسل کی تعریف و تقسیم کے بعد ذیل میں واجب غسل کے مسائل بیان کریں گے:

غسل جنابت:

۱۔انسان کیسے مجنب ہوتا ہے؟

جنابت کے اسباب:

۱۔منی کا نکلنا

کم ہو یا زیادہ

سوتے میں ہو یا جاگتے میں

۲۔جماع

حلال طریقہ سے ہو یا حرام منی نکل آئے یا نہ نکلے(۱)

۲۔اگر منی اپنی جگہ سے حرکت کرے لیکن باہر نہ آئے تو جنابت کا سبب نہیں ہوتا۔(۲)

۳۔جو شخص یہ جانتا ہو کہ منی اس سے نکلی ہے یا یہ جانتا ہو کہ جو چیز باہر آئی ہے وہ منی ہے،تو وہ مجنب سمجھا جائے گا اور اسے ایسی صورت میں غسل کرنا چاہئے۔(۳)

٤۔جو شخص یہ نہیں جانتا کہ جو چیز اس سے نکلی ہے،وہ منی ہے یا نہیں،تو منی کی علامت ہونے کی صورت میں مجنب ہے ورنہ حکم جنابت نہیں ہے۔(٤)

٥۔منی کی علامتیں:(٥)

*شہوت کے ساتھ نکلے۔

* دباؤاور اچھل کر نکلے۔

....

(۱)تحریر الوسیلہ ج ۱ ص ۳٦.

(۲)تحریر الوسیلہ ج۱ ص ٦۳، م۱.

(۳)تحریر الوسیلہ ج۱ ص ٦۳۱۔ العروۃ الوثقیٰ ج۱ ص ۳۷۸.

(٤)تحریر الوسیلہ ج۱ ص ٦۳۱۔ العروۃ الوثقیٰ ج۱ ص ۳۷۸.

(٥)تحریر الوسیلہ ج۱ ص ٦۳۱۔ العروۃ الوثقیٰ ج۱ ص ۳۷۸.

* باہر آنے کے بعد بدن سست پڑے۔*

اس لحاظ سے اگر کسی سے کوئی رطوبت نکلے اور نہ جانتا ہو کہ یہ منی ہے یا نہ، تو مذکورہ تمام علامتوں کے موجود ہونے کی صورت میں وہ مجنب مانا جائے گا، ورنہ مجنب نہیں ہے، چنانچہ اگر ان علامتوں میں سے کوئی ایک علامت نہ پائی جاتی ہو اور بقیہ تمام علامتیں موجود ہوں تب بھی وہ مجنب نہیں مانا جائے گا، غیر از عورت اور بیمار کے، ان کے لئے صرف شہوت کے ساتھ منی کا نکلنا کافی ہے۔☆☆

٦۔مستحب ہے انسان منی کے نکلنے کے بعد پیشاب کرے اگر پیشاب نہ کرے اور

غسل کے بعد کوئی رطوبت اس سے نکلے، اور نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا نہیں تو وہ منی کے حکم میں ہے۔(۱)

وہ کام جو مجنب پر حرام ہیں:(۲)

*قرآن مجید کی لکھائی، خداوند عالم کے نام، احتیاط واجب کے طور پر پیغمبروں، ائمہ اطہار اور حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی کو بدن کے کسی حصہ سے چھونا۔☆☆☆

مسجد الحرام اور مسجد النبی میں داخل ہونا، اگر چہ ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل بھی جائے۔

*مسجد میں ٹھہرنا۔

مسجد میں کسی چیز کو رکھنا اگر چہ باہر سے ہی ہو۔☆☆※

....

(۱) توضیح المسائل م ۳٤۸.

(۲) تحریر الوسیلہ ج۱ ص ۳۹۳۸.

*گلپایگانی: اگر شہوت کے ساتھ اچھل کر باہر آئے یا اچھل کر باہر آنے کے بعد بدن سست پڑے، تو یہ رطوبت حکم منی میں ہے۔

☆☆خوئی اگر شہوت کے ساتھ باہر آئے اور بدن سست پڑے، تو منی کے حکم میں ہے(مسئلہ ۳۵۲)

☆☆☆(خوئی) پیغمبروں اور ائمہ علیہم السلام کے نام کو چھونا بھی حرام ہے۔

☆☆☆* (اراکی) اگر توقف نہ ہو تو کوئی چیز مسجد میں رکھنے میں حرج نہیں ہے۔(خوئی) کسی چیز کو اٹھانے کے لئے داخل ہونا بھی حرام ہے۔(مسئلہ ۳۵۲)۔

قرآن مجید کے ان سوروں کا پڑھنا، جن میں واجب سجدہ ہے، حتی ایک کلمہ بھی پڑھنا حرام ہے۔

* ائمہ علیہم السلام کے حرم میں توقف کرنا۔(احتیاط واجب کی بنا پر)۔☆☆

قرآن مجید کے وہ سورے جن میں واجب سجدہ ہیں:

(۱)۳۲واں سورہ۔سجدہ۔

(۲)۴۱واں سورہ۔فصلت۔

(۳)۵۳واں سورہ۔نجم۔

(۴)۹۶واں سورہ۔علق۔

چند مسائل:

* اگر شخص مجنب مسجد کے ایک دروازہ سے داخل ہوکر دوسرے سے خارج ہوجائے (عبور توقف کے بغیر) تو کوئی حرج نہیں ہے، البتہ مسجد الحرام اور مسجد النبی ﷺ کے علاوہ کیونکہ ان کے درمیان سے گزرنا بھی جائز نہیں (۱)
اگر کسی کے گھر میں نماز کے لئے ایک کمرہ یا جگہ معین ہو (اسی طرح دفتروں اور اداروں میں) تو وہ جگہ حکم مسجد میں شمار نہیں ہوگی۔ (۲)

....

(۱) تحریر الوسیلہ ج ۱ ص ۳۹۳۸.
(۲) العروۃ الوثقیٰ ج ۱ ص ۲۸۸ م ۳.
*گلپایگانی، خوئی) صرف آیات سجدہ کا پڑھنا حرام ہے (مسئلہ ۳۶۱).
☆☆ (اراکی) اماموں کے حرم میں بھی جنابت کی حالت میں توقف کرنا حرام ہے. (مسئلہ ۳۵۲)

سبق۱۰ کا خلاصہ:

۱۔واجب غسل دو قسم کے ہیں:

الف: مرد اور عورتوں میں مشترک۔

ب: عورتوں سے مخصوص

۲۔اگر انسان کی منی نکل آئے یا ہمبستری کرے تو مجنب ہو جاتا ہے۔

۳۔جو شخص جانتا ہو کہ مجنب ہو گیا ہے تو اس کو چاہئے کہ غسل بجالائے ،اور جو نہیں جانتا کہ مجنب ہوا ہے یا نہیں؟ تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

٤۔منی کے علامتیں حسب ذیل ہیں:

*شہوت کے ساتھ نکلتی ہے۔

* دباؤ اور اچھل کر نکلتی ہے۔

* اس کے بعد بدن سست پڑ جاتا ہے۔

٥۔مجنب پر حسب ذیل امور حرام ہیں:

*قرآن کی لکھائی ،خدا، پیغمبروں ،اور ائمہ اور حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہم اجمعین کے ناموں کو مس کرنا۔

*مسجد الحرام اور مسجد النبی ﷺ میں داخل ہونا نیز دیگر مساجد میں توقف۔

* کوئی چیز مسجد میں رکھنا۔

* قرآن مجید کے ان سوروں کا پڑھنا جن میں واجب سجدے ہیں۔

٦۔ مساجد سے عبور کرنا، اگر توقف نہ کریں بلکہ ایک دروازے سے داخل ہوکر دوسرے سے نکل آئیں تو کوئی حرج نہیں، صرف مسجد الحرام اور مسجد النبی ؐ میں عبور بھی جائز نہیں ہے۔

(؟) سوالات:

١۔ مرد اور عورتوں کے درمیان مشترک غسلوں کو بیان کیجئے؟

٢۔ ایک شخص نیند سے بیدار ہونے کے بعد اپنے لباس میں ایک رطوبت مشاہدہ کرتا ہے لیکن جتنی بھی فکر کی، منی کی علامتیں نہیں پاتا ہے، تو اس کا فریضہ کیا ہے؟

٣۔ شخص مجنب کا امام زادوں کے حرم میں داخل ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

٤۔ کیا شخص مجنب، فوجی چھاؤنیوں، دفتروں اور اداروں کے نماز خانوں میں توقف کرسکتا ہے؟

سبق نمبر ۱۱

غسل کرنے کا طریقہ

غسل میں پورا بدن اور سر و گردن دھونا چاہیئے، خواہ غسل واجب ہو مثل جنابت یا مستحب مثل غسل جمعہ، دوسرے لفظوں میں تمام غسل کرنے میں آپس میں کسی قسم کا فرق نہیں رکھتے، صرف نیت میں فرق ہے۔

....

(۱) توضیح المسائل ۳۶۱،۳۶۷،۳۶۸،۳۶۰.

وضاحت:

غسل دو طریقوں سے انجام دیا جا سکتا ہے:

ترتیبی اور ارتماسی ۔

غسل ترتیبی میں پہلے سر و گردن کو دھویا جاتا ہے، پھر بدن کا دایاں نصف حصہ اور اس کے بعد بدن کا بایاں نصف حصہ دھویا جاتا ہے۔

ارتماسی غسل میں، پورے بدن کو ایک دفعہ پانی میں ڈبو دیا جاتا ہے، لہٰذا غسل ارتماسی اسی صورت میں ممکن ہے جب اتنا پانی موجود ہو جس میں پورا بدن پانی کے نیچے ڈوب سکے۔

غسل صحیح ہونے کے شرائط:

۱۔موالات کے علاوہ تمام شرائط جو وضو کے صحیح ہونے کے بارے میں بیان ہوئے، غسل کے صحیح ہونے میں بھی شرط ہیں، اورضروری نہیں ہے کہ بدن کواوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے۔(۱)

۲۔جس شخص پر کئی غسل واجب ہوں تو وہ تمام غسلوں کی نیت سے صرف ایک غسل بجالاسکتا ہے۔(۲)

۳۔جو شخص غسل جنابت بجالائے، اسے نماز کے لئے وضو نہیں کرنا چاہیئے، لیکن دوسرے غسلوں سے نماز نہیں پڑھی جاسکتی بلکہ وضوکرنا ضروری ہے۔(۳)*

....

(۱)توضیح المسائل۳۸۰۔

(۲)توضیح المسائل۳۸۹۔

(۳)توضیح المسائل۳۹۱۔

*(خوئی) غسل استحاضۂ متوسطہ اور مستحب غسلوں کے علاوہ دوسرے واجب غسلوں کے بعد بھی وضو کے بغیر نماز پڑھی جاسکتی ہے، اگر چہ احتیاط مستحب ہے کہ وضو بھی کیا جائے (مسئلہ ۳۹۷)۔

٤۔غسل ارتماسی میں پورا بدن پاک ہونا چاہیئے،لیکن غسل ترتیبی میں پورے بدن کا پاک ہونا ضروری نہیں ہے،اور اگر ہر حصہ کو غسل سے پہلے پاک کیا جائے تو کافی ہے۔(١)*

٥۔غسل جبیرہ،وضوء جبیرہ کی مانند ہے،لیکن احتیاط واجب کی بناء پر اسے ترتیبی صورت میں بجالانا چاہیئے۔(٢)☆☆

٦۔واجب روزے رکھنے والے،روزے کی حالت میں غسل ارتماسی نہیں کرسکتا،کیونکہ روزہ دار کو پورا سر پانی کے نیچے نہیں ڈبونا چاہیئے،لیکن بھولے سے غسل ارتماسی انجام دیدے تو صحیح ہے۔(٣)

٧۔غسل میں ضروری نہیں کہ پورے بدن کو ہاتھ سے دھویا جائے،بلکہ غسل کی نیت سے پورے بدن تک پانی پہنچ جائے تو کافی ہے۔(٤)

غسل مس میت:

١۔اگر کوئی شخص اپنے بدن کے کسی ایکحصہ کو ایسے مردہ انسان سے مس کرے جو سرد ہو چکا ہو اور اسے ابھی غسل نہ دیا گیا ہو،تو اسے غسل مس میت کرنا چاہیئے۔(٥)

٢۔درج ذیل مواقع پر مردہ انسان کے بدن کو مس کرنا غسل مس میت کا سبب نہیں بنتا:

* انسان میدان جہاد میں درجہ شہادت پر فائز ہو چکا ہو اور میدان جہاد میں ہی جان دے چکا ہو.* * *

....

(۱) توضیح المسائل ۲۷۲.

(۲) توضیح المسائل م ۳۳۹.

(۳) توضیح المسائل م ۳۷۱.

(٤) استفتا آت ج۱ ص ٥٦ س ۱۱۷.

(٥) توضیح المسائل ٥۲۱.

* (خوئی) غسل ارتماسی یا ترتیبی میں قبل از غسل تمام بدن کا پاک ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر پانی میں ڈبکی لگانے یا غسل کی نیت سے پانی ڈالنے سے بدن پاک ہو جائے تو غسل انجام پا جائے گا۔

* * (اراکی) احتیاط مستحب ہے کہ ترتیبی بجالائیں نہ ارتماسی، (خوئی) اسے ترتیبی بجالائیں (مسئلہ ۳۳۷) (گلپائیگانی) ترتیبی انجام دیں تو بہتر ہے، اگر چہ ارتماسی بھی صحیح ہے۔ (مسئلہ ۳٤٥)

* * * (خوئی) شہید کے بدن سے مس کرنے کی صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر

غسل لازم ہے (العروۃ الوثقیٰ ج۱،ص۳۹۰،م۱۱)

* وہ مردہ انسان جس کا بدن گرم ہو اور ابھی سرد نہ ہوا ہو۔

* وہ مردہ انسان جسے غسل دیا گیا ہو۔(۱)

۳۔غسل مس میت کو غسل جنابت کی طرح انجام دینا چاہیئے ،لیکن جس نے غسل مس میت کیا ہو، اور نماز پڑھنا چاہے تو اسے وضو بھی کرنا چاہیئے ۔(۲)

غسل میت:

۱۔اگر کوئی مومن اس دنیا سے چلا جائے ،تو تمام مکلفین پر واجب ہے کہ اسے غسل دیں ،کفن دیں، اس پر نماز پڑھیں اور پھر اسے دفن کریں ،لیکن اگر اس کام کو بعض افراد انجام دے دیں تو دوسروں سے ساقط ہو جاتا ہے۔(۳)

۲۔میت کو درج ذیل تین غسل دینا واجب ہیں:

اول: سدر (بیری) کے پانی سے۔

دوم: کافور کے پانی سے۔

سوم: خالص پانی سے۔(٤)

۳۔غسل میت، غسل جنابت کی طرح ہے، احتیاط واجب ہے کہ جب تک غسل ترتیبی ممکن ہو، میت کو غسل ارتماسی نہ دیں۔(٥)

....

(١)تحریر الوسیلہ ج١ ص ٦٣ ۔توضیح المسائل م٥٢٢ و ٥٢٦ ۔ استفتا آتص ٧٩.
العروۃ الوثقیٰ ج١ ص ٣٩٠ م١١.
(٢)توضیح المسائل ٥٣٠.
(٣)توضیح المسائل ٥٤٢.
(٤)توضیح المسائل ٥٥٠.
(٥)توضیح المسائل ٥٦٥.
*(تمام مراجع) کوئی مسلمان (مسئلہ ٥٤٨).

عورتوں کے مخصوص غسل: (حیض، نفاس واستحاضہ):

١۔عورت، بچے کی پیدائش پر جو خون دیکھتی ہے، اسے خون نفاس کہتے ہیں ۔(١)

٢۔عورت، اپنی ماہانہ عادت کے دنوں میں جو خون دیکھتی ہے، اسے خون حیض کہتے ہیں ۔(٢)

٣۔جب عورت خون حیض اور نفاس سے پاک ہوجائے تو نماز اور جن امور میں طہارت شرط ہے ان کے لئے غسل کرے ۔(٣)

٤۔ایک اور خون جسے عورتیں دیکھتی ہیں، استحاضہ ہے اور بعض مواقع پر اس کے

لئے بھی نماز اور جن امور میں طہارت شرط ہے اُن کے لئے غسل کرنا چاہئے۔(٤)

....

(١) توضیح المسائل ٥٠٨.

(٢) توضیح المسائل ٥٥.

(٣) توضیح المسائل ٥١٥ و ٤٤٦.

(٤) توضیح المسائل ٣٩٥ و ٣٩٦.

سبق ١١ کا خلاصہ

١۔غسل میں ترتیبی یا ارتماسی طریقے سے، پورے بدن کو دھونا چاہئے۔

٢۔موالات اور اوپر سے نیچے کی طرف دھونے کے بغیر غسل کے صحیح ہونے کے شرائط وہی ہیں جو وضو کے صحیح ہونے کے شرائط ہیں۔

٣۔جس شخص نے غسل جنابت کیا ہو، اسے نماز کے لئے وضو نہیں کرنا چاہئے۔البتہ اگر غسل کرنے کے دوران یا اس کے بعد اس سے کوئی ایسی چیز سرزد ہو جائے جو وضو کو باطل کرتی ہے تو وضو کرنا ضروری ہے۔

٤۔جس شخص پر کئی غسل واجب ہوں، وہ تمام غسلوں کی نیت سے ایک ہی غسل

انجام دے سکتا ہے، بلکہ ان غسلوں کے ساتھ مستحبی غسل کی نیت بھی کرسکتا ہے۔(جیسے:غسل جمعہ)

۵۔بدن کے کسی حصہ کومردہ انسان کے بدن سے مس کرنا غسل مس میت کا سبب بن جاتا ہے۔

۶۔اگر بدن کا کوئی حصہ شہید کے بدن یا کسی سرد نہ ہوئے مردہ کے بدن یا غسل دئے گئے مردہ کے بدن سے مس ہوجائے،تو غسل واجب نہیں ہوتا۔

۷۔اگرکوئی مومن مرجائےتو اسے تین غسل دیکر پھرکفن پہنا کراس پرنماز پڑھ کے دفن کرنا چاہیئے۔

۸۔میت کے تین غسل حسب ذیل ہیں:

الف:آب سدر(بیری کے پانی)سے غسل۔

ب:آب کافور سے غسل۔

ج:آب خالص سے غسل۔

۹۔غسل حیض،نفاس اوراستحاضہ عورتوں پرواجب ہے۔

(؟)سوالات:

۱۔غسل ترتیبی کیسے انجام پاتا ہے؟

۲۔کیا اس پانی میں غسل ارتماسی انجام دیا جاسکتا ہے، جو کر سے کم ہو؟

۳۔شخص مجنب نے جمعہ کے دن جنابت اور جمعہ دونوں کی نیت سے ایک غسل بجالایا ہے، کیا وہ اس غسل سے نماز پڑھ سکتا ہے یا پھر اسے وضو بھی کرنا چاہیئے؟

٤۔نیت غسل کی وضاحت کیجئے؟

٥۔کیا ایک جگہ (مثلاً محاذ جنگ میں) پر پینے کے لئے رکھے گئے پانی کے ٹینکر سے غسل کیا جاسکتا ہے؟

٦۔غسل میت اور غسل مس میت میں کیا فرق ہے؟

۷۔کس صورت میں شہید کو غسل دینے کی ضرورت نہیں؟

سبق نمبر ۱۲

تیمم

(وضو اور غسل کا بدل ہے)

درج ذیل مواقع پر وضو و غسل بجائے تیمم کرنا چاہیئے:

۱۔ پانی مہیا نہ ہو یا پانی تک رسائی نہ ہو۔

۲۔ پانی اس کے لئے مضر ہو (مثال کے طور پر، پانی کے استعمال سے کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے)

۳۔ اگر پانی کو وضو یا غسل کے لئے استعمال کرے تو، خود یا اس کے بیوی بچے یا دوست یا اس سے مربوط افراد تشنگی کی وجہ سے مر جائیں یا بیمار ہو جائیں (حتی ایسا حیوان بھی جو اس کے پاس ہو)

٤۔ بدن یا لباس نجس ہو اور پانی اتنا ہو کہ صرف ان کو پاک کر سکے اور دوسرا لباس بھی نہ ہو۔

٥۔ وضو یا غسل کرنے کے لئے وقت نہ ہو۔(۱)

تیمم کیسے کیا جائے؟

تیمم کے اعمال:

۱۔دونوں ہاتھوں کی ،ہتھیلیوں کوایک ساتھ ایسی چیز پر مارنا،جس پر تیمم صحیح ہو۔

....

(1)توضیح المسائل،تیمم.

۲۔دونوں ہاتھوں کوسر کے بال اگنے کی جگہ سے بھوؤں کے سمیت پیشانی کے دونوں طرف کھینچ کرناک کےاوپرتک لے آنا۔

۳۔بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کودائیں ہاتھ کی پشت پر کھینچنا۔

٤۔دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر کھینچنا۔

تیمم کے تمام اعمال کوتیمم کی نیت اورحکم الٰہی کی اطاعت کےقصد سے انجام دیناا وراس امر کابھی خیال رکھنا کہ تیمم وضو کے بدلے ہے یاغسل کے بدلے۔(۱)

وہ چیزیں جن پر تیمم کرنا جائز ہے۔

*مٹی۔

*ریت۔

* پتھروں کی مختلف قسمیں جیسے: سنگ مرمر،سنگ گچ (چونے کا پتھر پختہ ہونے سے پہلے)

پختہ مٹی جیسے اینٹ،مٹی کابرتن(۲) *

کچھ مسائل:

١۔وضو کے بدلے کئے جانے والے تیمم اور غسل کے بدلے کئے جانے والے تیمم میں نیت کے علاوہ کسی چیز میں فرق نہیں ہے۔(٣)

٢۔جس شخص نے وضو کے بدلے تیمم کیا ہو، اگر وضو کو باطل کرنے والی چیزوں سے کوئی چیز اس سے سرزد ہوجائے تو اس کا تیمم باطل ہوگا۔(٤)

٣۔اگر کوئی شخص غسل کے بدلے تیمم کرے تو غسل کو باطل کرنے والے اسباب میں سے کسی کے

....

(١)توضیح المسائل٧٠٠.

(٢)توضیح المسائل٦٨٤و٦٨٥۔العروۃ الوثقیٰ ج١ص٤٨٥

(٣)توضیح المسائل٧٠١.

(٤)توضیح المسائل٧٢٠.

* (اراکی۔گلپایگانی) پختہ مٹی پر تیمم صحیح نہیں ہے۔(خوئی) احتیاط کے طور پر پختہ مٹی پر تیمم صحیح نہیں ہے۔(العروۃ الوثقیٰ ج١ص٤٨٥

سرزد ہونے پر اس کا تیمم باطل ہوگا۔(١)

۴۔ تیمم اس صورت میں صحیح ہے کہ وضو یا غسل کرنا ممکن نہ ہو۔ اس لئے اگر کسی عذر کے بغیر تیمم کرے تو صحیح نہیں ہے اور اگر عذر برطرف ہوجائے، مثلاً پانی نہ تھا اور اب پانی موجود ہے تو اس صورت میں تیمم باطل ہے۔ (۲)

۵۔ اگر غسل جنابت کے لئے تیمم کیا گیا ہو تو ضروری نہیں ز نماز کے لئے وضو کیا جائے لیکن اگر دوسرے غسلوں کے بدلے میں تیمم کیا گیا ہو تو اس تیمم سے نماز نہیں پڑھی جاسکتی ہے بلکہ نماز کے لئے الگ سے وضو کرنا چاہیئے اور اگر وضو کرنا اس کے لئے مشکل ہو تو وضو کے بدلے ایک اور تیمم انجام دے۔ (۳)

تیمم کے صحیح ہونے کے شرائط:

* اعضائے تیمم یعنی پیشانی اور ہاتھ پاک ہوں۔
* پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر اوپر سے نیچے کی طرف مسح کیا جائے۔
* وہ چیز، جس پر تیمم کیا جارہا ہے وہ پاک اور مباح ہونا چاہیئے۔
* ترتیب کی رعایت کریں۔
* موالات کی رعایت کریں۔
* مسح کرتے وقت ہاتھ اور پیشانی کے درمیان نیز اسی طرح ہاتھ اور ہاتھ کی پشت کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ (۴)

....

(١)توضیح المسائل ٧٢٠.

(٢)توضیح المسائل ٧٢٢.

(٣)توضیح المسائل ٧٢٣.

(٤)العروہ الوثقیٰ ١ص ٤٩٥ ۔توضیح المسائل ٦٩٢، ٦٩٤، ٧٠٤ تا ٧٠٦.

* (گلپائیگانی)وضونہیں کرنا چاہئے (مسئلہ ٧٣١)

سبق:١٢ کا خلاصہ

١۔اگر پانی نہ ہو یا پانی تک رسائی نہ ہو یا پانی استعمال کرنے میں کوئی رکاوٹ ہوتو وضواور غسل کے بدلے میں تیمم کرنا چاہئے ۔

٢ ۔تیمم میں پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کو ہتھیلی سے مسح کرنا چاہئے ۔

٣ ۔مٹی ،ریت ،پتھر اور پختہ مٹی پر مسح صحیح ہے۔

٤ ۔تیمم ،بجائے غسل ہو یا بجائے وضوان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے (صرف نیت میں فرق ہے)

٥ ۔اگر بجائے وضوتیمم کیا گیا ہوتو مبطلات وضوتیمم کوبھی باطل کرتے ہیں،اور اگر بجائے غسل تیمم کیا گیا ہوتو غسل کو باطل کرنے والے اسباب تیمم کوبھی باطل کر دیتے ہیں۔

٦۔عذر کے بغیر تیمم کرنا صحیح نہیں ہے۔

٧۔تیمم میں ترتیب اور موالات کی رعایت کرنا ضروری ہے اور تیمم کے اعضاء اور وہ چیز جس پر تیمم کیا جاتا ہو، پاک ہونے چاہئے۔

(؟)سوالات:

١۔کن مواقع پر وضو اور غسل کے بدلے میں تیمم کیا جا سکتا ہے؟

٢۔کیا درندوں کے خوف سے وضو کے بدلے میں تیمم کیا جا سکتا ہے؟

٣۔اینٹ اور ٹیلے پر تیمم کرنے کا کیا حکم ہے؟

٤۔لکڑی اور درختوں کے پتوں پر تیمم کا کیا حکم ہے؟

٥۔مجنب (ناپاک) شخص اگر غسل کرنے سے شرماتا ہو تو، کیا وہ غسل کے بدلے میں تیمم کر سکتا ہے؟

سبق نمبر ۱۳

نماز کا وقت

طہارت کے مسائل سے آشنائی پیدا کرنے کے بعد رفتہ رفتہ نماز بجالانے کے لئے آمادہ ہوجاتے ہیں، نماز کے مسائل و احکام سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے یاددہانی کرنا ضروری ہے کہ نماز یا واجب ہے یا مستحب، واجب نمازیں بھی دو قسم کی ہیں: ان میں سے بعض، روزانہ، ہرشب وروز، یا خاص اوقات میں بجالائی جانی چاہیئے، اور بعض دیگر ایسی نمازیں ہیں کہ خاص وجوہات کی بناء پر واجب ہوجاتی ہیں اور ہمیشہ روزانہ نہیں ہیں، واجب نمازوں کے بارے میں آشنائی اور آگاہی حاصل کرنے کے لئے، درج ذیل خاکہ ملاحظہ ہو:

اقسام نماز

۱۔واجب:

الف۔ ہرروز پڑھی جانی والی (یومیہ):

۱۔صبح

۲۔ظہر

۳۔عصر

٤۔مغرب

٥۔عشاء

ب۔وقتی

١۔آیات

٢۔واجب طواف

٣۔میت

٤۔باپ کی قضاء نمازیں، بڑے بیٹے پر۔

٥۔وہ نماز جو نذر کرنے سے واجب ہوتی ہے۔

٢۔:مستحب نمازیں بہت زیادہ ہیں۔(١)

....

(١)توضیح المسائل، واجب نمازیں.

وضاحت:

یومیہ نمازوں کا وقت

فجر کی اذان کا وقت:

اذان صبح کے نزدیک، مشرق کی طرف سے ایک سفیدی بلند ہوتی ہے، اسے فجر

اول کہتے ہیں۔جب یہ سفیدی پھیلتی ہے تو اسے فجر ثانی کہتے ہیں اور یہی صبح کی نماز کا وقت ہے۔(۱)

ظہر:

اگر ایک لکڑی یا اس کے مانند کسی چیز کو زمین پر سیدھا گاڑ دیا جائے تو جب اس کا سایہ گھٹنے کے بعد پھر سے بڑھنا شروع ہوجائے تو یہ ظہر شرعی یعنی نماز ظہر کا اول وقت ہے۔(۲)

مغرب:

مغرب اس وقت کو کہتے ہیں جب سورج کے ڈوبنے کے بعد مشرق کی طرف پیدا ہونے والی سرخی زائل ہوجائے۔(۳)☆

نصف شب:

اگر غروب آفتاب سے اذان صبح ☆☆ تک کے فاصلے کو دو حصوں میں تقسیم کریں تو اس کا درمیانی وقت نصف شب اور نماز عشا کا آخری وقت ہے۔(٤)

☆☆☆

....

(۱)توضیح المسائل ٧٤٤.

(۲)توضیح المسائل ۷۲۹.

(۳)توضیح المسائل ۷۳۵.

(٤)احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز عشا کے لئے جس طرح متن میں ذکر ہوا ہے حساب کیا جائے او رنماز شب کے لئے سورج چڑھنے تک حساب کیا جائے۔(توضیح لمسائلم ۷۳۹)

☆(تمام مراجع)سر کے اوپر سے گزر جائے۔(مسئلہ ۷٤۳)

☆☆ (خوئی)اول غروب سے سورج چڑھنے تک حساب کیا جائے(مسئلہ ۷٤۷)

☆☆☆ظہر شرعی کے بعد تقریباً سوا گیارہ گھنٹے آخر وقت نماز مغرب وعشا ہے۔

وقت نماز کے احکام:

١۔یومیہ نمازوں کے علاوہ نمازوں کا وقت معین نہیں ہوتا بلکہ ان کے انجام کا وقت اس زمانے سے مربوط ہوتا ہے جس کے سبب وہ نماز واجب ہوجاتی ہے۔

مثلاً:نماز آیات کا تعلق زلزلہ،سورج گرہن، چاند گرہن یا حادثہ کے وجود میں آنے سے ہوتا ہے،اور نماز میت،اس وقت واجب ہوتی ہے جب کوئی مسلمان اس دنیا سے چلا جائے ان میں سے ہر نماز کی تفصیل اپنی جگہ پر بیان ہوگی۔

۲۔اگر پوری نماز کو وقت سے پہلے پڑھا جائے یا نماز کو عمداً وقت سے پہلے شروع کیا جائے تو نماز باطل ہے۔(۱)

اگر نماز کو اپنے وقت کے اندر پڑھا جائے تو اسے احکام کی اصطلاح میں ادا کہتے ہیں۔

اگر نماز کو وقت کے بعد پڑھا جائے تو اسے احکام کی اصطلاح میں قضا کہتے ہیں۔

۳۔مستحب ہے کہ انسان نماز کو اول وقت میں پڑھے،اور جتنا اول وقت کے نزدیک تر ہو بہتر ہے،مگر یہ کہ نماز میں تاخیر کرنا کسی وجہ سے بہتر ہو،مثلاً انتظار کرے تاکہ نماز کو باجماعت پڑھے۔(۲)

٤۔اگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز گزار اگر مستحبات کو بجالائے تو نماز کا کچھ حصہ بعداز وقت پڑھا جائے گا،تو مستحبات کو نہ بجالایا جائے،مثلاً اگر قنوت پڑھنا چاہے تو نماز کا وقت گزر جائے گا،تو اس صورت میں قنوت کو نہ پڑھے۔(۳)

....

(۱)توضیح المسائل ۷٤٤.

(۲)توضیح المسائل ۷۵۱.

(۳)توضیح المسائل ۷٤۷.

سبق: ۱۳ کا خلاصہ

۱۔واجب نمازیں دو قسم کی ہیں:

الف: دائمی نمازیں۔

ب: وہ نمازیں جو بعض اوقات واجب ہوتی ہیں۔

۲۔یومیہ نمازیں یہ ہیں:

نماز صبح، نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب وعشائ۔

۳۔جو نمازیں بعض اوقات واجب ہوتی ہیں وہ یہ ہیں:

نماز آیات، نماز طواف، نماز میت، بڑے بیٹے پر باپ کی قضا نمازیں اور نذر کی گئی نمازیں۔

٤۔یومیہ نمازوں کے اوقات حسب ذیل ہیں:

صبح کی نماز کا وقت: اذان صبح سے سورج نکلنے تک

ظہر وعصر کی نماز کا وقت: ظہر شرعی سے مغرب تک

نماز مغرب وعشاء کا وقت: مغرب سے نصف شب تک

۵۔فجر دوم کے شروع ہونے کا وقت صبح کی اذان اور نماز کا وقت ہے۔

٦۔جب زمین پر سیدھی گاڑی ہوئی چیزوں کا سایہ کمترین حد تک پہنچ جائے اور پھر بڑھنا شروع ہو جائے تو وہ ظہر شرعی کا وقت ہے۔

۷۔سورج کےڈوبنے کے بعد جب مشرق کی سرخی زائل ہوجاتی ہےتومغرب کاوقت ہے۔

۸۔اگرسورج کے ڈوبنے سے صبح کی اذان تک کے زمانی فاصلہ کو دوحصوں میں تقسیم کیا جائےتواس کا درمیانی وقت نصف شب اورنماز عشا کا آخری وقت ہے۔

۹۔اگر پوری نماز، وقت سے پہلے پڑھی جائےتو باطل ہے۔

۱۰۔اپنے وقت کے اندر پڑھی جانے والی نماز کو ادا اور وقت کے بعد پڑھی جانے والی نماز کو قضا کہتے ہیں۔

(؟)سوالات:

۱۔واجب اور مستحب نماز کے درمیان فرق کو بیان کیجئے؟

۲۔ان نمازوں کا نام لیجئے جو ہمیشہ شب میں پڑھی جاتی ہیں؟

۳۔نماز آیات کے واجب ہونے کے دوسبب بیان کیجئے؟

٤۔آج ہی ایک لکڑی کوزمین پر سیدھا نصب کر کے ظہر کومعین کیجئے؟

٥۔اگرسورج ڈوبنے کا وقت ٦١٥: بجے بعد از ظہر ہواوراذان صبح ٤٥١: بجے ہوتو حساب کر کے بتایئے کہ ایسی شب میں،نصف شب کتنے بجے ہوگی؟

٦۔مغرب(نماز مغرب کا ابتدائی وقت)کوتشخیص دینے کے لئے ہمیں مشرق کی طرف توجہ کرنا چاہئے یا مغرب کی طرف؟

سبق نمبر ۱٤

قبلہ اور لباس

قبلہ

۱۔خانہ کعبہ، جو شہر مکہ اور مسجد الحرام میں واقع ہے، مسلمانوں کا قبلہ ہے اور نماز گزار کو اسی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنی چاہیئے۔

۲۔ جو شہر مکہ سے باہر یا اس سے دور رہتے ہیں، اگر ایسے کھڑے ہوجائیں کہ کہا جائے یہ رو بہ قبلہ نماز پڑھ رہے ہیں تو یہ کافی ہے۔(۱)

....

(۱)توضیح المسائل ۷۷٦.

نماز میں بدن کو ڈھانپنا:

۱۔ایک مسئلہ، جس کی طرف نماز شروع کرنے سے پہلے توجہ کرنا ضروری ہے، مسئلۂ لباس ہے، یہاں پر ہم نماز میں لباس اور اس کے شرائط کے بارے میں تھوڑی روشنی ڈالیں گے:

نماز گزار کے لباس کی مقدار: (چھپانے کی حد)

۱۔مردوں کو اپنی شرمگاہ کو ڈھانپنا چاہیئے اور بہتر ہے ناف سے زانو تک ڈھانپا

جائے۔

۲۔عورتوں کو درج ذیل اعضاء کے علاوہ اپنا پورا بدن ڈھانپنا چاہئے:

* ہاتھوں کو کلائی تک۔

* پاؤں کو ٹخنوں تک۔

* چہرے کو وضو میں دھوئی جانے والی مقدار تک۔(۱)

۳۔عورتوں کے لئے ہاتھوں پاؤں اور چہرے کی مذکورہ مقدار کو نماز میں ڈھانپنا واجب نہیں ہے، لیکن ان کو ڈھانپنا ممنوع بھی نہیں ہے۔(۲)

٤۔نماز گزار کے لباس میں درج ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:

* پاک ہو(نجس نہ ہو)

* مباح ہو(غصبی نہ ہو)

* مردار کے اجزاء کا بنا ہوا نہ ہو۔(۳) مثلاً ایسے حیوان کی کھال کا بنا ہوا نہ ہو، جسے اسلامی دستورات کے مطابق ذبح نہ کیا گیا ہو، حتی اگر کمر بند اور ٹوپی بھی اس کی بنی ہوئی نہ ہو۔

* مردوں کا لباس سونے یا خالص ابریشم کا بنا ہوا نہ ہو۔

مذکورہ شرائط میں سے جو ممکن ہے ہر ایک شخص کے لئے پیش آئے، پہلی شرط

ہے، چونکہ بہت کم ایسے لوگ ہیں جو غصبی لباس یا مردار کے اجزاء سے بنے ہوئے لباس میں نماز پڑھیں، لہٰذا پہلی شرط کے سلسلے میں وضاحت کرتے ہیں۔ قابل ذکر یہ ہے کہ لباس کے علاوہ نماز گزار کا بدن بھی پاک ہونا چاہئے۔

وہ مواقع، جن میں نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے:

* نجس بدن یا لباس کے ساتھ عمداً نماز پڑھے، یعنی یہ جانتے ہوئے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے پھر بھی اسی کے ساتھ نماز پڑھے۔(٤)

....

(١) توضیح المسائل ٨٨٩٧٨٨.

(٢) توضیح المسائل ٧٨٩.

(٣) تیسرا سبق ملاحظہ ہو.

(٤) توضیح المسائل ٧٩٩.

* مسئلہ کو سیکھنے میں کوتاہی کی ہو * اور مسئلہ کو نہ جاننے کی وجہ سے نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھی ہو۔(١)

بدن یا لباس کے نجس ہونے کے بارے میں علم رکھتا ہو، لیکن نماز کے وقت فراموش کر کے اسی حالت میں نماز پڑھی ہو۔(٢)

وہ مواقع جن میں نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل نہیں ہے:

*نہیں جانتا کہ بدن یا لباس نجس ہے اور نماز پڑھنے کے بعد متوجہ ہو جائے۔(۳)

* بدن میں موجودہ زخم کی وجہ سے بدن یا لباس نجس ہوا ہے اور دھونا یا تبدیل کرنا دشوار ہو۔(٤)

*نماز گزار کا لباس یا بدن خون سے نجس ہوا ہو لیکن خون کی مقدار ایک درہم * سے کم ہو۔

*نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے ناچار ہو، مثلاً تطہیر کے لئے پانی نہ ہو۔

چند مسائل:

۱۔اگر نماز گزار کے چھوٹے لباس، جیسے: دستانہ اور موزہ نجس ہوں یا ایک چھوٹا نجس رومال جیب میں ہو، اگر یہ چیزیں حرام گوشت مردار کے اجزاء سے بنی ہوئی نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔(٥)

....

(۱)توضیح المسائل ۸۰۰.

(۲)توضیح المسائل ۸۰۳.

(۳)توضیح المسائل ۸۰۲.

(٤)توضیح المسائل ۸٤۸.

(٥)توضیح المسائل ۸٤۸.

* (گلپائیگانی)جو یہ نہیں جانتا ہو کہ نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے،اگر نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے،احتیاط لازم کی بناء پر اس کی نماز باطل ہے(مسئلہ ۸۰۸۹)(اراکی)جو یہ نہیں جانتا کہ نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز باطل ہے،اور نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے،نماز باطل ہے(مسئلہ ٤ ۷۹)

☆☆ایک درہم تقریباً ۱۷ ملی میٹر قطر والے دائرہ کے برابر ہوتا ہے مترجم .

۲۔نماز میں عبا،سفید اور پاکیزہ لباس پہننا،خوشبو کا استعمال کرنا اور عقیق کی انگوٹھی پہننا مستحب ہے۔(۱)

۳۔کالے،گندے،تنگ اور نقش ونگار والے کپڑے پہننا اور نماز میں لباس کے بٹن کھلے رکھنا مکروہ ہے۔(۲)

....

(۱)توضیح المسائل ۸٤۸.

(۲) توضیح المسائل ۸٦۵.

سبق: ۱٤ کا خلاصہ

۱۔خانہ کعبہ جو مسجد الحرام اور شہر مکہ میں واقع ہے،قبلہ ہے اور نماز گزار کو اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنی چاہیئے۔

۲۔اگر نماز گزار اس طرح کھڑا ہو جائے کہ دیکھنے والے کہیں کہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے تو کافی ہے۔

۳۔مردوں کو نماز میں اپنی شرمگاہ کو ڈھانپنا چاہیئے اور بہتر ہے ناف سے زانو تک ڈھانپ لیں۔

٤۔عورتوں کو نماز میں تمام بدن کو ڈھانپنا چاہیئے، سوائے ہاتھوں کو کلائی تک اور پاؤں کو ٹخنوں تک۔

۵۔نماز گزار کا بدن پاک ہونا چاہیئے۔

٦۔نماز گزار کا لباس مباح ہونا چاہیئے نیز مردار اور حرام گوشت حیوان کے اجزاء کا بنا ہوا نہ ہو۔

۷۔اگر نماز گزار نماز سے پہلے نہ جانتا ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے نماز کے بعد اس کا پتہ چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۸۔اگرنمازگزارکو پہلے سے علم تھا کہ اس کا بدن یالباس نجس ہے اور نماز کے وقت بھول گیااورنماز کے بعد یادآئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(؟)سوالات:

۱۔نمازگزار کے لباس کے شرائط کیا ہیں؟

۲۔اگرنماز پڑھنے کے بعد متوجہ ہوجائے کہ اس کا لباس نجس تھا تو اس کا کیا حکم ہے؟

۳۔کس حالت میں نمازگزار یہ جانتے ہوئے کہ اس کالباس نجس ہے،نماز پڑھ سکتا ہے؟

٤۔اگرنماز کے دوران متوجہ ہوجائے کہ اس کالباس نجس ہےتو تکلیف کیا ہے؟

٥۔مجبوری کی صورت میں نجس بدن یالباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں اس کی تین مثالیں بیان کیجئے؟

سبق نمبر ۱۵

نماز گزار کی جگہ، اذان و اقامت

نماز گزار کی جگہ کے شرائط:

جس جگہ پر نماز گزار نماز پڑھتا ہے، اس کے درج ذیل شرائط ہونے چاہیئے:

* مباح ہو (غصبی نہ ہو)

* بے حرکت ہو (گاڑی کی طرح حرکت کی حالت میں نہ ہو)

* تنگ اور اس کی چھت اتنی نیچی نہ ہو کہ نماز گزار آسانی کے ساتھ قیام، رکوع اور سجود کو صحیح طور پر نہ بجالا سکے۔

* (سجدہ کی حالت میں) پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو۔

* نماز گزار کی جگہ اگر نجس ہو تو اس قدر تر نہ ہو کہ نجاست بدن یا لباس میں سرایت کر جائے۔

* (سجدہ کی حالت میں) پیشانی رکھنے کی جگہ زانو سے اور احتیاط واجب کی بناء پر پاؤں کی انگلیوں سے، ملی ہوئی چار انگلیوں سے پست تر یا بلند تر نہ ہو۔(۱) *

....

(۱) توضیح المسائل مکان نماز گزار۔

*تمام مراجع کے رسالوں میں چنداور شرائط کا بھی ذکر ہوا ہے۔

نماز گزار کی جگہ کے احکام:

۱۔غصبی جگہ پر (مثلاًایک ایسے گھر میں،جس میں مالک مکان کی اجازت کے بغیر داخل ہوا ہے) نماز پڑھنا باطل ہے۔(۱)

۲۔مجبوری کی حالت میں متحرک چیز جیسے ہوائی جہاز اور ریل گاڑی میں، یا اس جگہ پر جس کی چھت پست ہو یا خود جگہ تنگ ہو، جیسے خندق اور ناہموار جگہ پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۲)

۳۔انسان کو ادب واحترام کی رعایت کرتے ہوئے پیغمبر ؐ اور امام کی قبر کے آگے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔(۳)*

٤۔مستحب ہے انسان نماز کو مسجد میں پڑھے اور اسلام میں اس مسئلہ کی بہت تاکید ہوئی ہے۔(٤)

٥۔آئندہ ذکر ہونے والے مسائل کے پیش نظر،مسجد میں جانے اور وہاں پر نماز پڑھنے کی اہمیت کو حسب ذیل بیان کرتے ہیں:

*مسجد میں زیادہ جانا مستحب ہے۔

*جس مسجد میں نماز گزار نہ ہوں، وہاں پر جانا مستحب ہے۔

*مسجد کا ہمسایہ اگر معذور نہ ہوتو اس کے لئے مسجد سے باہر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

*مستحب ہے انسان مسجد میں نہ جانے والے شخص کے ساتھ:

کھانا نہ کھائے،اس سے صلاح ومشورہ نہ کرے،اس کا ہمسایہ نہ بنے،اس سے بیٹی نہ لے اور اسے بیٹی نہ دے۔(۱) *

....

(۱)توضیح المسائل ۸٦٦.

(۲)توضیح المسائل ۸۸۰.

(۳)توضیح المسائل ۸۸٤.

(٤)توضیح المسائل ۸۹۳.

*(گلپائیگانی)احتیاط واجب کی بناء پر پیغمبر ※ اور امام کی قبر کے برابر یا آگے نماز نہ پڑھے۔(مسئلہ ۸۹۸)

نماز کے لئے تیاری:

نماز گزار وضو،غسل،تیمم،وقت نماز،لباس اور مکان کے بارے میں مسائل بیان کرنے کے بعد اب ہم نماز شروع کرنے کے لئے آمادہ ہوتے ہیں۔

اذان واقامت:

۱۔نماز گزار پر مستحب ہے کہ یومیہ نماز سے پہلے، ابتداء میں اذان کہے، اس کے بعد اقامت اور پھر نماز کو شروع کرے۔(۲)

اذان:

اَللّٰهُ اَکْبَر... ٤ مرتبہ

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا الله ... ۲ مرتبہ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ الله ... ۲ مرتبہ

اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُ الله ☆☆ ... ۲ مرتبہ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ... ۲ مرتبہ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ... ۲ مرتبہ

حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ ... ۲ مرتبہ

....

(۱) توضیح المسائل ۸۹٦و۸۹۷.

(۲) توضیح المسائل ۹۲٦و۹۱۸.

* احکام مسجد، تفصیل سے سبق ۲٤ میں آئیں گے۔

☆☆ جملۂ اشھد ان علیا ولی اللہ اذان و اقامت کا جزو نہیں ہے۔

لیکن بہتر ہے اشھد ان محمدا رسول اللہ کے بعد قصد قربت سے پڑھا جائے۔(توضیح المسائل م ۹۱۹)

اَللّٰہُ اَکْبَر ... ۲ مرتبہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ... ۲ مرتبہ

اقامت:

اَللّٰہُ اَکْبَر ... ۲ مرتبہ

اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ... ۲ مرتبہ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللہ ... ۲ مرتبہ

اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُ اللہ ... ۲ مرتبہ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ... ۲ مرتبہ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ... ۲ مرتبہ

حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَل ... ۲ مرتبہ

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ ... ۲ مرتبہ

اَللّٰہُ اَکْبَر ... ۲ مرتبہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ... ایک مرتبہ

اذان واقامت کے احکام:

۱۔اذان و اقامت، نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کہنی چاہئیں اور اگر قبل از وقت کہی جائیں تو باطل ہے۔(۱)

....

(۱)توضیح المسائل ۹۳۵.

اقامت،اذان کے بعد کہی جانی چاہیئے اگر اذان سے پہلے کہی جائے تو صحیح نہیں ہے۔(۱)

۳۔اذان اور اقامت کے جملوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیئے،اگر ان کے درمیان معمول سے زیادہ فاصلہ ڈالا جائے تو وہ جملے پھر سے پڑھنے چاہیئے۔(۲)

٤۔اگر نماز جماعت کے لئے اذان اور اقامت کہی گئی ہو تو اس جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو اپنی نماز کے لئے الگ اذان و اقامت کہنی نہیں چاہیئے۔(۳)

٥۔مستحبی نمازوں کے لئے اذان و اقامت نہیں ہے۔(٤)

٦۔جب بچہ پیدا ہو،تو مستحب ہے پہلے دن اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔(٥)

جس شخص کو اذان کہنے کے لئے معین کیا جائے، مستحب ہے وہ عادل، وقت شناس اور بلند آواز ہو۔(٦)

....

(١) توضیح المسائل ٩٣١.

(٢) توضیح المسائل ٩٢٠.

(٣) توضیح المسائل ٩٢٣.

(٤) العروۃ الوثقیٰ ج ١ ص ٦٠١.

(٥) توضیح المسائل ٩١٧.

(٦) توضیح المسائل ٩٤١.

سبق: ١٥ کا خلاصہ

١۔ نماز گزار کی جگہ کے لئے درج ذیل شرائط ضروری ہیں:

* مباح ہو۔

* بے حرکت ہو۔

* جگہ تنگ اور اس کی چھت نیچی نہ ہو۔

* (سجدہ میں) پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو۔

* جگہ پست و بلند نہ ہو۔

* اگر نماز کی جگہ نجس ہوتو، نجاست نماز گزار کے بدن یا لباس میں سرایت نہ کرے۔

۲۔ غصبی جگہ پر نماز پڑھنا باطل ہے۔

۳۔ مجبوری کی حالت میں متحرک، پست چھت والی اور پست و بلند جگہ پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

٤۔ مستحب ہے انسان مسجد میں نماز پڑھے۔

٥۔ مستحب ہے انسان، مسجد میں نہ جانے والے شخص کے ساتھ کھانا نہ کھائے، اس کا ہمسایہ نہ بنے، کاموں میں اس سے صلاح و مشورہ نہ کرے، اسے بیٹی نہ دے اور اس سے بیٹی نہ لے۔

٦۔ مستحب ہے نماز شروع کرنے سے پہلے اذان کہے پھر اقامت کہے اور اس کے بعد نماز شروع کرے۔

۷۔ اقامت کو اذان کے بعد کہنا چاہئے۔

۸۔ جو شخص نماز جماعت میں شرکت کرتا ہے، اگر اس نماز کے لئے اذان و اقامت

کہی گئی ہو تو اسے اپنی نماز کے لئے الگ سے اذان و اقامت کہنے کی ضرورت نہیں۔

۹۔مستحب ہے پیدائش کے دن بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

(؟) سوالات:

۱۔نجس فرش پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

۲۔کیا اس جانماز پر نماز پڑھی جا سکتی ہے جسے کسی اور نے اپنے لئے کھول کے رکھا ہو؟ اور کیوں؟

۳۔اذان اور اقامت میں کیا فرق ہے؟

٤۔مسجد میں حاضری نہ دینے والے شخص کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کرنا مستحب ہے؟

٥۔ریل گاڑی اور ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

٦۔دو ایسے مواقع بیان کیجئے جہاں پر اذان و اقامت پڑھنا نہیں چاہئے۔

سبق نمبر ۱٦

واجبات نماز:

۱۔ اللہ اکبر ، کہنے سے نماز شروع ہوتی ہے اور سلام پھیرنے سے اختتام کو پہنچتی ہے۔

۲۔ جو کچھ نماز میں انجام پاتا ہے واجب ہے، یا مستحب ہے۔

۳۔ واجبات نماز گیارہ ہیں، ان میں سے بعض رکن و بعض غیر رکن ہیں۔

واجبات نماز (۱)

رکن:

۱۔ نیت۔

۲۔ قیام۔

۳۔ تکبیرۃ الاحرام۔

٤۔ رکوع۔

٥۔ سجود۔

غیر رکن:

۱۔ قرأت۔

۲۔ذکر۔

۳۔تشہد۔

٤۔سلام۔

٥۔ترتیب

٦۔موالات۔

....

(١)توضیح المسائل،واجبات نماز.

رکن وغیر رکن میں فرق:

ارکان نماز،نماز کے بنیادی اجزاء میں شمار ہوتے ہیں، چنانچہ ان میں سے کسی ایک کو اگر نہ بجالایا گیا یا اس میں اضافہ کیا گیا،اگر چہ فراموشی کی وجہ سے ایسا ہوا ہو،تو نماز باطل ہے۔

دوسرے واجبات کو اگر چہ انجام دینا لازم اور ضروری ہے لیکن اگر فراموشی سے ان میں کم یا زیادہ ہو جائے تو نماز باطل نہیں ہے۔(١)

واجبات نماز کے احکام:

نیت:

۱۔نماز گزار کو نماز کی ابتداء سے انتہا تک یہ جاننا چاہیئے کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے اور اسے خدائے تعالیٰ کے حکم کو بجالانے کے لئے پڑھنا چاہیئے۔(۲)

۲۔نیت کو زبان پر لانے کی ضرورت نہیں،لیکن اگر زبان پر لائی بھی جائے تو کوئی مشکل نہیں۔(۳)

۳۔نماز، ہر قسم کی ریا کاری اور ظاہر داری سے دور ہونی چاہیئے،یعنی نماز کو صرف خدا کے حکم کو بجالانے کی نیت سے پڑھنا چاہیئے۔اگر پوری نماز یا اس کا ایک حصہ غیر خدا کے لئے ہو تو باطل ہے۔(٤)*

....

(۱)توضیح المسائل ۹٤۲.

(۲)توضیح المسائل ۹٤۲.

(۳)توضیح المسائل ۹٤۳.

(٤)توضیح المسائل ۹٤٦و۹٤۷.

* (گلپایئگانی)اگر نماز کاری کے مستحبات میں ریا کریں،احتیاط لازم یہ ہے کہ نماز

کو تمام کر کے دوبارہ پڑھے .(مسئلہ ٩٥٦)

تکبیرۃ الاحرام: جیسا کہ بیان ہوا ہے اللہ اکبر کہنے سے نماز شروع ہوتی ہے اور اسے تکبیرۃ الاحرام کہتے ہیں، کیونکہ اسی تکبیر کے کہنے سے بہت سے وہ کام جو نماز سے پہلے جائز تھے، نماز گزار پر حرام ہو جاتے ہیں:

جیسے: کھانا، پینا، ہنسنا اور رونا۔

تکبیرۃ الاحرام کے واجبات:

١۔صحیح عربی تلفظ میں کہی جائے۔

٢۔ اللہ اکبر کہتے وقت بدن سکون میں ہو۔

٣۔تکبیرۃ الاحرام کو ایسے کہنا چاہئے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن سکے، یعنی بہت آہستہ نہیں کہنا چاہئے۔

٤۔احتیاط واجب کی بناء پر اسے ایسی چیز سے وصل نہ کریں جو اس سے پہلے پڑھی جاتی ہو۔(١)

مستحب ہے تکبیرۃ الاحرام یا نماز کے درمیان پڑھی جانے والی دوسری تکبیروں کو کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر بلند کریں۔(٢)

قیام: قیام یعنی کھڑا رہنا، بعض مواقع پر قیام ارکان نماز میں سے ہے اور اس کا

ترک نماز کو باطل کرتا ہے،لیکن جو افراد کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے معذور ہوں ان کا حکم جدا ہے،اسکے مسائل آئندہ بیان کئے جائیں گے۔

....

(۱)توضیح المسائل م۹٤۸،۹٤۹،۹۵۱،۹۵۲.
(۲)توضیح المسائل م۹۵۵.
(۳)توضیح المسائل م۹۵۸.

احکام قیام:

۱۔واجب ہے نماز گزار تکبیرۃ الاحرام کہنے سے پہلے اور اس کے بعد قدرے کھڑا رہے تا کہ
اطمینان پیدا ہوجائے کہ تکبیرۃ الاحرام قیام کی حالت میں کہی ہے۔(۱)

۲۔قیام،قبل ا* رکوع کا مفہوم یہ ہے کہ کھڑے رہنے کی حالت کے بعد رکوع میں جائے،اس بناء پر اگر قرأت کے بعد رکوع کو فراموش کر کے سیدھے سجدہ میں جائے اور سجدہ کرنے سے پہلے یاد آئے،تو پھر سے مکمل طور پر کھڑے ہوکر چند لمحے رکنے کے بعد رکوع کو بجالائے اور اس کے بعد سجدہ میں جائے۔(۲)

۳۔وہ امور جن سے قیام کی حالت میں پرہیز کرنا چاہیئے:

* بدن کوحرکت دینا۔

*کسی طرف جھکنا۔

*کسی جگہ یا چیز سے ٹیک لگانا۔

* پاؤں کوزیادہ کھول کے رکھنا۔

* پاؤں کوزمین سے بلند کرنا۔(۳)

٤ ۔نماز گزار کو چاہیئے کہ کھڑے رہنے کی حالت میں دونوں پاؤں کو زمین پر رکھے۔*

لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ بدن کاوزن دونوں پاؤں پر برابر پڑے بلکہ اگر بدن کا وزن ایک پیر پر ہوتو کوئی حرج نہیں۔(٤)

٥ ۔جوشخص کسی بھی صورت میں کھڑے ہوکرنماز نہیں پڑھ سکتا،تو اسے چاہیئے بیٹھ کر قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے،اور اگر بیٹھ کربھی نماز نہ پڑھ سکے تو لیٹ کرنماز پڑھے۔(٥)

....

(۱)توضیح المسائل٩٥٩.

(۲)توضیح المسائل٩٦٠.

(۳)توضیح المسائل۹۶۱، ۹۶۳و۹۶۴.

(٤)توضیح المسائل،م ۹۶۳.

(٥)توضیح المسائل. ۹۷۱۹۷.

* (خوئی)احتیاط مستحب ہے کہ دونوں دو پاؤں کو زمین پر رکھا جائے۔(مسئلہ ۹۷۲)

٦۔واجب ہے رکوع کے بعد مکمل طور پر کھڑے ہوکرر کے(قیام)اور پھر سجدہ میں جائے، اگراس قیام کو عمداً ترک کرے تو نماز باطل ہے۔(۱)

....

(۱)تحریرالوسیلہج ۱ص ۱۶۲م ۱العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص ٦٦٥، الرابع.

درس:۱٦ کا خلاصہ

۱۔واجبات نماز، گیارہ چیزیں ہیں اوران میں پانچ رکن اور باقی غیر رکن ہیں۔

۲۔رکن اورغیر رکن میں فرق یہ ہے کہ اگر ارکان نماز میں سے کوئی ایک چیز، حتی بھولے سے بھی کم یا زیادہ ہوجائے، نماز باطل ہے، لیکن اگر غیر رکن بھولے سے کم یا زیادہ ہوجائے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

۳۔نماز کی نیت ہر قسم کی ریا کاری اور ظاہر داری سے مبرا ہونی چاہئے۔

٤۔تکبیرۃ الاحرام کو صحیح عربی زبان میں کہنا چاہئے۔

٥۔تکبیرۃ الاحرام کے وقت قیام اور رکوع سے متصل قیام، رکن ہیں، لیکن قرأت اور رکوع کے بعد والے قیام رکن نہیں ہیں۔البتہ واجب ہیں اور اگر عمداً ترک ہو جائے تو نماز باطل ہے۔

(؟) سوالات:

١۔ارکان نماز کو بیان کیجئے اور رکن و غیر رکن میں کیا فرق ہے؟

٢۔نماز کے پہلے اللہ اکبر کو کیوں تکبیرۃ الاحرام کہتے ہیں؟

٣۔نیت کی وضاحت کیجئے؟

٤۔قیام کی وضاحت کر کے اس کی قسمیں بیان کیجئے؟

٥۔رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے قیام کی وضاحت کر کے ان کے فرق کو بیان کیجئے؟

سبق نمبر ۱۷

واجبات نماز

قرأت

پہلی اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد اور کسی دوسرے سورے کے پڑھنے اور تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ حمد یا تسبیحات اربعہ کے پڑھنے کو قرأت کہتے ہیں۔

سورۂ حمد:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مَالِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝
اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ
الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ
عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ (۝)

پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعد قرآن مجید سے کوئی دوسرا سورہ پڑھا جانا چاہیے، مثلاً سورہ توحید:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ.(٭)

اور تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ حمد یا تین مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھنا چاہے، تسبیحات اربعہ کوایک مرتبہ پڑھنا بھی کافی ہے۔(۱)

تسبیحات اربعہ:

سُبۡحَانَ اللہ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللہُ اکبر .

قرأت کے احکام:

۱۔تیسری اور چوتھی رکعت کی قرأت کوآہستہ (اخفات کے طور پر) پڑھنا چاہئے، لیکن پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ حمد اور دوسرے سورہ کے بارے میں حکم حسب ذیل ہے:(۲)

نماز	نمازگزار	حکم
ظہروعصر	مرداورعورت	آہستہ پڑھنا چاہئے۔
مغرب،عشاوصبح	مرد	بلند پڑھنا چاہئے
	عورت	اگرنامحرم اس کی آواز کونہ سنتا ہوتو بلندآواز میں پڑھ سکتی ہے

اور اگر کوئی نامحرم سنتا ہو تو احتیاط واجب کی بناء پر آہستہ پڑھے۔

۲۔اگر نماز بلند پڑھنے کی جگہ عمداً آہستہ پڑھی جائے یا آہستہ پڑھی جانے کی جگہ عمداً بلند پڑھی جائے تو نماز باطل ہے، لیکن بھولے سے یا مسئلہ کو نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کیا جائے تو نماز صحیح ہے۔(۱)

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۰۰۵

(۲)توضیح المسائل،م۹۹۲ تا ۹۹٤و۱۰۰۷

۳۔اگر سورۂ حمد پڑھتے ہوئے سمجھے کہ غلطی کی ہے (مثلاً بلند پڑھنے کے بجائے آہستہ پڑھا ہو) تو ضروری نہیں ہے پڑھے ہوئے حصہ کو دوبارہ پڑھے۔(۲)

٤۔انسان کو چاہیئے نماز کو سیکھ لے تاکہ غلط نہ پڑھے، اگر کوئی کسی صورت میں بھی نماز کو صحیح طور پر یاد نہیں کرسکتا ہو تو اسے جس طرح بھی پڑھ سکتا ہے پڑھنا چاہیئے اور احتیاط مستحب ہے کہ نماز کو باجماعت پڑھے۔(۳)

٥۔اگر انسان ایک لفظ کو صحیح جانتے ہوئے پڑھتا ہو، مثلاً لفظ عبدُہ کو تشہد

میں عبدَہ جان کر پڑھتا ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ غلط تھا تو ضروری نہیں ہے، نماز کو دوبارہ پڑھے۔☆☆(٤)

٦۔درج ذیل مواقع پر نماز گزار کو پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ نہیں پڑھنا چاہئے اور صرف حمد پڑھنا کافی ہے:

الف: نماز کا وقت تنگ ہو۔

ب: سورہ نہ پڑھنے پر مجبور ہو، مثلاً ڈر ہو کہ اگر سورہ پڑھے تو چور، درندہ یا کوئی اور چیز اسے نقصان پہنچائے۔(٥)

....

(١)توضیح المسائل،م٩٩٥

(٢)توضیح المسائل،م٩٩٥

(٣)توضیح المسائل،م٩٩٧

(٤)توضیح المسائل،م١٠٠١.

(٥)توضیح المسائل،م٩٧٩.

*(گلپائیگانی)احتیاط لازم یہ ہے کہ نماز کو باجماعت پڑھے(مسئلہ ١٠٠٦)

☆☆(گلپائیگانی)(اراکی)دوبارہ پڑھنا چاہئے۔(مسئلہ ١٠١٠)

۷۔وقت کی تنگی کے موقع پر تسبیحات اربعہ کو ایک مرتبہ پڑھیں۔(۱)

قرأت کے بعض مستحبات:

۱۔پہلی رکعت میں حمد سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا۔

۲۔ظہر وعصر کی نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بلند آواز میں پڑھنا۔

۳۔حمد اور سورہ کو رک رک کر پڑھنا اور آیت کے آخر پر وقف کرنا، یعنی اسے بعد والی آیت سے ملا کر نہ پڑھنا۔

٤۔حمد اور سورہ کو پڑھتے وقت ان کے معنی کی طرف توجہ رکھنا۔

٥۔تمام نمازوں میں پہلی رکعت میں سورۂ انا انزلناہ اور دوسری رکعت میں سورہ قل ھواللہ احد پڑھنا۔(۲)

....

(۱) توضیح المسائل، م ۱۰۰٦.

(۲) توضیح المسائل، م ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸

ذکر:

واجبات رکوع اور سجدہ میں ایک ذکر ہے، یعنی سبحان اللہ یا اللہ اکبر یا

ان جیسا کوئی اور ذکر پڑھنا، ان کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔

سبق ۱۷ کا خلاصہ

۱۔قرأت، سے مراد ہے نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں حمد اور قرآن مجید کا کوئی دوسرا سورہ اور نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ حمد یا تسبیحات اربعہ پڑھنا۔

۲۔نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کی قرأت کو آہستہ پڑھنا چاہئے۔

۳۔مردوں کو نماز صبح اور مغرب وعشا کی پہلی اور دوسری رکعت میں حمد وسورہ کو بلند آواز سے پڑھنا چاہئے۔

٤۔نماز ظہر وعصر میں حمد وسورہ کو آہستہ پڑھنا چاہئے۔

٥۔وقت کی تنگی اور مجبوری کی حالت میں سورہ نہ پڑھے اور تسبیحات اربعہ کو بھی ایک ہی بار پڑھے۔

٦۔اگر انسان کسی لفظ کو صحیح جان کر نماز کو اسی طرح پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ لفظ غلط تھا تو ضروری نہیں کہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

۷۔انسان کو چاہئے نماز کو صحیح طور پر سیکھ لے تا کہ غلط نہ پڑھے۔

(؟)سوالات:

۱۔قرأت کیا ہے؟ وضاحت کیجئے۔؟

۲۔کیا آپ نے اب تک کسی کے پاس قرأت کی ہے؟ اگر جواب منفی ہے تو قرأت کو کسی استاد کے پاس جا کر اس کی اصلاح کیجئے۔؟

۳۔کیا تسبیحات اربعہ کو بلند آواز میں پڑھا جا سکتا ہے؟

٤۔کیا حمد اور سورہ کو نماز میں بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے؟

٥۔ایک مرد نے صبح، مغرب اور عشا کی نماز میں اب تک حمد اور سورہ کو آہستہ پڑھا ہے گزشتہ نمازوں کے بارے میں اس کی تکلیف کیا ہے؟

٦۔کیا آپ کی نماز میں اب تک کوئی غلطی تھی جس کے بارے میں آپ اب متوجہ ہوئے ہیں؟

۷۔کس موقع پر نماز گزار کو سورہ نہیں پڑھنا چاہیئے اور تسبیحات اربعہ کو بھی ایک ہی مرتبہ پڑھنا چاہیئے؟

سبق:١٨

واجبات نماز

رکوع

١۔نماز گزار کو ہر رکعت میں قرأت کے بعد اس قدر خم ہونا چاہیئے کہ اس کے ہاتھ زانو تک پہنچ جائیں اور اس عمل کو رکوع کہتے ہیں۔(١)

واجبات رکوع

١۔بیان شدہ حد تک خم ہونا۔

٢۔ذکر (کم از کم تین مرتبہ سبحان اللہ کہنا)

٣۔ذکر پڑھتے وقت بدن کا قرار میں ہونا۔

٤۔رکوع کے بعد اٹھنا۔

٥۔رکوع کے بعد بدن کا قرار۔(٢)

....

(١)توضیح المسائل،م١٠٢٢.

(٢)العروۃ الوثقی،ج١ص٦٦٤

ذکر رکوع:

رکوع میں، جوبھی ذکر پڑھا جائے کافی ہے،لیکن احتیاط واجب ز ہے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ یا ایک مرتبہ سبحان ربیّ العظیم وبحمدہ سے کم تر نہ ہو۔(۱)

رکوع میں بدن کا سکون میں ہونا۔

۱۔رکوع میں واجب ذکر پڑھنے کی مقدار میں بدن سکون میں ہونا چاہیئے۔(۲)

۲۔اگر رکوع کی مقدار میں خم ہوکر بدن کے سکون پانے سے پہلے عمداً ذکر رکوع پڑھا جائے*تو نماز باطل ہے۔(۳)

۳۔اگر واجب ذکر تمام ہونے سے پہلے،رکوع سے عمداً سر اٹھایا جائے تو نماز باطل ہے۔(٤)

رکوع کے بعد بلند ہونا اور آرام پانا

ذکر رکوع ختم ہونے کے بعد بلند ہونا چاہیئے اور اس کے بعد بدن آرام پائے اور پھر سجدہ میں جانا چاہیئے اور اگر بلند ہونے سے پہلے یا بلند ہوکر آرام پانے سے پہلے عمداسجدہ میں جائے تو نماز باطل ہے(٥)

....

(۱)توضیح المسائل،م ۱۰۲۸

(۲)توضیح المسائل م ۱۰۳۰.

(۳)توضیح المسائل م۱۰۳۲.

(٤)توضیح المسائل م۱۰۳۳.

(٥)توضیح المسائل م۱۰٤۰.

* (اراکی) شرط ہے کہ اسی قدر ہو (مسئلہ ۱۲۰)(گلپایئگانی): تین بار سبحان اللہ کے برابر ہونا چاہیئے۔(مسئلہ ۱۰۳۷)

* (گلپایئگانی) بدن آرام پانے کے بعد دوبارہ ذکر رکوع پڑھا جائے، اور احتیاط لازم کے طور پر نماز کو تمام کرے دوبارہ پڑھے، اگر پہلے ذکر پر اکتفاء کرے تو نماز باطل ہے۔(م۱۰٤۱)

معمول کے مطابق رکوع انجام دینے میں معذور شخص کا فریضہ:

۱۔جو شخص رکوع میں خم نہیں ہوسکتا، اسے اسی قدر خم ہونا چاہیئے جتنا ممکن ہو۔*

۲۔جو بالکل خم نہیں ہوسکتا ☆☆ اسے بیٹھ کر رکوع کرنا چاہیئے۔

۳۔جو بیٹھ کر بھی رکوع نہ بجالاسکتا ہو اسے نماز کھڑے ہوکر پڑھنا چاہیئے اور رکوع کے لئے سر سے اشارہ کرے۔(۱)

رکوع کے بعض مستحبات:

۱۔مستحب ہے ذکر رکوع کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ یا اس سے زیادہ پڑھے۔

۲۔مستحب ہےرکوع میں جانے سے پہلے سیدھا کھڑے ہوکرتکبیر کہے۔

۳۔مستحب ہے رکوع کی حالت میں اپنے دوپاؤں کے درمیان زمین پر نگاہ کرے۔

٤۔مستحب ہےذکررکوع سے پہلےاوراس کے بعددرود بھیجے۔

٥۔مستحب ہےرکوع کے بعدجب کھڑاہوااور بدن سکون میں آجائےتو سمع اللہ لمن حمدہ کہے۔(۲)

سجود:

۱۔نمازگزارکوواجب اورمستحب نمازوں کی ہررکعت میں،رکوع کے بعددوسجدے بجالانے چاہئیں۔(۳)

....

(۱)توضیح المسائل م۱۰۳۷.

(۲)توضیح المسائل م۱۰٤۳.

(۳)توضیح المسائل م۱۰٤٥.

* (گلپایئگانی)اس صورت میں احتیاط لازم ہے کہ نماز کودوبارہ پڑھے اوررکوع بیٹھے ہوئے انجام دے،اگر بالکل خم نہ ہوسکےتو بیٹھ جائے اور رکوع بجالائے

احتیاط لازم یہ ہے کہ ایک اور نماز پڑھے اور رکوع کو اشارہ سے بجالائے۔(م ۱۰٤٥)

☆☆(خوئی)رکوع کے لئے سر سے اشارہ کرے۔(م۱۰٤٥)

۲۔پیشانی، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھوں کے سرے زمین پر رکھنے کو سجدہ کہتے ہیں۔

واجبات سجدہ:

۱۔بدن کے سات عضو زمین پر رکھنا۔

۲۔ذکر۔

۳۔ذکر سجدہ کے دوران بدن کا سکون کی حالت میں ہونا۔

٤۔دو سجدوں کے درمیان سر بلند کرکے آرام سے بیٹھنا۔

٥۔ذکر کے دوران سات عضو کا زمین پر ہونا۔

٦۔سجدہ کی جگہوں کا مسطح اور برابر ہونا۔

۷۔ایسی چیز پر پیشانی کو رکھنا کہ سجدہ اس پر جائز ہو۔

۸۔پیشانی رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا۔

۹۔دونوں سجدوں کے درمیان موالات کی رعایت کرنا۔(۱)

واجبات سجدہ کی تفصیلات آئندہ سبق میں بیان ہوں گی۔

....

(۱)العروۃ الوثقی، ج۱،ص ۶۷۳

سبق:۱۸ کا خلاصہ

۱۔نماز کی ہر رکعت میں،قرأت کے بعد لازم ہے کہ ایک رکوع بجالایا جائے۔

۲۔رکوع کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر خم ہونا کہ اس کے دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۳۔واجبات رکوع مندرجہ ذیل ہیں:

*۔مذکورہ بالا حد تک خم ہونا۔

*۔ذکر پڑھتے وقت بدن کا سکون کی حالت میں ہونا۔

*رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔

۴۔احتیاط مستحب ہے کہ ذکر رکوع تین مرتبہ سبحان اللہ یا ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم وبحمدہ سے کم نہ ہو۔

۵۔ذکر رکوع کو بدن کے سکون کی حالت میں پڑھنا چاہئے،رکوع میں جاتے یا رکوع سے بلند ہوتے ہوئے نہیں پڑھنا چاہئے۔

٦۔ جو شخص کھڑے ہو کر رکوع بجالانے سے معذور ہو، اسے بیٹھ کر رکوع کرنا چاہئے اور اگر بیٹھ کر بھی رکوع نہ کر سکے تو، سر کے اشارہ سے رکوع بجالائے۔

٧۔ نماز گزار کو رکوع کے بعد دو سجدے بجالانے چاہئیں۔

٨۔ سجدہ میں پیشانی، ہاتھوں کی ہتھیلیاں، گھٹنے اور پاؤں کے انگوٹھوں کے سرے زمین پر ہونے چاہئیں۔

(؟) سوالات:

١۔ رکوع اور ذکر رکوع میں کیا فرق ہے؟

٢۔ حالت رکوع میں ٹھہرنے کی مقدار کتنی ہے؟

٣۔ کیا رکوع کے بعد کھڑا ہونا واجب ہے؟

٤۔ سجدہ کی تعریف کیجئے، سجدہ واجبات نماز کا کونسا حصہ ہے؟

٥۔ واجبات سجدہ کے چار مواقع بیان کیجئے۔؟

سبق نمبر ۱۹

واجبات سجدہ

ذکر:

ذکر سجدہ میں جو بھی ذکر پڑھا جائے کافی ہے لیکن احتیاط واجب زیہ ہے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ یا ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلی وبحمدہ سے کم تر نہ ہو۔(۱)

قرار:

۱۔سجدہ میں ذکر سجدہ پڑھنے کے بقدر بدن کا سکون میں ہونا ضروری ہے۔(۲)

۲۔اگر پیشانی زمین پر پہنچنے سے پہلے عمداًذکر پڑھا جائے تو نماز باطل ہے۔☆☆اور اگر بھولے سے ایسا کیا ہوتو دوبارہ سکون کی کی حالت میں ذکر پڑھے۔(۳)

....

(۱)توضیح المسائل م۱۰۴۹

(۲)توضیح المسائل،م۱۰۵۰

(۳)توضیح المسائل م۱۰۱۵و۱۰۵۲.

*(ارا کی)شرط ہے کہ اس سے کمتر نہ ہو(مسئلہ ۱۰۴۱)

☆☆ پیشانی کے زمین پر پہنچنے اور بدن کے آرام پانے کے بعد دوبارہ ذکر پڑھیں اور احتیاط لازم کی بنا پر نماز کو تمام کر کے اسے دوبارہ پڑھے (م۱۰۶۰)

سجدہ سے سر کو اٹھانا:

۱۔ پہلے سجدہ کا ذکر تمام ہونے کے بعد سجدہ سے سر اٹھا کر ایسے بیٹھنا چاہئے کہ بدن آرام وقرار پائے او پھر دوسرے سجدہ میں جائے۔(۱)

۲۔ اگر ذکر تمام ہونے سے پہلے عمداً سر کو سجدہ سے اٹھائے تو نماز باطل ہے۔(۲)

سات عضو کا زمین پر ہونا:

۱۔ اگر ذکر سجدہ پڑھتے وقت سات اعضا میں سے کسی ایک کو عمداً زمین سے بلند کرے تو نماز باطل ہوگی زلیکن ذکر میں مشغول نہ ہونے کی صورت میں اگر پیشانی کے علاوہ کسی ایک عضو کو زمین سے اٹھا کر پھر زمین پر رکھے تو کوئی حرج نہیں۔(۳)

۲۔ اگر پاؤں کے انگوٹھوں کے علاوہ دوسری انگلیاں بھی زمین پر ہوں تو کوئی حرج نہیں۔(٤)

سجدہ کی جگہ کا ہموار ہونا:

۱۔ نماز گزار کی پیشانی کی جگہ اس کے گھٹنوں کی جگہ سے چار انگلیوں کے برابر بلند یا پست نہیں ہونی چاہئے.(٥)

....

(۱) توضیح المسائل م۱۰۵٦.

(۲) توضیح المسائل،م۱۰۵۲

(۳) توضیح المسائل م۱۰۵٤.

(٤) تحریرالوسیلہ ج۱،م۲، والعروۃ الوثقی، ج۱،ص٦۷٦،م۷

(٥) توضیح المسائل م۱۰۵۷.

*گلپایئگانی) احتیاط لازم یہ ہے کہ تمام اعضاء کے آرام پانے کے بعد ذکر واجب کو دوبارہ پڑھے اور نماز کو تمام کر کے پھر سے پڑھے (مسئلہ ۱۰٦۳)

۲۔احتیاط واجب ہے زکہ نماز گزار کی پیشانی کی جگہ پاؤں کی انگلیوں کی جگہ سے بھی چار انگلیوں کے برابر بلند اور پست نہ ہونی چاہئے۔(۱)

پیشانی کو ایسی چیز پر رکھنا جس پر سجدہ جائز ہے:

۱۔سجدہ میں پیشانی کو زمین پر یا زمین سے اگنے والی ہر اس چیز پر رکھنا چاہئے جو کھانے پینے یا پہننے میں استعمال نہ ہوتی ہو۔(۲)

۲۔جن چیزوں پر سجدہ جائز ہے، ان کے نمونے حسب ذیل ہیں:

*مٹی

* پتھر

* پختہ مٹی☆☆

* چونا

* لکڑی

* گھاس

سجدہ کے احکام:

۱۔معدن سے حاصل ہونے والی چیزوں، جیسے سونا، چاندی، عقیق اور فیروزہ وغیرہ پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

....

(۱)توضیح المسائل م۱۰۵۷.

(۲)توضیح المسائل م۱۰۷٦.

(۳)توضیح المسائل م۱۰۷٦.

* (خوئی۔اراکی)پست تر یا بلند تر نہ ہونی چاہئے۔(مسئلہ ۱۰٦٦)

☆☆(اراکی۔گلپایگانی) چونا، گچ اور پختہ مٹی پر سجدہ جائز نہیں ہے (مسئلہ ۱۰۹۰)

۲۔خدا کے علاوہ کسی اور کے لئے سجدہ کرنا حرام ہے۔(۱)

۳* مین سے اگنے والی ان چیزوں پر سجدہ صحیح ہے جو حیوانوں کی خوراک ہو جیسے گھاس پھوس۔(۲)

٤۔کاغذ پر سجدہ صحیح ہے اگر چہ وہ کپاس اور اس جیسی چیزوں سے بنا ہو۔(۳)*

٥۔سجدہ کے لئے سب سے بہتر چیز تربت حضرت سیدالشھدا علیہ السلام ہے اور اس کے بعد ترتیب کے ساتھ مندرجہ ذیل چیزیں ہیں:

*مٹی

* پتھر

* گھاس(٤)

٦۔اگر پہلے سجدہ میں سجدہ گاہ پیشانی سے چپک جائے اور سجدہ گاہ کو الگ کئے بغیر دوسرے سجدہ میں جائے تو نماز باطل ہے۔(٥)

معمول کے مطابق سجدہ انجام دینے میں معذور شخص کا فریضہ:

۱۔جو شخص اپنی پیشانی کو زمین پر رکھنے سے معذور ہو، اسے اس قدر خم ہونا چاہئے جتنا وہ ہو سکے اور سجدہ گاہ کو ایک بلند جگہ، جیسے تکیہ وغیرہ پر رکھ کر سجدہ کرے، لیکن ہاتھوں کی ہتھیلیوں، گھٹنوں اور پاؤں کے

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۰۹۰.

(۲)توضیح المسائل،م۱۰۷۸.

(۳)توضیح المسائل،م۱۰۸۲.

(٤)توصیح المسائل،م۱۰۸۳

(٥)توصیح المسائل،م۱۰۸٦.

* (گلپائیگانی) کپاس سے بنے کاغذ یا اس کے مانند نیز کاغذ پر بھی سجدہ کرنے میں اشکال ہے جس کے بارے معلوم نہ ہو کہ سجدہ کے صحیح ہونے کی چیز سے بنا ہے یا نہ۔

انگوٹھوں کو معمول کے مطابق زمین پر رکھنا چاہیئے۔(۱)

۲۔اگر خم نہ ہوسکتا ہو تو سجدہ کے لئے بیٹھ جائے اور سر سے اشارہ کرے،(۲) لیکن احتیاط واجب ہے کہ سجدہ گاہ کو اوپر اٹھا کر پیشانی کو اس پر رکھے۔

بعض مستحبات سجدہ:

۱۔درج ذیل مواقع پر مستحب ہے تکبیر کہی جائے:

* رکوع کے بعد اور سجدۂ اول سے پہلے۔

* پہلے سجدہ کے بعد بیٹھ کر جب بدن سکون کی حالت میں ہو۔

* دوسرے سجدے کے پہلے، جبکہ بیٹھا ہوا اور بدن سکون میں ہو

* دوسرے سجدے کے بعد۔

۲۔طولانی سجدے بجالانا مستحب ہے۔

۳۔ پہلے سجدہ کے بعد بیٹھ کر بدن کے سکون میں آنے کے بعد استغفر اللہ ربی واتوب الیہ پڑھنا مستحب ہے۔

٤۔سجدوں میں درود بھیجنا مستحب ہے۔(۳)

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۰٦۸.

(۲)توضیح المسائل،م۱۰٦۹

(۳)توضیح المسائل،م۱۰۹۱.

سبق:۱۹ کا خلاصہ

۱۔احتیاط واجب کی بنا پر، ذکر رکوع سبحان ربی الاعلی وبحمدہ ایک مرتبہ یا تین سبحان اللہ تین مرتبہ سے کم نہ ہو۔

۲۔ پورے ذکر رکوع کو اس حالت میں پڑھنا چاہئے جب بدن سکون میں ہو۔

۳۔سجدہ میں پیشانی، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں کے انگوٹھوں کے سرے زمین پر ہونا ضروری ہے۔

٤۔سجدہ کی جگہ مسطح اور ہموار ہونا ضروری ہے اور ملی ہوئی چار انگلیوں سے بلند یا پست نہیں ہونی چاہئے۔

٥۔لکڑی،مٹی،پتھر،ڈھیلے اور پختہ مٹی پر سجدہ صحیح ہے۔

٦۔زمین سے اگنے والی ان چیزوں پر،جنھیں انسان،خوراک اور پوشاک میں استعمال کرتا ہے سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

۷۔سجدہ کے لئے سب سے بہتر چیز تربت حضرت سید الشہد اءعلیہ السلام ہے۔

(؟)سوالات:

۱۔سجدہ کی وضاحت کیجئے اور بتایئے کہ یہ کن واجبات نماز میں سے ہے؟

۲۔ذکر سجدہ کی واجب مقدار بیان کیجئے؟

۳۔دوسجدوں کے درمیان موالات کیا ہے؟وضاحت کیجئے۔

٤۔لکڑی،بادام کے چھلکے،سیب کے چھلکے اور سنگترے کے چھلکے پر سجدہ کا کیا حکم ہے؟

٥۔کاغذ اور ماچس کی ڈبی پر سجدہ کا کیا حکم ہے؟

٦۔جوشخص معمول کے مطابق سجدہ انجام نہ دے سکتا ہو،اس کا کیا فریضہ ہے؟

سبق: ۲۰

واجبات نماز کے احکام

قرآن مجید کا واجب سجدہ:

۱۔قرآن مجید کے چار سوروں میں آیۂ سجدہ ہے۔اگر انسان اس آیت کی تلاوت کرے یا کوئی اور اس کی تلاوت کرتا ہو،اس کو سنے،تو اس آیت کے تمام ہونے کے فوراً بعد سجدہ انجام دینا چاہیئے.(۱)

۲۔وہ سورے جن میں آیۂ سجدہ ہے۔

۱۔سورہ نمبر ۳۲۔سورۂ حم سجدہ

۲۔سورہ نمبر ۴۱۔فصلت

۳۔سورہ نمبر ۵۳۔نجم ٤۔سورہ نمبر ۹٦۔علق (۲)

۳۔اگر سجدہ کرنا بھول جائے تو جب یاد آئے سجدہ کرنا چاہیئے۔(۳)

....

(۱) توضیح المسائل،م ۱۰۹۳.

(۲) توضیح المسائل،م ۱۰۹۳.

(۳) توضیح المسائل،م ۱۰۹۳

٤ ۔اگر آیہ سجدہ کو ٹیپ ریکارڈ سے سنیں تو سجدہ کرنا لازم نہیں ہے۔(١)*

٥ ۔اگر آیۂ سجدہ کو لاؤڈ اسپیکر یا ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے، چنانچہ خود انسان کی آواز ہو اور ٹیپ سے استفادہ نہ ہو رہا ہو، یعنی آواز نشر ہونے کے وقت کوئی شخص اس آیت کو پڑھ رہا ہو اور یہ وسیلہ صرف اس کی آواز کو پہنچاتا ہو تو سجدہ کرنا واجب ہے۔(٢)

٦ ۔ان آیات کے لئے سجدہ کرتے وقت اپنی پیشانی کو ایسی چیز پر رکھنا چاہئے جس پر سجدہ کرنا جائز ہے، البتہ سجدہ کے دیگر شرائط کی رعایت کرنا ضروری نہیں ہے۔(٣)☆☆

٧ ۔اس سجدہ میں ذکر پڑھنا واجب نہیں ہے، لیکن مستحب ہے۔(٤)

تشہد:

دوسری رکعت اور واجب نمازوں کی آخری رکعت میں، نماز گزار کو دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنا چاہئے اور بدن کے سکون میں آنے کے بعد تشہد پڑھنا چاہئے، یعنی کہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ.(٥)

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۰۹۶

(۲)توضیح المسائل،م۱۰۹۶

(۳)توضیح المسائل،م۱۰۹۷

(٤)توضیح المسائل۱۰۹۹

(٥)توضیح المسائل،م۱۱۰۰

* (گلپائیگانی)اگر آیہ سجدہ ریڈیو یا لاؤڈ اسپیکر سے پڑھی جائے اور اسے سنے تو سجدہ کرنا چاہیئے۔(مسئلہ ۱۱۰۲)

(اراکی)اگر ٹیپ رکارڈ جیسی چیز سے آیت کو سنے،تو احتیاط واجب کی بنا پر سجدہ کرنا چاہیئے۔لیکن اگر لاوڈ اسپیکر جس سے انسان کی آواز پہنچائی جاتی ہے، سنے تو واجب ہے سجدہ بجالائے۔(مسئلہ ۱۰۸۸)

☆☆(تمام مراجع)سجدہ کے بعض شرائط کی رعایت کرنا لازم ہے،تفصیلات کے لئے مسئلہ ۱۰۸۹ ملاحظہ فرمائیں۔

سلام

۱۔ہر نماز کی آخری رکعت میں تشہد کے بعد سلام پڑھنا چاہیئے اور نماز کو تمام کرنا

چاہیئے۔

۲۔سلام کی واجب مقدار ان دو میں سے ایک سلام ہے:

السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین

السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ(۱)

۳۔ان دوسلاموں سے پہلے یہ کہنا مستحب ہے:

السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.

یعنی تینوں سلاموں کو پڑھے(۲)

ترتیب:

نماز کواس ترتیب کے ساتھ پڑھنا چاہیئے: تکبیرۃ الاحرام، قرأت، رکوع، سجود اور دوسری رکعت میں سجدوں کے بعد، تشہد پڑھے اور آخری رکعت میں سجدوں کے بعد، تشہد پڑھے اور آخری رکعت میں، تشہد کے بعد، سلام پھیرنا۔

موالات:

۱۔موالات، یعنی نماز کے اجزاء کو یکے بعد دیگرے انجام دینا اور ان کے درمیان فاصلہ نہ ڈالنا۔

۲۔اگر اجزائے نماز کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ کہا جائے یہ شخص نماز نہیں پڑھتا

ہے،تو اس کی نماز باطل ہے۔(۳)

....

(۱)توضیح المسائل،م ۱۱۰۵

(۲)توضیح المسائل،م ۱۱۰۵

(۳)توضیح المسائل،م ۱۱۱٤

* (گلپایئگانی) اگر اس سلام کو کہے،تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سلام کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کو بھی پڑھے۔(مسئلہ ۱۱۱٤)

۳۔رکوع وسجود میں طول دینا اور لمبے سورے پڑھنا موالات کو نہیں توڑتا۔(۱)

قنوت:

۱۔نماز کی دوسری رکعت میں حمد وسورہ پڑھنے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے،قنوت پڑھنا مستحب ہے۔یعنی ہاتھوں کو بلند کرکے اپنے چہرہ کے مقابل لائے اور کوئی دعا یا ذکر پڑھے۔(۲)

۲۔قنوت میں کوئی بھی ذکر پڑھ سکتے ہیں،حتی ایک بار سبحان اللہ کہنا کافی ہے اور درج ذیل دعا بھی پڑھ سکتا ہے:

رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَفِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ(۳)

تعقیب نماز:

۱۔نماز کی بحث میں تعقیب کے معنی نماز کے اختتام پر سلام پھیرنے کے بعد ذکر، دعااورقرآن مجید پڑھنے میں مشغول ہونا ہے۔

۲۔ضروری نہیں ہے تعقیب عربی میں ہو،لیکن بہتر ہے دعا کی کتابوں میں ذکر شدہ چیزوں کو پڑھا جائے۔

۳۔تسبیح حضرت زہرا سلام اللہ علیہا یعنی: ۳٤ مرتبہ اللہ اکبر ،۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھنا مستحب ہے۔(٤)

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۱۱٦

(۲)توضیح المسائل،م۱۱۱۷

(۳)توضیح المسائل،م۱۱۱۸

(٤)توضیح المسائل،م۱۱۲۲.

سبق:۲۰ کا خلاصہ

۱۔سورۂ حمٓ سجدہ، فصّلت، نجم اور علق میں سجدے کی آیات ہیں، ان آیات کو پڑھنے یا سننے پر سجدہ واجب ہوتا ہے۔

۲۔ٹیپ ریکارڈ سے سجدہ کی آیت سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے۔لیکن اگر لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے براہ راست (ریکارڈ شدہ آواز کے بغیر) کسی انسان کی آواز نشر ہوتی ہو تو سجدہ واجب ہے۔

۳۔دوسری رکعت اور نماز کے اختتام پر تشہد پڑھنا واجب ہے۔

٤۔سلام، نماز کا خاتمہ ہے اور آخری رکعت میں تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

٥۔اجزائے نماز کی ترتیب کی رعایت کرنا واجب ہے۔

٦۔نماز کے بنیادی اجزاء کی ترتیب درج ذیل ہے:

تکبیرۃ الاحرام، قرأت، رکوع، سجود اور دوسری رکعت میں دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھنا اور نماز کی آخری رکعت میں تشہد کے بعد سلام پھیرنا۔

۷۔اجزائے نماز کو یکے بعد دیگرے انجام دینا چاہیئے اگر ان کے درمیان زیادہ فاصلہ ہو جائے تو نماز باطل ہے:

(؟) سوالات:

۱۔قرآن مجید سے واجب سجدہ والی آیات کو لکھیئے؟

۲۔نماز میں تشہد کی جگہ کو بیان کیجئے؟

۳۔نماز کی واجب اور مستحب مقدار کو بیان کیجئے؟

٤۔ترتیب وموالات کے درمیان فرق کو بیان کیجئے ؟

٥۔قنوت کے بارے میں سبق میں ذکر شدہ دعا کے علاوہ کسی اور دعا کو لکھئے؟

مبطلات نماز

جب نماز گزار تکبیرۃ الاحرام کہتا ہے اور نماز کو شروع کرتا ہے تو اس کے خاتمہ تک بعض کام اس پر حرام ہو جاتے ہیں، چنانچہ اگر نماز میں ان میں سے کوئی کام انجام دے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، ان میں سے اہم امور حسب ذیل ہیں:

* کھانا اور پینا۔
* بات کرنا۔
* ہنسنا۔
* رونا۔
* قبلہ کی طرف سے رخ موڑنا۔
* ارکان نماز میں کمی وبیشی کرنا۔
* نماز کی حالت کو توڑنا۔(١)

....

(١)توضیح المسائل،م١١٢٦.

مبطلات نماز کے احکام:

بات کرنا:

۱۔اگرنمازگزارعمداً کوئی لفظ کہی اوراس کے ذریعہ کسی معنی کو پہنچانا چاہےتواس کی نمازباطل ہے۔(۱)

۲۔اگرنمازگزارعمداً کوئی لفظ کہےاور یہ لفظ دو یا دو سے زائدحروف پر مشتمل ہو، اگرچہ اس کے ذریعہ کسی معنی کو پہنچانا مقصد نہ ہو، احتیاط واجب کی بنا پر اسے نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے۔(۲)☆☆

۳۔نماز میں کسی کوسلام نہیں کرنا چاہیےلیکن اگر کسی نے نمازگزارکوسلام کیاتوواجب ہےاس کا جواب دیدےاور چاہیئے کہ سلام کومقدم قرار دے۔مثلاً کہے:

السلام علیک یا السلام علیکم علیکم السلام نہ کہے.(۳)☆☆☆

....

(۱)توضیح المسائل،ص ۱۵٤

(۲)توضیح المسائل،م ۱۵٤.

(۳)توضیح المسائل،م ۱۱۳۷.

*(گلپائیگانی،اراکی)اگروہ لفظ دوحرف یااس سے زیادہ ہوتو(توضیح المسائل ص

۱۹۹)

☆☆(خوئی) اس کی نماز باطل نہیں ہے لیکن نماز کے بعد سجدہ سہو بجالانا لازم ہے(مسئلہ ۱۱٤۱)

☆☆☆(اراکی۔گلپائیگانی) اسی صورت میں جواب دینا چاہئے جیسے اس نے سلام کیا ہو لیکن علیکم السلام کے جواب میں سلام علیکم کہنا چاہئے (مسئلہ ۱۱٤٦)،(خوئی) احتیاط واجب کی بناء پر اسی صورت میں جواب دینا چاہئے کہ جیسے اس نے سلام کیا ہو لیکن علیکم السلام کے جواب میں جس طرح چاہے جواب دے سکتا ہے۔

ہنسنا اور رونا:

۱۔اگر نماز گزار عمداً قہقہہ لگا کر ہنسے، تو اس کی نماز باطل ہے۔

۲۔مسکرانے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

۳۔اگر نماز گزار کسی دنیوی کام کے لئے عمداً آواز کے ساتھ، روئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

٤۔آواز کے بغیر رونے، خوف خدا یا آخرت کے لئے رونے سے، اگر چہ آواز کے

ساتھ ہو، نماز باطل نہیں ہوتی* (۱)

قبلہ کی طرف سے رخ موڑنا:

۱۔ اگر عمداًاس درجہ قبلہ سے رخ موڑ لے کہ کہا جائے وہ قبلہ رخ نہیں ہے، تو نماز باطل ہے۔

۲۔ اگر بھولے سے پورے رخ کو قبلہ کے دائیں یا بائیں طرف موڑ لے☆☆، تو احتیاط واجب ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے، لیکن اگر پوری طرح قبلہ کے دائیں یا بائیں طرف منحرف نہ ہوا ہو تو نماز صحیح ہے۔(۲)

نماز کی حالت کو توڑنا:

۱۔ اگر نماز گزار نماز کے دوران کوئی ایسا کام انجام دے جس سے نماز کی اتصالی حالت (ہیئت) ٹوٹ جائے ،مثلاً مبطلات نماز کا ساتواں اور آٹھواں نمبر، تالی بجانا اور اچھل کود کرنا وغیرہ، اگر چہ سہواً بھی ایسا کام انجام دے تو نماز باطل ہے۔(۳)

۲۔ اگر نماز کے دوران اس قدر خاموش ہو جائے کہ دیکھنے والے یہ کہیں کہ نماز نہیں پڑھ رہا ہے تو نماز باطل ہے۔(٤)

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۵۶مبطلات نماز کا ساتواں اور آٹھواں نمبر.

(۲)توضیح المسائل،م۱۱۳۱ (۳)توضیح المسائل،م۱۱۵۶.نویں مبطلات نماز

(٤)توضیح المسائل،م۱۱۵۲.

*(تمام مراجع)احتیاط واجب ہے کہ دنیوی کام کے لئے آواز کے بغیر بھی نہ روئے،(توضیح المسائل ص۲۰۹)

☆☆(گلپائیگانی)اگر سر کو قبلہ کے دائیں یا بائیں طرف موڑ لے اور عمدا ہو یا سہواً نماز باطل نہیں ہوگی۔لیکن مکروہ ہے.(م۱۱٤۰)

۳۔واجب نماز کوتوڑنا حرام ہے،مگر مجبوری کے عالم میں،جیسے درج ذیل مواقع پر:

*حفظ جان۔

*حفظ مال۔

*مالی اور جانی ضرر کو روکنے کے لئے۔

٤۔قرض کو ادا کرنے کے لئے نماز کو درج ذیل شرائط میں توڑ دے تو کوئی حرج نہیں

:

*قرضدار،قرض کو لینا چاہتا ہو۔

*نماز کا وقت تنگ نہ ہو،یعنی قرض ادا کرنے کے بعد نماز کو بصورت ادا پڑھ سکے۔

* نماز کی حالت میں قرض کوادا نہ کرسکتا ہو۔(۱)

۵ ۔ بے اہمیت مال کے لئے نماز کوتوڑنا مکروہ ہے۔(۲)

وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ ہیں:

۱۔آنکھیں بند کرنا۔

۲ ۔انگلیوں اور ہاتھوں سے کھیلنا۔

۳ ۔حمد یا سورہ یا ذکر پڑھتے ہوئے،کسی کی بات سننے کے لئے خاموش رہنا.

٤ ۔ ہر وہ کام انجام دینا جوخضوع وخشوع کوتوڑنے کا سبب بنے۔

۵ ۔رخ کوتھوڑا سا دائیں یا بائیں پھیرنا (چونکہ زیادہ پھیرنا نماز کو باطل کرتا ہے)۔(۳)

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۱۵۹ تا۱۱٦۱.

(۲)توضیح المسائل،م۱۱٦۰.

(۳)توضیح المسائل،م۱۱۵۷

سبق۲۱: کا خلاصہ

۱۔درج ذیل امور نماز کو باطل کر دیتے ہیں:

* کھانا اور پینا.

* بات کرنا.

* ہنسنا.

* رونا.

*قبلہ سے رخ موڑنا۔

* ارکان نماز میں کمی وبیشی کرنا۔

نماز کی حالت کو توڑنا۔

۲ ۔نماز میں بات کرنا، اگر چہ دو حرف والا ایک لفظ بھی ہو، نماز کو باطل کر دیتا ہے.

۳ ۔قہقہہ لگا کر ہنسنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

٤ ۔ بلند آواز میں دنیوی امور کے لئے رونا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

٥ ۔اگر نماز گزار اپنے رخ کو پوری طرح دائیں یا بائیں طرف موڑ لے یا پشت بہ قبلہ کرے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

٦ ۔ اگر نماز گزار ایسا کام کرے جس سے نماز کی حالت (ہیئت) ٹوٹ جائے تو، نماز باطل ہے۔

۷۔حفظ جان و مال اور قرض کو ادا کرنے کے لئے، جب قرضدار قرض کا تقاضا کرے اور وقت نماز میں وسعت ہو اور نماز کی حالت میں قرض ادا نہ کرسکتا ہو، نماز کو توڑنا اشکال نہیں ہے۔

(؟) سوالات:

۱۔کن امور سے نماز باطل ہوجاتی ہے؟

۲۔اگر کوئی شخص نماز گزار کو نماز کی حالت میں سلام کرے تو اس کا فریضہ کیا ہے؟

۳۔کس طرح کا ہنسنا اور رونا نماز کو باطل کر دیتا ہے؟

٤۔اگر نماز گزار متوجہ ہوجائے کہ ایک بچہ بخاری (ہیٹر سے مشابہ ایک چیز ہے) کے نزدیک جارہاہے اور ممکن ہے اس کا بدن جل جائے، کیا نماز کو توڑسکتا ہے؟

٥۔ایک مسافر نماز کی حالت میں متوجہ ہوتا ہے کہ ریل گاڑی حرکت کرنے کے لئے تیار ہے کیا وہ ریل کو پکڑنے کے لئے نماز کو توڑسکتا ہے؟

سبق نمبر ۲۲

اذان، اقامت اور نماز کا ترجمہ

اذان و اقامت کا ترجمہ:

*اَللهُ اَكْبَر

خدا سب سے بڑا ہے۔

*اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا الله

میں گواہی دیتا ہوں کہ پروردگار کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔

*اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللهِ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے پیغمبر ہیں

*اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيُّ اللهِ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ علی علیہ السلام مومنوں کے امیر اور لوگوں پر خدا کے ولی ہیں۔

*حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ.

نماز کی طرف جلدی کرو

*حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ.

کامیابی کی طرف جلدی کرو۔

*حَیَّ عَلیٰ خَیْرِ الْعَمَلِ

بہترین کام کی طرف جلدی کرو۔

*قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ

نماز قائم ہوگئی

*اَللّٰہُ اَکْبَر

خدا سب سے بڑا ہے۔

*لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

پروردگار عالم کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔

نماز کا ترجمہ:

تکبیرۃ الاحرام:

*اَللّٰہُ اَکْبَر

خدا سب سے بڑا ہے۔

حمد:

*بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

خداوند رحمن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں

*اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ ۝
سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے۔

*الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ ۝
وہ عظیم اور دائمی رحمتوں والا ہے۔

*مَالِكِ يَوْمِ الدِّینِ ۝
روز قیامت کا مالک ومختار ہے۔

*اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِینُ ۝
پروردگارا.ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں:

*اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِینَ نْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۝
ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ، جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں.

*غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْھِمْ وَلاَ الضَّالِّینَ (۝)
ان کا راستہ نہیں، جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بھکے ہوئے ہیں:

سورہ:

*بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خداوند رحمن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

اے رسول: ! کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ

اللہ برحق اور بے نیاز ہے۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ

اس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ والد۔

*وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.

اور نہ اس کا کوئی کفو وہمسر ہے۔

ذکر رکوع:

*سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهٖ

اپنے پروردگار کی ستائس کرتا ہوں اور اسے آراستہ جانتا ہوں۔

ذکر سجود:

*سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ

اپنے پروردگار کی (جو سب سے بلند ہے) ستائش کرتا ہوں اور آراستہ جانتا ہوں

تسبیحات اربعہ:

*سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَر

خداوند عالم پاک اور منزہ ہے، تمام تعریفیں خدا سے مخصوص ہیں پروردگار عالم کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور خدا سب سے بڑا ہے۔

تشہد:

* أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه

میں گواہی دیتا ہوں کہ پروردگار کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

*وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد بندہ اور خدا کا بھیجا ہوا (رسول) ہے۔

*أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ .

خداوندا!: محمد اور ان کے خاندان پر درود بھیج۔

سلام:

*اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه.

درود اور خدا کی رحمت و برکات ہو آپ پر اے پیغمبر اکرم!

* اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ.

درود وسلام ہو ہم (نماز گزاروں) پر اور خدا کے شائستہ بندوں پر۔

* اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ.

سلام اور خدا کی رحمت و برکت آپ پر ہو۔

(؟) سوالات:

۱۔ اس جملہ کا ترجمہ کیجئے جو اقامت میں موجود ہے لیکن اذان میں نہیں ہے؟

۲۔ تسبیحات اربعہ کا ترجمہ کیجئے؟

۳۔ سبق میں مذکررہ سورہ کے علاوہ قرآن مجید سے ایک چھوٹے سورہ کو انتخاب کر کے اس کا ترجمہ کیجئے؟

۴۔ نماز کے پہلے اور آخری جملہ کا ترجمہ کیا ہے؟

۵۔ تکراری جملوں کو حذف کرنے کے بعد نماز کے کل جملوں کی تعداد (اذان واقامت کے علاوہ) کتنی ہے؟

سبق نمبر ۲۳، ۲٤

شکیات نماز

بعض اوقات ممکن ہے نماز گزار، نماز کے کسی حصے کوانجام دینے کے بارے میں شک کرے، مثلاً نہیں جانتا کہ اس نے تشہد پڑھا ہے یا نہیں، ایک سجدہ بجالا یا ہے یا دو سجدے، بعض اوقات نماز کی رکعتوں میں شک کرتا ہے، مثلاً نہیں جانتا اس وقت تیسری رکعت پڑھ رہا ہے یا چوتھی۔

نماز میں شک کے بارے میں کچھ خاص احکام ہیں اور ان سب کا اس مختصر کتاب میں بیان کرنا امکان سے خارج ہے، لیکن خلاصہ کے طور پر اقسام شک اور ان کے احکام بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

نماز میں شک کی قسمیں (۱):

۱۔ نماز کے اجزاء میں شک:

الف: اگر نماز کے اجزاء کو بجالانے میں شک کرے، یعنی نہیں جانتا ہو کہ اس جزء کو بجالایا ہے یا نہیں، اگر اس کے بعد والا جزء ابھی شروع نہ کیا ہو، یعنی ابھی فراموش شدہ جزء کی جگہ سے نہ گزرا ہو تو اسے بجالانا چاہئے۔ لیکن اگر دوسرے جزء میں داخل ہونے کے بعد شک پیش آئے، یعنی محل شک جزء کی جگہ سے گزر گیا ہو، تو

ایسے شک پر اعتبار کئے بغیر نماز کو جاری رکھے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

....

(۱) تحریر الوسیلہ، ج۱،ص۱۹۸و۲۰۰

ب: اگر نماز کے کسی جزء کے صحیح ہونے میں شک کرے، یعنی نہ جانتا ہو کہ نماز کے جس جزء کو بجالایا ہے، صحیح بجالایا ہے، یا نہیں، اس صورت میں شک کے بارے میں اعتنا نہ کرے اور اس جزء کو صحیح مان کر نماز جاری رکھے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

۲۔ رکعتوں میں شک

وہ شک جو نماز کو باطل کرتے ہیں ():

۱۔ اگر دو رکعتی یا سہ رکعتی نماز جیسے صبح کی نماز یا مغرب کی نماز میں، رکعتوں میں شک پیش آئے تو نماز باطل ہے۔

۲۔ ایک اور ایک سے زیادہ رکعتوں میں شک کرنا، یعنی اگر شک کرے ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ، نماز باطل ہے۔

۳۔ اگر نماز کے دوران یہ نہ جانتا ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے تو اسکی نماز باطل ہے۔

* وہ شک جن کی پروانہ کرنی چاہئے: (۲)

۱۔ مستحبی نمازوں میں

۲۔نماز جماعت میں۔ان دونوں کی وضاحت بعد میں کی جائے گی۔

۳۔سلام کے بعد اگر نماز تمام کرنے کے بعد اس کی رکعتوں یا اجزاء میں شک ہوجائے تو ضروری نہیں ہے،نماز کو دوبارہ پڑھیں۔

٤۔اگر نماز کا وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ نماز پڑھی یا نہیں؟ تو نماز کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

....

(۱)توضیح المسائل م ۱۱٦٥.

(۲)توضیح المسائل م ۱۱٦۸.

*نماز کی رکعتوں میں شک کے اور مواقع ہیں چونکہ ان کا اتفاق کم ہوتا ہے لہٰذا ان کے بیان سے چشم پوشی کرتے ہیں مزید وضاحت کے لئے توضیح المسائل ۱۱٦٥ تا ۱۲۰۰ ملاحظہ کیجئے.

چار رکعتی نماز میں شک (۱)

شک	قیام کی حالت میں	رکوع میں	رکوع کے بعد	سجدہ میں
سجدوں کے بعد	بیٹھنے کی حالت میں	نماز صحیح ہونے پر	نماز گزار کا فریضہ	

۲ اور ۳ میں شک باطل باطل باطل باطل* صحیح تین پر بنا رکھ
کراورایک رکعت نماز پڑھے اور سلام پھیرنے
کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہوکر یا دو رکعت بیٹھ کر
بجالائے۔(☆☆)
۲ اور ٤ میں شک باطل باطل باطل باطل صحیح چار پر بنا رکھ کر
نماز تمام کرے اور اس کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہوکر پڑھے۔
۳ اور ٤ میں شک صحیح صحیح صحیح صحیح صحیح چار پر بنا رکھ کر
نماز تمام کرنے کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہوکر یا دو رکعت بیٹھ کر
بجالائے۔
٤ اور ٥ میں شک صحیح باطل باطل باطل صحیح اگر قیام کی
حالت میں شک پیش آئے، رکوع کئے بغیر بیٹھ جائے
اور نماز تمام کرکے ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہوکر یا دو رکعت بیٹھ کر
پڑھے۔☆☆☆ اور اگر بیٹھے ہوئے
شک پیش آئے تو چار پر بنا رکھ کر نماز تمام کرکے دو سجدہ سہو بجالائے۔

....

(۱) توضیح المسائل، م ۱۱۹۹، العروۃ الوثقیٰ ج ۲ س ۲۰ م ۳.

*حضرت آیت اللہ خوئی کے فتوی کے مطابق اگر ذکر سجدہ کے بعد شک پیش آئے اور حضرت آیت اللہ گلپا یئگانی کے فتوی کے مطابق اگر شک ذکر واجب کے بعد پیش آئے تو شک کا حکم وہی ہے جو بیٹھنے کی حالت میں ہے. (مسئلہ ۱۱۹۹)

☆☆ (اراکی ۔ خوئی) احتیاط واجب کی بنا بر پر کھڑے ہو کر پڑھے (م ۱۱۹۱)

(گلپا یئگانی) ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھے ۔ (م ۱۲۰۸)

☆☆☆ (گلپا یئگانی) اس صورت میں احتیاط لازم ہے کہ نماز کے بعد احتیاط کے طور پر دو سجدہ سہو بجالائے ۔ (مسئلہ ۱۲۰۸)

یاد دہانی:

۱۔ جو کچھ نماز میں پڑھا یا انجام دیا جاتا ہے وہ نماز کا حصہ یا ایک جزء ہے۔

۲۔ اگر نماز گزار شک کرے کہ نماز کے کسی جزء کو پڑھا ہے یا نہیں، مثلاً شک کرے کہ دوسرا سجدہ بجالایا ہے یا نہیں، اگر دوسرے جزء میں داخل نہ ہوا ہو تو اس جزو کو بجالانا چاہیئے، لیکن اگر بعد والے جزو میں داخل ہوا ہو تو شک کی پروانہ کرے، اس لحاظ سے اگر مثلاً، بیٹھے ہوئے، تشہد کو شروع کرنے سے پہلے شک کرے کہ ایک

سجدہ بجالایا ہے یا دو،تو ایک اور سجدہ کو بجالانا چاہئے۔لیکن اگرتشہد کے دوران یا کھڑے ہونے کے بعد شک کرے،تو ضروری نہیں ہے کہ سجدہ کو بجالائے بلکہ نماز کو جاری رکھے اوراس کی نماز صحیح ہے۔

٣۔نماز کے اجزاء میں سے کسی جزءکو بجالانے کے بعد شک کرے،مثلاً حمد یا اس کے ایک لفظ کو پڑھنے کے بعد شک کرے کہ صحیح بجالایا ہے یانہیں،اس شک پرتوجہ نہ کرے اورضروری نہیں اس کودوبارہ بجالائے ، بلکہ نماز کوجاری رکھے،صحیح ہے۔

٤۔اگر مستحبی نمازوں کی رکعتوں میں شک کرے،تو دو پر بنا رکھنا چاہئے چونکہ نماز وتر کے علاوہ تمام مستحبی نمازیں دورکعتی ہیں،اگران میں ایک اوردو یا دواور بیشتر میں شک پیش آئےتو دو پر بنا رکھے،نماز صحیح ہے۔

٥۔ نماز جماعت میں، اگر امام جماعت شک کرے لیکن ماموم کو شک نہ ہوتو مثلاً اللہ اکبر کہہ کر

امام کومطلع کرے،امام جماعت کواپنے شک پر اعتنانہیں کرنا چاہئے،اوراسی طرح اگر ماموم نے شک کیا لیکن امام جماعت شک نہ کرے،تو جس طرح امام جماعت نماز کوانجام دے ماموم کوبھی اسی طرح عمل کرنا چاہئے اورنماز صحیح ہے۔

٦۔اگرنماز کو باطل کرنے والے شکیات میں سے کوئی شک پیش آئے ،تو تھوڑی سی

فکرکرنی چاۓ اوراگرکچھ یادنہ آیااورشک باقی رہاتونمازکوتوڑکردوبارہ شروع کرنا چاہیۓ۔

نمازاحتیاط:

۱۔جن مواقع پرنمازاحتیاط واجب ہوتی ہے، جیسے ۳ اور ٤ میں شک وغیرہ سلام پھیرنے کے بعدنماز کی حالت کوتوڑے بغیراورکسی مبطل نمازکوانجام دۓ بغیر اٹھنا چاہیۓ اوراذان واقامت کہے بغیرتکبیرکہہ کرنمازاحتیاط پڑھے۔

نمازاحتیاط اوردیگرنمازوں میں فرق:

* اس کی نیت کوزبان پرنہیں لاناچاہیۓ۔

* اس میں سورہ اورقنوت نہیں ہے۔(گرچہ دورکعتی بھی ہو)

حمدکوآہستہ پڑھناچاہیۓ۔(احتیاط واجب کی بناپر)

۲۔اگرنما* احتیاط ایک رکعت واجب ہو،تو دونوں سجدوں کے بعد،تشہدپڑھ کر سلام پھیردے اوراگردورکعت واجب ہوتوپہلی رکعت میں تشہداورسلام نہ پڑھے بلکہ ایک اوررکعت (تکبیرۃ الاحرام کے بغیر) پڑھے اوردوسری رکعت کے اختتام پرتشہدپڑھنے کے بعدسلام پڑھے۔(۱)

....

(۱) توضیح المسائل م ۱۲۱۵-۱۲۱٦.

*گلپایگانی۔خوئی) سورہ حمد کو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔(مسئلہ ۱۲۲۵)

سجدہ سہو:

۱۔جن مواقع پر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، جیسے بیٹھنے کی حالت میں ٤ اور ٥ کے درمیان شک کی صورت میں تو نماز کا سلام پھیرنے کے بعد سجدہ میں جائے اور کہے: بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ بلکہ بہتر ہے اس طرح کہے:

بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه.*

اس کے بعد بیٹھے اور دوبارہ سجدہ میں جاکر مذکورہ ذکروں میں سے ایک کو پڑھے اس کے بعد بیٹھے اور تشہد پڑھ کے سلام پھیر دے۔(۱)

۲۔سجدۂ سہو میں تکبیرۃ الاحرام نہیں ہے۔

....

(۱) توضیح المسائل، م۱۲۵۰

*(خوئی) احتیاط واجب ہے دوسرا جملہ پڑھا جائے.(مسئلہ ۱۳۵۹)

سبق ۲۳ و ۲٤ کا خلاصہ

۱۔اگر نماز گزار نماز کے بعد والے جزء میں داخل ہونے سے قبل پہلے والے جزء کے بارے میں شک کرے تو اسے پہلا والا جزء بجالا نا ضروری ہے۔

۲۔اگر محل کے گزرنے کے بعد نماز کے کسی جزء کے بارے میں شک کرے تو اس کی پروانہ کرے۔

۳۔اگر نماز کے کسی جزء کے صحیح ہونے کے بارے میں شک کرے تو اس پر اعتنا نہ کرے۔

٤۔اگر دو رکعتی یا تین رکعتی نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک ہوجائے تو نماز باطل ہے۔

٥۔درج ذیل مواقع میں شک پر اعتنا نہیں کیا جا سکتا:

مستحبی نمازوں میں

* نماز جماعت میں

* نماز کا سلام پھیرنے کے بعد

* نماز کا وقت گزرنے کے بعد۔

٦۔جن مواقع پر رکعتوں میں شک کرنا نماز کو باطل نہیں کرتا، اگر شک کا بیشتر طرف

چار سے زائد نہ ہو تو بیشتر پر بنا رکھا جائے۔

۷۔ نماز احتیاط نماز کی احتمالی کمی کی تلافی ہے، پس ۳ اور ٤ کے درمیان شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھی جائے اور ۲ اور ٤ کے درمیان شک کی صورت میں دو رکعت نماز احتیاط پڑھی جائے۔

۸۔ نماز احتیاط اور دیگر نمازوں کے درمیان حسب ذیل فرق ہے:

* نیت کو زبان پر نہ لایا جائے۔

* سورہ اور قنوت نہیں ہے۔

* حمد کو آہستہ پڑھا جائے۔

۹۔ سجدہ سہو کو نماز کے فوراً بعد بجالانا چاہئے اور دو سجدے ایک ساتھ میں، اس میں تکبیرۃ الاحرام نہیں ہے۔

(؟) سوالات:

۱۔ اگر نماز گزار تسبیحات اربعہ کے پڑھتے وقت شک کرے کہ تشہد کو پڑھا ہے یا نہیں تو اس کا حکم کیا ہے؟

۲۔ اجزائے نماز میں شک کی چار مثالیں بیان کیجئے؟

۳۔ اگر صبح یا مغرب کی نماز میں رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہو جائے تو

فریضہ کیا ہے؟

٤۔اگر چار رکعتی نماز کے رکوع میں شک کرے کہ تیسری رکعت ہے یا چوتھی تو حکم کیا ہے؟

٥۔اگر کوئی شخص ٤ بجے بعد از ظہر شک کرے کہ نماز ظہر وعصر پڑھی ہے یا نہیں تو اس کا فریضہ کیا ہے؟

٦۔جو شخص تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد شک کرے کہ صحیح کہا ہے یا نہیں تو اس کا فریضہ کیا ہے؟

٧۔اگر قیام کی حالت میں ٤ اور ٥ کے درمیان شک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

٨۔کیا آپ جانتے ہیں کہ نماز احتیاط میں کیوں حمد کو آہستہ پڑھنا چاہیئے؟

٩۔کیا آپ کو آج تک کبھی نماز میں کوئی شک پیش آیا ہے؟ اگر جواب مثبت ہو تو وضاحت کیجیئے کہ پھر کیسے عمل کیا ہے؟

١٠۔سجدۂ سہو کو بجالانے کی کیفیت بیان کیجیئے؟

سبق نمبر ۲۵

مسافر کی نماز

انسان کو سفر میں چار رکعتی نمازوں کو دو رکعتی (قصر) بجالانا چاہئے، بشرطیکہ اس کا سفر ۸ فرسخ یعنی تقریباً ۴۵ کیلومیٹر سے کم نہ ہو۔(۱)

چند مسائل:

۱۔اگر مسافر ایسی جگہ سے سفر پر نکلے، جہاں پر اس کی نماز تمام ہو،* جیسے وطن اور کم از کم چار فرسخ جاکر چار فرسخ واپس آجائے تو اس سفر میں بھی اس کی نماز قصر ہے۔(۲)

۲۔مسافرت پر جانے والے شخص کو اس وقت نماز قصر پڑھنی چاہئے جب کم از کم وہ اتنا دور پہنچے کہ اس جگہ کی دیوار کو نہ دیکھ سکے☆☆ اور وہاں کی اذان کو بھی نہ سن سکے۔☆☆☆ اگر اتنی مقدار دور ہونے سے پہلے نماز پڑھنا چاہے تو تمام پڑھے۔(۳)

....

(۱) توضیح المسائل، ص ۱۷۳، نماز مسافر.

(۲) توضیح المسائل، م ۱۲۷۲و۱۲۷۳.

(۳) توضیح المسائل، نماز مسافر آٹھویں شرط.

* چار رکعتی نماز کو دو رکعتی کے مقابلہ میں نماز کو تمام کہتے ہیں.

☆☆اس فاصلہ کو حد ترخص کہتے ہیں

☆☆☆ (خوئی۔ اراکی) اس قدر دور چلا جائے کہ وہاں کی اذان نہ سن سکے اور دہاں کے باشندے اس کو نہ دیکھ سکیں۔ اس کی علامت یہ ہے کہ وہ وہاں کے باشندوں کو نہ دیکھ سکے۔(م۱۲۹۲)

۳۔ اگر مسافر ایک جگہ سے سفر شروع کرے، ز جہاں نہ مکان ہو اور نہ کوئی دیوار، جب وہ ایک ایسی جگہ پر پہنچے کہ اگر اس کی دیوار ہوتی تو وہاں سے نہ دیکھی جاسکتی، تو نماز کو قصر پڑھے۔(۱)

٤۔ اگر مسافر ایک ایسی جگہ جانا چاہتا ہو، جہاں تک پہنچنے کے دو راستے ہوں، ان میں سے ایک راستہ ۸ فرسخ سے کم اور دوسرا راستہ ۸ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو، تو ۸ فرسخ یا اس سے زیادہ والے راستے سے جانے کی صورت میں نماز قصر پڑھے اور اگر اس راستے سے جائے جو ۸ فرسخ سے کم ہے، تو نماز تمام یعنی چار رکعتی پڑھے۔(۲)

سفر میں نماز پوری پڑھنے کے مواقع

درج ذیل مواقع پر سفر میں نماز پوری پڑھنی چاہیئے

۱۔آٹھ فرسخ طے کرنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے یا ایک جگہ پر دس دن ٹھہرے۔

۲۔پہلے سے قصد وارادہ نہ کیا ہو کہ آٹھ فرسخ تک سفر کرے اور اس سفر کو قصد کے بغیر طے کیا ہو، جیسے کوئی کسی گم شدہ کو ڈھونڈنے نکلتا ہے۔

۳۔درمیان راہ، سفر کے قصد کو توڑ دے، یعنی چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے آگے بڑھنے سے منصرف ہو جائے اور واپس لوٹے۔

٤۔جس کا مشغلہ مسافرت ہو، جیسے ریل اور شہر سے باہر جانے والی گاڑیوں کے ڈرائیور، ہوائی جہاز کے پائیلٹ اور کشتی کے ناخدا (اگر سفر ان کا مشغلہ ہو)۔

٥۔جس کا سفر حرام ہو، جیسے، وہ سفر جو ماں باپ کے لئے اذیت وآزار کا باعث بنے۔(۳)

....

(۱) توضیح المسائل، م۱۳۲۱

(۲) توضیح المسائل م۱۲۷۹

(۳) توضیح المسائل، نماز مسافر.

* (اراکی ۔خوئی) جہاں کوئی سکونت نہیں کرتا، اگر ایسی جگہ پر پہنچے جہاں اگر سکونت کرنے والے ہوتے تو انھیں نہ دیکھ سکتے.

درج ذیل جگہوں پر نماز تمام ہے:

۱۔وطن میں۔

۲۔اس جگہ پر جہاں جانتا ہے یا پہلے سے طے ہے کہ دس دن وہاں پر ٹھہرے گا۔

۳۔اس جگہ پر جہاں پر تیس دن شک وتذبذب میں گزارے ہوں،یعنی نہیں جانتا تھا کہ ٹھہرے گا یا چلا جائے گا اور اسی حالت میں وہاں پر تیس دن رہا اور کہیں گیا بھی نہیں،اس صورت میں تیس دن گزارنے کے بعد نماز کو تمام پڑھے۔(۱)

وطن کہاں پر ہے؟

۱۔وطن،وہ جگہ ہے جسے انسان نے اپنی رہائش اور زندگی گزارنے کے لئے انتخاب کیا ہو،خواہ وہ وہاں پر پیدا ہوا ہو اور وہ اس کے ماں باپ کا وطن ہو، یا خود اس نے اس جگہ کو زندگی گزارنے کے لئے اختیار کیا ہو۔(۲)

۲۔جب تک انسان اپنے وطن کے علاوہ کسی اور جگہ کو ہمیشہ رہنے کی غرض سے قصد نہ کرے،وہ اس کے لئے وطن شمار نہیں ہوگا۔(۳) *

۳۔اگر کوئی شخص ایک ایسی جگہ پر کچھ مدت رہائش کا قصد کرے، جو اس کا اصل

وطن نہیں ہے اور اس کے بعد کسی دوسری جگہ چلا جائے، تو وہ اس کے لئے وطن شمار نہیں ہوگا، جیسے طالب علم، جو تحصیل علم کے

....

(١) توضیح المسائل، شرط چہارم ومسئلہ ١٣٢٨۔ ١٣٣٥۔ ١٣٥٣

(٢) توضیح المسائل م، ١٣٢٩.

(٣) توضیح المسائل، م١٣٣١.

* (گلپائیگانی۔خوئی) جس جگہ کو انسان اپنی رہائش قرار دے اور وہاں کے رہنے والوں کی طرح وہاں پر زندگی بسر کرے، اگر اس کے لئے کوئی مسافرت پیش آئے اور اس کے بعد اسی جگہ واپس لوٹے، اگر چہ وہاں پر ہمیشہ رہنے کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو، اس کے لئے وطن حساب ہوگا.(مسئلہ ١٣٤٠)

لئے کچھ مدت تک کسی شہر میں رہتا ہے۔(١)

٤۔ اگر کوئی شخص ہمیشہ رہائش کے قصد کے بغیر ایک جگہ پر اتنی مدت تک سکونت کرے کہ لوگ اسے وہاں کا ساکن سمجھ لیں، تو وہ جگہ اس کے لئے وطن کا حکم رکھتی ہے۔(٢)

٥۔ اگر کوئی شخص ایک ایسی جگہ پر پہنچ جائے جو پہلے اس کا وطن تھا لیکن اس وقت

اسے نظر انداز کیا ہے، تو وہاں پر نماز کو تمام نہیں پڑھنا چاہیئے، اگر چہ کوئی دوسرا وطن بھی اپنے لئے اختیار نہ کیا ہو۔(۳)

٦۔مسافر سفر سے لوٹتے وقت جب اپنے وطن کی دیوار کو دیکھ لے ز اور وہاں کی اذان سن سکے تو نماز پوری پڑھنی چاہیئے۔(٤)

دس روز کا قصد:

١۔اگر کسی مسافر نے کہیں پر دس دن ٹھہرنے کا قصد کیا اور دس دن سے زیادہ وہاں پر ٹھہرا، تو دوبارہ سفر نہ کرنے تک نماز کو تمام پڑھے، ضروری نہیں ہے کہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کرے۔(٥)

٢۔اگر مسافر دس دن کے قصد سے منصرف ہو جائے:

الف: اگر چار رکعتی نماز کے پڑھنے سے پہلے منصرف ہو گیا ہو تو، اسے نماز قصر پڑھنی چاہیئے

ب: اگر ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد اپنے قصد سے منصرف ہو جائے تو جب تک وہاں رہے نماز کو تمام پڑھے۔(٦)

....

(١) توضیح المسائل، م ١٣٣٠.

(۲) توضیح المسائل م۱۳۳۱.

(۳) توضیح المسائل م۱۳۳٤.

(٤) توضیح المسائل، م۱۳۱۹.

(٥) توضیح المسائل، ۱۳٤۷.

(٦) توضیح المسائل، م۱۳٤۲.

* (اراکی) جب اہل وطن اسے دیکھیں اور وہ وہاں سے اذان سن سکے (خوئی) جب اپنے اہل وطن کو دیکھ لے اور وہاں کی اذان سن سکے (۱۳۲۰،۱)

جس مسافر نے نماز تمام پڑھی ہو:

الف: اگر نہ جانتا ہو کہ مسافر کو نماز قصر پڑھنی چاہیئے، تو جو نمازیں اس نے پڑھی ہیں وہ صحیح ہیں۔ (۱)

ب: حکم سفر کو جانتا تھا لیکن اس کے بعض جزئیات کو نہیں جانتا تھا یا نہیں جانتا تھا کہ مسافر ہے تو اسے پڑھی ہوئی نمازوں کو پھر سے پڑھنا چاہیئے۔ (۲)*

مسافر نہ ہونے کے باوجود نماز قصر پڑھی ہو تو:

جسے نماز تمام پڑھنی چاہیئے، اگر قصر پڑھے تو بہر صورت اس کی نماز باطل ہے۔ (۳) ☆☆

....

(۱)توضیح المسائل،م ۱۳۵۹

(۲)توضیح المسائل،م ۱۳۶۰۔۱۳۶۱۔۱۳۶۲

(۳)توضیح المسائل،م ۱۳۶۳

* (گلپائیگانی۔خوئی)اگر وقت گزرنے کے بعد جان لے تو قضا نہیں ہے۔(مسئلہ ۱۳۶۹)

☆☆(خوئی)مگر یہ کہ مسافر نے کسی جگہ پر دس دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہو اور حکم مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے نماز قصر پڑھی ہو۔(مسئلہ ۱۳۷۲)

سبق:۲۵ کا خلاصہ

۱۔انسان کو سفر میں چار رکعتی نمازوں کو دو رکعتی بجالانا چاہیئے بشرطیکہ اس کا سفر ۸ فرسخ سے کم نہ ہو۔

۲۔سفر میں اس وقت نماز کو قصر پڑھنا چاہیئے جب مسافر اتنا دور چلا ئے جائے کہ وہاں سے اس جگہ کی دیوار کو نہ دیکھ سکے اور وہاں کی اذان نہ سن سکے۔

۳۔اگر مسافر ایک ایسے محل سے اپنا سفر شروع کرے کہ اس کی کوئی دیوار نہ ہو، تو اسے فرض کرنا چاہیئے کہ اگر دیوار ہوتی تو کس مقام سے قابل دید نہ ہوتی۔

٤۔درج ذیل مواقع پر نماز تمام ہے:

* ٨ فرسخ کا سفر طے کرنے سے پہلے اپنے وطن میں پہنچ جائے۔

*جس سفر میں آٹھ فرسخ طے کرنے کا قصد نہ ہو۔

*جس کا مشغلہ مسافرت ہو، اس سفر میں جو اس کا شغل ہے۔

* جو حرام سفر انجام دے۔

٥۔اپنے وطن اور اس جگہ پر، جہاں دس دن ٹھہرنے کا قصد کیا جائے، نماز تمام ہے۔

٦۔وطن اس جگہ کو کہتے ہیں جسے انسان نے اپنی رہائش اور زندگی بسر کرنے کے لئے اختیار کیا ہو۔

٧۔جب تک انسان اپنے اصلی وطن کے علاوہ کسی اور جگہ پر ہمیشہ رہنے کا قصد نہ کرے، وہ جگہ اس کا وطن شمار نہیں ہوگی۔

٨۔مسافر اپنے وطن لوٹتے وقت جب ایسی جگہ پر پہنچ جائے کہ وہاں سے شہر کی دیوار کو دیکھ لے اور اس جگہ کی اذان کو سن سکے، تو اسے نماز تمام پڑھنی چاہئے۔

٩۔جو شخص نہیں جانتا کہ مسافر کی نماز قصر ہے اور نماز کو تمام بجالائے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اصل مسئلہ کو جانتا ہو اور بعض جزئیات کو نہ جاننے کی وجہ سے نماز کو تمام

بجالایا ہو،تونماز کودوبارہ بجالائے۔

۱۰۔ جسے نماز تمام پڑھنی چاہئے، اگر قصر پڑھے تو ہر حالت میں اس کی نماز باطل ہے۔

(؟) سوالات:

۱۔سفر کے دوران یومیہ نمازوں میں کم ہونے والی رکعتوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

۲۔ایک شخص اپنے گاؤں کے مشرق میں ۳۲ کلومیٹر کی دوری پر واقع ایک گاؤں کے لئے سفر کرتا ہے پھر وہاں سے ۵۰ کلومیٹر کی دوری پر مغرب میں واقع ایک اور گاؤں کی طرف سفر کرتا ہے اور پھر اپنے وطن کی طرف لوٹتا ہے۔ یہ بتایئے کہ اس کی نماز ان دو گاؤں اور درمیان راہ میں تمام ہے یا قصر؟

۳۔سرکاری ملازم اور فوجی افسر جو نوکری کی وجہ سے کئی سال ایک جگہ پر رہتے ہیں، کیا وہ جگہ ان کے لئے وطن شمار ہوتی ہے۔؟

۴۔کسی جگہ کے وطن ہونے کا معیار کیا ہے؟

۵۔ایک کسان جو اپنے گھر سے تین فرسخ کی دوری پر واقع کھیت پر روزانہ کھیتی باڑی کرنے جاتا ہے اور شام کو واپس گھر آتا ہے، اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

۶۔ایک شخص کسی کام کے سبب گاؤں سے شہر آیا ہے، واپس اپنے گاؤں جاتے

وقت اسے نماز تمام پڑھنی چاہئے یا قصر؟

۷۔ایک مسافر نے بھولے سے نماز تمام پڑھی ہے، کیا اس کی نماز صحیح ہے یا نہ؟

سبق نمبر ۲۶

قضا نماز

تیرھویں سبق میں بیان کیا گیا کہ قضا نماز، اس نماز کو کہتے ہیں جو وقت گزرنے کے بعد پڑھی جائے.

واجب نمازیں اپنے وقت پر پڑھنی چاہیئے، اگر کسی عذر کے بغیر اس سے کوئی نماز قضا ہوجائے تو وہ گناہگار ہے اور اسے توبہ کرنا چاہیئے اور اس کی قضا بھی بجالانا چاہیئے۔

۱۔ دو صورتوں میں نماز کی قضا بجالانا واجب ہے:

الف: واجب نماز وقت کے اندر نہ پڑھی گئی ہو۔

ب: وقت گزرنے کے بعد پتہ چلے کہ پڑھی گئی نماز باطل تھی۔(۱)

۲۔ جس کے ذمہ قضا نماز ہو، اسے اس کے پڑھنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے، لیکن اس کو فوری بجالانا واجب نہیں ہے۔(۲)

....

(۱) توضیح المسائل، م ۱۳۷۰۔۱۳۷۱

(۲) توضیح المسائل، م ۱۳۷۲

۳۔قضانماز کی نسبت انسان کی مختلف حالتیں:

* انسان جانتا ہے کہ اس کی کوئی قضا نماز نہیں ہے،تو کوئی چیز اس پر واجب نہیں ہے۔

* انسان شک میں ہے کہ اس کی کوئی نماز قضا ہوئی ہے یا نہیں،تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

* احتمال ہو کہ کوئی نماز قضا ہوئی ہے،تو مستحب ہے احتیاط کے طور پر اس نماز کی قضا بجالائے۔

جانتا ہو کہ قضا نماز اس کے ذمہ ہے لیکن ان کی تعداد نہیں جانتا ہو،مثلاً نہیں جانتا ہو کہ چار نمازیں تھیں یا پانچ،اس صورت میں کم تر کو پڑھے تو کافی ہے۔

* قضا نمازوں کی تعداد کو جانتا ہے،تو ان کو بجالانا چاہئے۔(۱)

٤۔یومیہ نمازوں کی قضا کو ترتیب سے پڑھنا ضروری نہیں ہے* مثلاً اگر کسی نے ایک دن عصر کی نماز اور دوسرے دن ظہر کی نماز نہ پڑھی ہو تو ضروری نہیں ہے پہلے عصر کی قضا پڑھے پھر ظہر کی۔(۲)

٥۔قضا نماز جماعت کے ساتھ بھی پڑھی جاسکتی ہے،خواہ امام جماعت کی نماز ادا ہو یا قضا اور ضروری نہیں ہے کہ امام و ماموم دونوں ایک ہی نماز پڑھتے ہوں،یعنی اگر

صبح کی قضا نماز کو امام کی ظہر یا عصر کی نماز کے ساتھ پڑھیں تو کوئی مشکل نہیں ہے۔(۳)

٦۔اگر کسی مسافر کی ظہر،عصر یا عشا کی نماز (جو اسے قصر پڑھنی تھی) قضا ہو جائے تو اسے اس کی قضا دو رکعتی پڑھنی چاہیے،اگر چہ اس قضا کو حضر میں بجالائے۔(٤)

٧۔سفر میں روزہ نہیں رکھے جاسکتے،حتی قضا روزے بھی ،لیکن قضا نماز سفر میں پڑھی جاسکتی ہے۔(٥)

....

(١)توضیح المسائل،م٤ ١٣٧و١٣٨٣.

(٢)توضیح المسائل،م١٣٧٥

(٣)توضیح المسائل،م١٣٨٨

(٤)توضیح المسائل،م١٣٦٨

(٥)تحریر الوسیلہ،ج١،ص٢٢٤،م٥ والعروۃ الوثقی،ج١،ص٧٣٢،م١٠

* (اراکی) ترتیب سے پڑھی جائے (مسئلہ ١٣٦٨)

٨۔اگر کوئی شخص سفر میں،حضر میں قضا ہوئی نماز کو بجالانا چاہیے تو وہ ظہر،عصر اور عشا کی قضا نمازوں کو چار رکعتی بجالائے۔(١)

۹۔قضا نماز کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے،یعنی صبح کی قضا نماز کوظہر یا رات میں پڑھاجاسکتاہے۔(۲)

باپ کی قضانماز:

۱۔جب تک انسان زندہ ہے، اگر نماز پڑھنے سے عاجز بھی ہو،کوئی دوسرا شخص اس کی نمازیں قضا کے طور پرنہیں پڑھ سکتا۔(۳)

۲۔باپ کے مرنے کے بعداس کی قضانمازیں اورروزے اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہیں، اسے چاہیئے اپنے باپ کی قضا نمازیں اورروزے بجالائے اور ماں کی قضاشدہ نمازیں اورروزے بجالانا احتیاط مستحب ہے.* (٤)

۳۔باپ کی قضانمازوں کے بارے میں بڑے بیٹے کی مختلف حالتیں:

الف: جانتاہے اسکے باپ کی قضانمازیں ہیں اور:

* ان کی تعداد بھی جانتاہے: توان کی قضا بجالائے۔

* ان کی تعدادکونہیں جانتا: توکم تر تعدادکو بجالائےتو کافی ہے۔

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۳٦۸

(۲)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۲۹۳،م۱،العروۃ الوثقی ،ج۱،ص٤۷۳،م۱۰

(۳)توضیح المسائل،م۱۳۸۷

(٤)توضیح المسائل،م۱۳۹۰

*(اراکی) ماں کی قضا نماز اور روزے بھی بجا لانا چاہئے (مسئلہ ۱۲۸۲) (گلپائیگانی)احتیاط واجب ہے کہ ماں کی قضا نمازیں اور روزے بھی بجالائے مسئلہ۱۳۹۹)

*شک رکھتا ہے کہ بجالایا ہے یا نہیں : تو احتیاط واجب کے طور پر قضا بجالائے۔(۱)

ب: شک رکھتا ہے کہ باپ کی کوئی نماز قضا تھی یا نہیں؟:تو اس پرکوئی چیز واجب نہیں ہے۔(۲)

٤۔اگر بیٹا اپنے ماں باپ کی قضا نمازیں بجالانا چاہتا ہوتو اسے اپنی تکلیف کے مطابق عمل کرنا چاہئے، یعنی صبح، مغرب اورعشا کی نماز کو بلند آوازے سے پڑھے۔(۳)

٥۔اگر بڑا بیٹا، اپنے باپ کی قضا نماز و روزہ بجالانے سے پہلے فوت ہوا تو دوسرے بیٹے پرکوئی چیز واجب نہیں ہے۔(٤)*

....

(١)توضیح المسائل،م۱۳۹۰-۱۳۹۲

(٢)توضیح المسائل،م۱۲۹۱

(٣)توضیح المسائل،م۱۳۹۵.

(٤)توضیح المسائل،م۱۳۹۸

* (گلپائیگانی) اگر باپ اور بیٹے کی وفات کے درمیان اتنا فاصلہ گزرا ہو کہ بیٹا باپ کی قضا نماز اور روزہ بجالا سکتا تھا، تو دوسرے بیٹے پر کوئی چیز واجب نہیں ہے، البتہ اگر یہ فاصلہ زیادہ نہ تھا تو احتیاط واجب کے طور پر دوسرے بیٹے کو باپ کی قضا نماز و روزہ بجالانا چاہئے۔(مسئلہ ١٤٠٧)

سبق:٢٦ کا خلاصہ

١۔باطل اور قضا نمازوں کی قضا واجب ہے۔

٢۔اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو کہ اس کی کوئی نماز قضا ہوئی ہے یا نہیں، تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔

٣۔اگر جانتا ہو کہ نماز قضا ہوئی ہے لیکن اس کی مقدار نہ جانتا ہو تو کم تر مقدار کو بجالائے، کافی ہے۔

٤۔قضا نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔

۵۔قضا نماز کو ہر وقت بجالا یا جاسکتا ہے،خواہ شب ہو یا دن،سفر میں ہو یا حضر میں۔

٦۔باپ کے مرنے کے بعداس کے بڑے بیٹے پراس کی قضا نمازیں اورروزے واجب ہیں۔

۷۔اگر بیٹا نہ جانتا ہوکہ باپ کی کوئی نماز قضا ہوئی ہے یا نہیں،تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

۸۔اگرکسی کا کوئی بیٹا نہ ہو یا بڑا بیٹا باپ کی قضا نمازیں اورروزے بجالانے سے پہلے مرگیاہوتواس کی قضا نمازیں اورروزےکسی دوسرے بیٹے پرواجب نہیں ہیں۔

(؟)سوالات:

١۔اداوراورقضا نماز میں کیا فرق ہے؟

٢۔جسے یہ معلوم ہوکہ اس کی کچھ نمازیں قضا ہوئی ہیں،لیکن ان کی تعداد نہ جانتا ہوتو اس کا فرض کیا ہے؟

٣۔اگرکوئی شخص نماز ظہر وعصر کے بعد صبح کی قضا نماز بجالانا چاہےتو کیا اسے قرأت بلند پڑھنی چاہئے یا آہستہ؟

٤۔ایک بیٹا یہ نہیں جانتا کہ اس کے باپ کی کوئی قضا نماز ہے کہ نہیں اوراس کے باپ نے بھی اسے کچھ نہیں کہا ہے،اس کا فرض کیا ہے؟

سبق نمبر ۲۷

نماز جماعت

ملت اسلامیہ کا اتحاد، ان مسائل میں سے ہے جن کی اسلام میں انتہائی اہمیت ہے اور اس کے تحفظ اور جاری رہنے کے لئے خاص منصوبے مرتب کئے گئے ہیں، انھیں میں سے ایک نماز جماعت ہے۔

نماز جماعت میں خاص شرائط کا حامل ایک شخص، آگے کھڑا ہوتا ہے اور باقی لوگ صفوں میں منظم ہوکر اس کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ہم آہنگ نماز بجالاتے ہیں۔

نماز جماعت کی اہمیت:

نماز جماعت کی اہمیت اور اس کے اجر وثواب کے سلسلے میں بہت سی احادیث اور روایات موجود ہیں۔ یہاں پر ہم اس عبادت کی اہمیت کے پیش نظر چند ایک روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔نماز جماعت میں شرکت کرنا ہر ایک کے لئے مستحب ہے، خاص کر مسجد کے ہمسایوں کے لئے۔(۱)

۲۔مستحب ہے انسان انتظار کرے، تاکہ نماز با جماعت بجالائے۔

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۳۹۹

۳۔ تاخیر سے پڑھی جانے والی نماز جماعت اول وقت کی فرادیٰ نماز سے بہتر ہے۔

٤۔طولانی فرادیٰ نماز مختصر نماز جماعت سے بہتر ہے۔(۱)

٥۔کسی عذر کے بغیر نماز جماعت کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

٦۔لا پروائی کی وجہ سے نماز جماعت میں شریک نہ ہونا جائز نہیں ہے۔(۲)

نماز جماعت کے شرائط:

نماز جماعت کے سلسلے میں درج ذیل شرائط کی رعایت ضروری ہے:

۱ ماموم کو امام سے آگے کھڑا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ احتیاط واجب کی بناء پر تھوڑا سا پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے

جماعت کے بغیر انفرادی طور پر پڑھی جانے والی نماز کو فرادیٰ کہتے ہیں۔

۲۔امام جماعت کی جگہ ماموین کی جگہ سے اونچی نہیں ہونی چاہیئے۔

۳۔ امام اور ماموین کے درمیان اور خود نمازیوں کی صفوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیئے۔

٤۔امام، ماموین اورنمازیوں کی صفوں کے درمیان دیوار یا پردہ جیسی چیز مانع نہیں ہونی چاہئے۔لیکن مرداورعورتوں کے درمیان پردہ نصب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(٣)

امام جماعت کو بالغ وعادل ہونا چاہئے اورنماز کو صحیح طور پر پڑھنا چاہئے۔(٤)

....

(١)توضیح المسائل،م١٤٠٢.

(٢)توضیح المسائل،م١٤٠١.

(٣)العروۃ الوثقی،ج١،ص٧٧٧.

(٤)توضیح المسائل،م١٤٥٣

نماز جماعت میں شرکت کرنا(اقتدا کرنا)

ہر رکعت میں قرأت زاوررکوع کے دوران امام جماعت کی اقتداء کی جاسکتی ہے،لہٰذااگررکوع میں امام جماعت کی اقتداءنہ کرسکےتو دوسری رکعت میں اقتداء کرنا چاہئے اوراگرصرف رکوع میں امام جماعت کی اقتداءکرسکےتو ایک رکعت شمار ہوگی۔

نماز جماعت میں شامل ہونے کی مختلف حالتیں:

پہلی رکعت:

۱۔قرأت کے دوران ۔۔۔ماموم حمد وسورہ کو پڑھے بغیر باقی اعمال کوامام جماعت کے ساتھ انجام دے۔

۲ ۔رکوع میں:۔۔۔رکوع اور باقی اعمال کوامام جماعت کے ساتھ انجام دے(۱)

دوسری رکعت:

۱۔قرأت کے دوران ۔۔۔۔ماموم حمداورسورہ کو پڑھے بغیر امام کے ساتھ قنوت، رکوع اورسجدہ بجالائے اور جب امام جماعت تشہد پڑھنے لگےتو ماموم احتیاط وا جب کےطور پرذرا جھک کر بیٹھےاورامام کی نماز دورکعتی ہونے کی صورت میں ایک رکعت کوفرادیٰ انجام دے اورنماز کومکمل کرے اوراگرامام کی نماز تین یا چار رکعتی ہوتو اس کی دوسری رکعت میں جب کہ امام جماعت کی تیسری رکعت ہے،حمد وسورہ پڑھے (اگر چہ امام جماعت تسبیحات اربعہ پڑھ رہا ہو) اور جب امام جماعت تیسری رکعت کوختم کر کے چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہو جائےتو ماموم کو دوسجدوں کے بعدتشہد پڑھنا چاہئے اوراس کے بعد کھڑا ہوکر تیسری رکعت

....

(۱)توضیح المسائل م۱٤٢٧.

*قنوت کی حالت میں بھی اقتدا کی جاسکتی ہے اور قنوت کوامام کے ساتھ پڑھے اور یہاں پر بھی قرأت کے دوران اقتدا کرنے کی صورت میں اقتدا کرے۔

کی قرأت (تسبیحات اربعہ) کو بجالائے اور نماز کی آخری رکعت میں جب امام جماعت تشہد وسلام پھیرنے کے بعد نماز کو ختم کرے تو ماموم مزید ایک رکعت پڑھے۔(۱)

۲۔رکوع میں۔۔رکوع امام کے ساتھ بجالائے اور باقی نماز بیان شدہ صورت میں انجام دے۔

تیسری رکعت:

۱۔قرأت کے دوران۔۔۔چنانچہ جانتا ہو کہ اقتدا کرنے کی صورت میں حمد وسورہ یا حمد پڑھنے کا وقت ہے تو اسے حمد وسورہ یا صرف حمد پڑھنا چاہیئے اور اگر یہ جانتا ہو کہ کہ اتنی فرصت نہیں ہے کہ حمد وسورہ یا صرف حمد پڑھ سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر انتظار کرے تا کہ امام جماعت رکوع میں جائے اور رکوع میں ہی اس کی اقتداء کرے۔

۲۔ رکوع میں ۔۔۔۔ رکوع میں امام کی اقتدا کرنے کی صورت میں رکوع کو بجالائے اور حمد وسورہ اس رکعت کے لئے معاف ہے اور باقی نماز کو بیان شدہ

صورت میں انجام دے۔(۲)

چوتھی رکعت:

۱۔قرأت کے دوران

یہاں پر تیسری رکعت میں اقتدا کی صورت کا حکم ہے۔ جب امام جماعت آخری رکعت میں تشہد وسلام کے لئے بیٹھے، ماموم اٹھ کے نماز کو فرادیٰ صورت میں انجام دے سکتا ہے، اور امام جماعت کے تشہد اور سلام پھیرنے تک جھکے رہ سکتا ہے اور اس کے بعد اٹھ کر نماز کو جاری رکھ سکتا ہے۔

۲۔ رکوع ۔۔۔۔۔ رکوع میں اقتدا کرنے والا رکوع وسجدوں کو امام کے ساتھ بجالائے (یہ امام کی چوتھی اور ماموم کی پہلی رکعت ہے) باقی نماز کو بیان شدہ صورت میں انجام دے سکتا ہے۔(۳)

....

(۱) توضیح المسائل، م۱۴۳۹۔۱۴۴۰.

(۲) توضیح المسائل م ۱۴۴۳۔۔۱۴۴۲ وتحریر الوسیلہ، ج ۱، ص ۲۷۱۔ ۲۷۲۔م۵، ۶۔۸.

(۳) توضیح المسائل م ۱۴۴۳۔۔۱۴۴۲ وتحریر الوسیلہ، ج۱ص ۲۷۱۔م۵، ۶۔۸.

سبق ۲۷ کا خلاصہ

۱۔تمام واجب نمازیں خاص کر نماز پنجگانہ کو باجماعت پڑھنا مستحب ہے۔

۲۔اولِ وقت میں نماز فرادیٰ پڑھنے سے تاخیر سے باجماعت نماز پڑھنا افضل ہے۔

۳۔مختصر نماز جماعت،طولانی فرادیٰ نماز سے بہتر ہے۔

٤۔لاپروائی کی وجہ سے نماز جماعت میں شرکت نہ کرنا جائز نہیں ہے۔

٥۔کسی عذر کے بغیر نماز جماعت کو ترک کرنا سزاوار نہیں ہے۔

٦۔امام جماعت کو بالغ و عادل ہونا چاہیئے اور نماز کو صحیح طور پر پڑھنا چاہیئے۔

۷۔ماموم کو امام سے آگے کھڑا نہیں ہونا چاہیئے اور امام کو ماموم سے بلند تر جگہ پر کھڑا نہ ہونا چاہیئے۔

۸۔امام اور اماموم اور نمازیوں کی صفوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔

۹۔ہر رکعت میں صرف قرأت اور رکوع میں اقتدا کی جا سکتی ہے،لہٰذا اگر رکوع میں کوئی اقتداء نہ کر سکے تو اسے بعد والی رکعت میں اقتداء کرنا چاہیئے۔

(؟) سوالات:

۱۔مندرجہ ذیل جملہ کی وضاحت کیجئے:

لاپروائی کی وجہ سے نماز جماعت میں شرکت نہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔کس صورت میں چار رکعتی نماز میں چار بار تشہد پڑھا جاسکتا ہے؟

۳۔نماز جماعت میں واجبات نماز میں سے کس واجب کو ماموم نہیں پڑھتا؟

٤۔نماز مغرب کی دوسری رکعت میں امام کا اقتدا کرنے کی صورت میں ماموم باقی نماز کو کیسے جاری رکھے گا؟

٥۔عدالت کی وضاحت کیجئے؟

سبق نمبر ۲۸

نماز جماعت کے احکام

۱۔اگر امام جماعت نماز یومیہ میں سے کسی ایک کے پڑھنے میں مشغول ہوتو ماموم نماز یومیہ کی کسی دوسری نماز کی نیت سے اقتدا کرسکتا ہے، چنانچہ اگر امام، عصر کی نماز پڑھنے میں مشغول ہوتو ماموم ظہر کی نماز کے لئے اقتدا کرسکتا ہے، یا اگر ماموم نے ظہر کی نماز پڑھی ہو اور اس کے بعد جماعت شروع ہوجائے تو امام کی ظہر کے ساتھ ماموم نماز عصر کے لئے اقتداء کرسکتا ہے۔(۱)

۲۔ ماموم اپنی قضا نمازوں کو امام کی ادا نمازوں کے ساتھ اقتدا کرسکتا ہے، اگرچہ یہ قضا نمازیں دوسری ہوں، مثلاً امام جماعت ظہر کی نماز میں مشغول ہے تو ماموم اپنی صبح کی قضا نماز کیلئے اقتدا کرسکتا ہے۔(۲)

۳۔نماز جمعہ اور نماز عید فطر و عید قربان کے علاوہ نماز جماعت ایک آدمی کے امام اور دوسرے کے ماموم بننے کی صورت میں کم از کم دو افراد سے قائم ہوسکتی ہے۔(۳)

....

(۱)توضیح المسائل، م ۱۴۰۸

(۲) تحریر الوسیلہ، ج۱، ص ۲٦٥، م۱، العروۃ الوثقیٰ، ج۱ ص ۷٦٥، م ۳.

(۳) العروۃ الوثقیٰ، ص ۷٦٦، م ۸

٤۔ نماز استسقاء کے علاوہ کوئی بھی مستحب نماز؛ جماعت کے صورت میں نہیں پڑھی جاسکتی۔(۱)

نماز جماعت میں ماموم کا فریضہ:

۱۔ ماموم کو امام سے پہلے تکبیرۃ الاحرام نہیں کہنا چاہیے، بلکہ احتیاط واجب ہے کہ جب تک امام تکبیر کو تمام نہ کرے ماموم تکبیر نہ کہے۔(۲)

۲۔ ماموم کو حمد وسورہ کے علاوہ نماز کی تمام چیزیں خود پڑھنی چاہیے لیکن اگر ماموم کی پہلی یا دوسری رکعت اور امام کی تیسری یا چوتھی رکعت ہو تو ماموم کو حمد وسورہ پڑھنا چاہیے۔(۳)

امام جماعت کی پیروی کرنے کا طریقہ:

الف: تکبیرۃ الاحرام کے علاوہ نماز میں پڑھی جانے والی چیزوں، جیسے حمد، سورہ، ذکر اور تشہد کو امام سے آگے یا پیچھے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ب: اعمال، جیسے رکوع، رکوع اور سجدہ سے سر اٹھانے میں امام پر سبقت کرنا جائز نہیں ہے، یعنی امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں نہیں جانا چاہیے یا امام سے پہلے

رکوع یا سجدہ سے سر نہیں اٹھانا چاہئے لیکن امام سے پیچھے رہنے میں اگر زیادہ تاخیر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔(٤)

....

(١)العرتہ الوثقیٰ، ج١،ص ٧٦٤ م ٢

(٢)توضیح المسائل،م ١٣٦٧

(٣)توضیح المسائل،م ١٤٦١

(٤)توضیح المسائل،م ١٤٦٧۔١٤٦٩۔١٤٧٠ العروۃ الوثقیٰ ج،١ ص ٧٨٥.

مسئلہ: امام جماعت کے رکوع میں ہونے کی صورت میں ماموم کے اقتدا کرنے کی درج ذیل صورتیں ممکن ہیں:

* امام کے ذکر رکوع کو ختم کرنے سے پہلے ماموم رکوع میں پہنچتا ہے۔اس کی باجماعت نماز صحیح ہے۔

* امام کے ذکر رکوع کو تمام کرنے لیکن رکوع سے بلند ہونے سے پہلے ماموم رکوع میں پہنچتا ہے۔۔اس کی باجماعت نماز صحیح ہے۔

* ماموم رکوع میں جاتا ہے لیکن امام کے ساتھ رکوع نہیں بجالاسکتا ہے۔۔اس کی نماز فرادیٰ صحیح ہے،اسے تمام کرے۔*

گر ماموم، بھولے سے قبل از امام:

۱۔رکوع میں جائے۔

واجب ہے پلٹ کر امام کے ساتھ دوبارہ رکوع میں جائے**

۲۔رکوع سے اٹھے۔

دوبارہ رکوع میں جائے اور امام کے ساتھ رکوع سے سر اٹھائے۔ یہاں پر رکوع کا زیادہ ہونا اگر چہ رکن ہے، لیکن نماز کو باطل نہیں کرتا۔

۳۔سجدہ میں جائے۔

واجب ہے سجدہ سے سر اٹھا کر دوبارہ امام کے ساتھ سجدہ بجالائے۔

٤۔سجدہ سے سر اٹھائے۔

دوبارہ سجدہ میں جائے۔(۱)

اگر ماموم کی جگہ امام سے بلند ہو البتہ قدیم زمانہ کی متعارف حد میں بلند ہو، مثال کے طور پر امام مسجد کے صحن میں ہو اور ماموم مسجد کی چھت پر، تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر آج کل کی چند منزلہ عمارتوں کی چھت پر ہو تو اشکال ہے۔(۲) ☆☆☆

....

(۱)العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص۷۸٦،م۱۲.

(۲)توضیح المسائل،م۱۴۱۶

* (خوئی اراکی)اس کی نماز باطل ہے(مسئلہ ۱۴۳۶)(گلپایئگانی)جماعت باطل ہےلیکن اس کی نماز صحیح ہے(مسئلہ ۱۴۳۶)

☆☆(گلپایئگانی)احتیاط کےطور پر کھڑے ہوکر امام جماعت کے ساتھ رکوع میں جائے(العروۃ الوثقیٰ،ج۱،ص۷۸۶)

☆☆☆(گلپایئگانی وخوئی)اگر ماموم کی جگہ امام سے بلندتر ہوتو حرج نہیں ہے لیکن اگراس قدر بلند ہوکہ جماعت نہ کہا جائےتو جماعت صحیح نہیں ہے۔(مسئلہ ۲۵ ۱۴)

نماز جماعت کےبعض مستحبات اورمکروہات:

۱۔مستحب ہے امام جماعت صف کے سامنے وسط میں کھڑا ہو اور اہل علم،کمال وتقویٰ پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

۲۔مستحب ہےنماز جماعت کی صفیں،مرتب اورمنظم ہوں اورصف میں کھڑے افراد کےدرمیان فاصلہ نہ ہو۔

۳۔نمازیوں کی صفوں میں جگہ ہونے کی صورت میں تنہا صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

٤۔مکروہ ہے، ماموم نماز کے ذکر ایسے پڑھے کہ امام جماعت سن سکے۔(١)

....

(١) توضیح المسائل ص ١٩٧۔١٩٨

سبق: ٢٨ کا خلاصہ

١۔نمازِ استسقا ئکے علاوہ کوئی مستحب نماز با جماعت پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

٢۔یومیہ نمازوں میں سے کسی بھی نماز کی امام جماعت کی دوسری نمازوں کے ساتھ اقتدا کی جاسکتی ہے۔

٣۔قضا نمازوں کو بھی جماعت سے پڑھا جاسکتا ہے۔

٤۔نماز جمعہ، نماز عید فطر اور نماز عید قربان کے علاوہ دیگر نمازوں کو کم از کم دو افرا پر مشتمل جماعت تشکیل دی جاسکتی ہے۔

٥۔امام جماعت کی پیروی کرنے کا طریقہ:

* (اقوال میں (پڑھنے کی چیزوں میں)

تکبیرۃ الاحرام: امام سے پہلے یا امام کے ساتھ نہ کہی جائے

تکبیرۃ الاحرام کے علاوہ: امام سے آگے یا پیچھے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

* افعال میں۔۔۔سبقت کرنا۔۔جائز نہیں۔

پیچھے رہنا۔۔اگرزیادہ فاصلہ نہ ہوتو کوئی حرج نہیں۔

٦۔اگر ماموم رکوع میں امام سے ملحق ہو جائے،اگر چہ امام ذکر رکوع تمام کر چکا ہوتو جماعت صحیح ہے۔

٧۔اگر غلطی سے امام سے پہلے:

*۔ماموم رکوع میں چلا جائے۔۔پلٹ کر دوبارہ امام جماعت کے ساتھ رکوع میں جائے۔

* رکوع سے کھڑا ہو جائے۔۔پھر سے رکوع میں جائے۔

*سجدہ میں جائے۔۔۔واجب ہے سر کو بلند کر کے دوبارہ امام کے ساتھ سجدہ میں جائے۔اگر نہ اٹھے نماز صحیح ہے۔

*سجدہ سے سر کو اٹھائے۔۔۔دوبارہ سجدہ میں جائے۔

٨۔اگر ماموم کی جگہ امام سے بلند ہوتو کوئی حرج نہیں۔

(؟)سوالات:

١۔کیا مسافر،جس کی نماز قصر ہے امام جماعت کی ظہر کی نماز کی آخری دو رکعتوں میں اپنی نماز عصر کی نیت سے اقتدا کر سکتا ہے؟

٢۔کیا ماموم امام جماعت سے پہلے رکوع اور سجدہ میں جا سکتا ہے؟

۳۔ اگر ماموم کو سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد معلوم ہو جائے کہ امام ابھی سجدہ میں ہے تو اس کا فرض کیا ہے؟

٤۔ اگر ماموم نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں غلطی سے قنوت پڑھنے سے پہلے رکوع میں جائے تو اس کا فرض کیا ہے؟

٥۔ کون سی مستحب نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہے؟

سبق نمبر ۲۹

نماز جمعہ ونماز عید

نماز جمعہ:(۱)

مسلمانوں کے ہفتہ وار اجتماعات میں سے ایک نماز جمعہ ہے اور نماز گزار جمعہ کے دن نماز ظہر کی جگہ پر جمعہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں۔(۲)*

نماز جمعہ کی اہمیت:

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، نماز جمعہ کی اہمیت کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

نماز جمعہ اور اس کے دو خطبے، حج اور نماز عید فطر وعید قربان کی طرح مسلمانوں کے عظیم مراسم میں سے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان اس سیاسی عبادت کے فرائض سے غافل ہیں، جبکہ ایک انسان اسلام کے بارے میں ملکی، سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل کے سلسلے میں معمولی مطالعہ سے سمجھ سکتا ہے کہ اسلام دین سیاست ہے اور جو دین کو سیاست سے جدا جانتا ہے وہ ایک ایسا نادان ہے جو نہ دین کو پہچان سکا ہے اور نہ سیاست کو ۔(۱)

....

(۱) نماز جمعہ کی بحث آیت ...گلپایگانی کے رسالہ اور وسیلۃ النجاۃ کے حاشیہ میں

نہیں آئی ہے لیکن مجمع المسائل سے مطابقت کی گئی ہے.

(۲) تحریر الوسیلہ ص ۲۳۱،م ۱

* (گلپایئگانی) بنابر احتیاط واجب نماز ظہر کو بھی پڑھے۔(مجمع المسائل، ج ۱،ص ۲۵۱)

نماز جمعہ کی کیفیت:

واجبات:

نماز جمعہ صبح کی نماز کی طرح دو رکعت ہے، لیکن اس میں دو خطبے ہیں، جنھیں امام جمعہ نماز سے قبل بیان کرتا ہے۔

مستحبات:

۱۔امام جمعہ کا حمد اور سورہ کو بلند آواز سے پڑھنا*

۲۔امام جمعہ کا پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ جمعہ پڑھنا۔

۳۔امام جمعہ کا دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ منافقون پڑھنا۔

٤۔اور دوسرا قنوت دوسری رکعت میں رکوع کے بعد۔(۲)

نماز جمعہ کے شرائط:

۱۔نماز جماعت کے تمام شرائط نماز جمعہ میں بھی ہیں.**

۲۔نماز جمعہ باجماعت پڑھی جانی چاہئے لہٰذا فرادیٰ پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

۳۔نماز جمعہ کو قائم کرنے کے لئے کم از کم پانچ افراد کا ہونا ضروری ہے،یعنی ایک امام اور چار مامومین۔

....

(۱)تحریر الوسیلہ،ج۱،ص۲۳۴،م۹

(۲)تحریر الوسیلہ،ج۱،ص۲۳۱،الثانی

*(گلپائیگانی۔اراکی)احتیاط واجب ہے کہ نماز جمعہ میں حمد وسورہ کو بلند آواز سے پڑھے مسئلہ ۱۴۸۴

☆☆نماز جماعت کے شرائط سبق نمبر ۲۷ میں بیان کئے گئے ہیں۔

۴۔دو نماز جمعہ کے درمیان کم از کم ایک فرسخ کا فاصلہ ہونا چاہئے۔*(۱)

خطبے پڑھتے وقت امام جمعہ کے فرائض:

۱۔حمد وثنائے الٰہی بجالائے۔

۲۔پیغمبر اسلام اور ائمہ اطہار علیم السلام پر درود بھیجے۔

۳۔لوگوں کو تقوائے الٰہی اور گناہوں سے دوری کی تاکید کرے۔

۴۔قرآن مجید کے ایک چھوٹے سورہ کو پڑھے۔

۵۔مؤمن مردوخواتین کے لئے مغفرت کی دعا کرے۔☆☆

اورسزاوار ہے کہ درج ذیل مطالب بھی بیان کرے۔☆☆☆

مسلمانوں کی دنیوی واخروی ضرورتیں۔

* دنیا میں پیش آنے والے حالات جومسلمانوں کے نفع ونقصان کے بارے میں ہوں، سےلوگوں کوآ گاہ کرنا۔

* لوگوں کوسیاسی اوراقتصادی مسائل سے آ گاہ کرے،جن کاان کی آزادی میں عمل اوردخل ہواور دیگرملتوں اوراقوام سے برتاؤ کےطریقہ کارکو بیان کرے۔

* مسلمانوں کوستمگر اورسامراجی حکومتوں کی طرف سے ان کے سیاسی واقتصادی معالات میں اپنا الوسیدھا کرنے کے لئے دخل اندازی کے بارے میں آگاہ کرے۔(۲)

....

(۱)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۲۳۲،الثانی.

(۲)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۲۳۳و۲۳٤،م۷۰۰۸۔۹.

* ایک فرسخ۔ساڑھے پانچ کلومیٹرشرعی.

☆☆ان میں سے بعض مسائل فتویٰ ہیں،بعض احتیاط واجب اوربعض دونوں

خطبوں سے مربوط ہیں اور بعض ایک ہی خطبہ سے مربوط ہیں۔

☆☆☆ یہ حصہ امام خمینی کی کتاب تحریر الوسیہ سے نقل کیا گیا ہے۔

نماز جمعہ پڑھنے والوں کا فرض:

۱۔احتیاط واجب کے طور پر خطبے سننا۔

۲۔احتیاط مستحب ہے کہ خطبوں کے دوران باتیں کرنے سے پرہیز کیا جائے اگر باتیں کرنا خطبوں کی افادیت ختم ہونے یا خطبے نہ سننے کا سبب بنے تو باتیں نہ کرنا واجب ہے۔

۳۔احتیاط مستحب ہے کہ خطبہ سننے والے خطبوں کے دوران امام کی طرف رخ کرکے بیٹھیں اور خطبوں کے دوران فقط اس قدر ادھر ادھر دیکھ سکتے ہیں جتنی کہ نماز کے دوران اجازت ہے۔(۱)

نماز عید

عید فطر اور عید قربان کے دن نماز عید پڑھنا مستحب ہے۔

نماز عید کا وقت:

۱۔سورج چڑھنے کے وقت سے ظہر تک نماز عید کا وقت ہے۔(۲)

۲۔مستحب ہے عید قربان کی نماز سورج چڑھنے کے بعد پڑھی جائے۔

۳۔مستحب ہے عید فطر کے دن،سورج چڑھنے کے بعد افطار کیا جائے اس کے بعد زکات فطرہ زدے☆☆ پھر نماز عید پڑھے۔(۳)

....

(۱)تحریر الوسیلہ،ج۱ص ۳۳۵،م۱۴
(۲)توضیح المسائل،م۱۵۱۷.
(۳)توضیح المسائل،م۱۵۱۸

☆ کات فطرہ ایک مالی واجب ہے اور اسے عید فطر کے دن ادا کرنا چاہئے سبق ۳۴ ملاخطہ ہو)

☆☆ (گلپایئگانی) عید فطر کے دن مستحب ہے کہ سورج چڑھنے کے بعد افطار کرے نیز احتیاط لازم زکات فطرہ بھی نکالے یا جدا کر کے رکھدے اس کے بعد نماز عید فطر پڑھے.(مسئلہ ۱۵۲۷)

نماز عید کی کیفیت:

۱۔عید فطر اور عید قربان کی نماز دو رکعت ہے،اس میں نو قنوت ہیں اور حسب ذیل طریقہ سے پڑھی جاتی ہے:

* پہلی رکعت میں حمد وسورہ کے بعد پانچ تکبریں پڑھی جاتی ہیں اور ہر تکبیر کے بعد

ایک قنوت پڑھا جاتا ہے اور پانچویں قنوت کے بعد ایک اور تکبیر پڑھ کے رکوع اور دو سجدے کئے جاتے ہیں۔

دوسری رکعت میں حمد وسورہ کے بعد چار تکبیریں کہی جاتی ہیں اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھا جاتا ہے اور چوتھے قنوت کے بعد ایک اور تکبیر پڑھ کے رکوع، سجود، تشہد وسلام پڑھ کے نماز تمام کی جاتی ہے۔

* نماز عید کے قنوتوں میں کوئی بھی دعا یا ذکر پڑھا جائے، کافی ہے، لیکن بہتر ہے ثواب کی امید سے مندرجہ ذیل دعا پڑھی جائے:

اَللّٰھُمَّ اَھْلَ الْكِبْرِيَآءِ وَالْعَظَمَةِ وَاَھْلَ الْجُوْدِوَالْجَبَرُوْتِ وَاَھْلَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَةِ وَاَھْلَ التَّقْوٰى وَالْمَغْفِرَةِ، اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذَا الْيَوْمِ الَّذِىْ جَعَلْتَهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ عِيْداً، وَّلِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِه وَسَلَّمَ ذُخْراً وَّشَرَفاً وَّ كَرَامَةً وَّمَزِيْداً، اَنْ تُصَلِّىَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ، وَاَنْ تُدْخِلَنِى فِى كُلِّ خَيْرٍ اَدْخَلْتَ فِيْهِ مُحَمَّداً وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ، وَاَنْ تُخْرِجَنِى مِنْ كُلِّ سُوءٍ اَخْرَجْتَ مِنْهُ مُحَمَّداً وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ، اَللّٰھُمَّ نِّى اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا سَئَلَكَ بِه عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ، وَاَعُوذُبِكَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الْمُخْلَصُون

سبق ۲۹ کا خلاصہ

۱۔نماز جمعہ، جمعہ کے دن ظہر کی نماز کے بدلے میں پڑھی جاتی ہے۔

۲۔نماز جمعہ دو رکعت ہے اور نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنا واجب ہیں۔

۳۔نماز جمعہ کے شرائط حسب ذیل ہیں:

* نماز جماعت کے تمام شرائط۔

* اسے جماعت میں ہی پڑھا جا سکتا ہے۔

* نماز جمعہ قائم کرنے کیلئے کم از کم پانچ آدمی کا ہونا ضروری ہے۔

* دو نماز جمعہ کے درمیان کم از کم فاصلہ ایک فرسخ ہونا چاہئے۔

٤۔خطیب جمعہ کو چاہئے خطبہ کے ضمن میں حمد وثنائے الٰہی اور پیغمبر اسلام ﷺ اور ائمہ اطہار پر درود وسلام کے علاوہ لوگوں کو تقویٰ و پرہیز گاری کی تاکید کرے، اور قرآن مجید کے ایک چھوٹے سورہ کی تلاوت کرے۔

٥۔احتیاط واجب کی بنا پر ماموین کو خطبے سننے چاہئے اور مستحب ہے خطبوں کے دوران باتیں کرنے سے پرہیز کرے۔

٦۔نماز عید دو رکعت ہے اور اس میں نو قنوت ہیں۔

۷۔نماز عید کی پہلی رکعت میں حمد کے بعد پانچ قنوت اور چھ تکبیریں اور دوسری

رکعت میں چار قنوت اور پانچ تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔

(؟) سوالات:

۱۔نماز ظہر اور نماز جمعہ میں کیا فرق ہے؟ایک ایک کر کے بیان کیجئے ؟

۲۔نماز جمعہ میں کم از کم کتنے مأ موین ہونے چاہئے ؟

۳۔گزشتہ درسوں کا مطالعہ کر کے امام جماعت کے شرائط جو درحقیقت امام جمعہ کے لئے بھی شرائط، میں بیان کیجئے ؟

٤۔امام خمینی کی نظر میں دین کو سیاست سے جدا جاننے والا شخص کیسا انسان ہے؟

٥۔نماز عید میں کتنی تکبیریں اور کتنے قنوت ہیں؟

سبق نمبر ۳۰

نماز آیات اور مستحب نمازیں

نماز آیات:

واجب نمازوں میں سے ایک نماز آیات بھی ہے جو بعض آسمانی یا زمینی حوادث رونما ہونے کے سبب واجب ہوتی ہے، جیسے:

* زلزلہ
* چاند گہن
* سورج گہن
* ۔بجلی گرنے اور زرد و سرخ طوفان اور اس طرح کے دوسرے حوادث، اگر اکثر لوگوں میں خوف وحشت* (۱) کا سبب بنیں۔

نماز آیات کی کیفیت

۱۔نماز آیات دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں۔

....

(۱) توضیح المسائل،م ۱٤٩١.

* (گلپایئگانی) ان پر آیت (غیر عادی) صدق آنے کی صورت میں اگر کوئی خوف

و وحشت بھی نہ کرے تو بھی نماز آیات واجب ہے۔(مسئلہ ۱۵۰۰)

۲۔نماز آیات میں، ہر رکوع سے پہلے سورہ حمد اور قرآن مجید کا کوئی دوسرا سورہ پڑھا جاتا ہے، لیکن ایک سورہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد ہر رکوع سے پہلے اس کا ایک حصہ بھی پڑھا جا سکتا ہے، اس طرح دو رکعتوں میں دو حمد اور دو سورے پڑھے جا سکتے ہیں۔

ذیل میں سورہ توحید کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے پڑھنے کی صورت میں نماز آیات کی کیفیت بیان کرتے ہیں:

پہلی رکعت:

سورہ حمد کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کے۔۔۔رکوع

قل ھو اللہ احد۔۔۔۔۔۔۔۔رکوع

اللہ الصمد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رکوع

لم یلد ولم یولد۔۔۔۔۔۔۔۔رکوع

ولم یکن لہ کفواً احد۔۔۔۔رکوع

اس کے بعد نماز گزار سجدے بجالا کر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔

دوسری رکعت:

دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح بجالا کر تشہد اور سلام پڑھنے کے بعد نماز کو تمام کیا جاتا ہے۔(۱)

نماز آیات کے احکام:

۱۔ اگر نماز آیات کے اسباب میں سے ایک سبب کسی ایک شہر میں واقع ہو جائے تو اسی شہر کے لوگوں کو نماز آیات پڑھنا چاہیئے اور دوسری جگہوں کے لوگوں پر واجب نہیں ہے۔(۲)

....

(۱) توضیح المسائل، م ۱۵۰۸ (۲) توضیح المسائل، م ۱۴۹۴

۲۔ اگر ایک رکعت میں پانچ حمد و پانچ سورے پڑھے جائیں اور دوسری رکعت میں ایک حمد اور سورہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے پڑھا جائے تو صحیح ہے۔(۱)

۳۔ مستحب ہے دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھا جائے۔ اور اگر دسویں رکوع سے پہلے ایک ہی قنوت پڑھا جائے تو بھی کافی ہے۔(۲)

۴۔ نماز آیات کا ہر رکوع، رکن ہے اور اگر عمداً یا سہواً کم یا زیادہ ہو جائے تو نماز

باطل ہے۔(۳)

۵۔نماز آیات جماعت کے ساتھ بھی پڑھی جاسکتی ہے اور اس صورت میں حمد وسورہ کوصرف امام جماعت پڑھتا ہے۔(٤)

مستحب نمازیں

۱۔مستحب نماز کو نافلہ کہتے ہیں۔

۲۔مستحب نمازیں بہت زیادہ ہیں، اس کتاب میں ان سب کو بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے،لہٰذا ان میں سے بعض کو ان کی اہمیت کے پیش نظر بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:(٥)

نماز شب

نماز شب ۱۱ رکعتیں ہیں جو حسب ذیل طریقے سے پڑھی جاتی ہیں:

دو رکعتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔نافلۂ شب کی نیت سے

دو رکعتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔نافلۂ شب کی نیت سے

دو رکعتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔نافلۂ شب کی نیت سے

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۵۰۹

(۲) توضیح المسائل م ۱۵۱۲

(۳) توضیح المسائل، م ۱۵۱۵

(٤) العروة الوثقی، ج ۱، ص ۷۳۰، م ۱۳

(٥) توضیح المسائل، م ۷٦٤

دو رکعتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔نافلۂ شب کی نیت سے

دو رکعتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔نافلۂ شفع کی نیت سے

ایک رکعت۔۔۔۔۔۔۔۔۔نافلۂ وتر کی نیت سے (۱)

نماز شب کا وقت:

۱۔ نماز شب کا وقت نصف شب سے صبح کی اذان تک ہے، بہتر ہے صبح کے نزدیک پڑھی جائے۔ (۲)

۲۔ مسافر اور جس کے لئے نصف شب کے بعد نماز شب پڑھنا مشکل ہو، وہ نصف شب سے پہلے بھی پڑھ سکتا ہے۔ (۳)

روزمرہ نمازوں کے نوافل:

روزانہ پڑھی جانے والی ۱۷ رکعتیں واجب نمازوں کے ساتھ ۲۳ رکعتیں نافلہ ہیں جن کا پڑھنا مستحب ہے، ان میں صبح کی دو رکعت نافلہ بھی ہے جسے نماز صبح سے پہلے

پڑھا جاتا ہے، اوراس کے بہت ثواب ہیں۔*

نماز غفیلہ:

ایک اور مستحبی نماز غفیلہ ہے، اسے نماز مغرب کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

....

(۱) توضیح المسائل، م ۷٦٥

(۲) توضیح المسائل، م ۷۷۳

(۳) توضیح المسائل، م ۷۷٤

* روزمرہ نافلہ نمازوں کی کیفیت اوران کے وقت کے بارے میں توضیح المسائل کے مسئلہ نمبر ۷٦٤ اور ۷٦٨ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

نماز غفیلہ کی کیفیت:

نماز غفیلہ دو رکعت ہے، اس کی پہلی رکعت میں سورہ حمد کے بعد سورہ کے بجائے درج ذیل آیت پڑھی جاتی ہے(۱):

۱۔ وَذَاالنُّونِ إِذْذَّهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ اَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادىٰ فِي الظُّلُمَاتِ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاستَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ

۲۔ اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ کی جگہ پر درج ذیل آیت پڑھی جاتی ہے:

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لاٰ يَعْلَمُهاٰ اِلاّٰ هُوَوَيَعْلَمُ ماٰ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَماٰ تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلاّٰ يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُماٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا ياٰبِسٍ اِلَّا فِي كِتاٰبٍ مُّبِينٍ

اوراس کے قنوت میں یہ دعا پڑھی جائے:

اَللّٰهُمَّ اِنّى اَسأَلُكَ بِمَفاتِيحِ الْغَيْبِ الَّتِي لاٰ يَعْلَمُهَا اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَنْ تَغْفِرَلى ذُنُوبى *اَللّٰهُمَّ اَنْتَ وَلِيُّ نِعْمَتِي وَالْقاٰدِرُ عَلَى طَلِبَتِي تَعْلَمُ حاجَتِي فَاَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍوَ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلاٰمُ لَمَّا قَضَيْتَهَا لِي.

....

(۱) توضیح المسائل، ۷۷۵.

* جملہ ان تغفر لی ذنوبی کی جگہ پر کوئی دوسری حاجت بھی طلب کی جاسکتی ہے۔.

سبق. ۳ کا خلاصہ

۱۔اگر زلزلہ آئے یا چاند گہن یا سورج گہن لگ جائے،تو نماز آیات واجب ہوتی ہے۔

۲۔اگر بجلی گرے یا زرد و سرخ طوفان آئے اور اکثر لوگ خوف و وحشت کا احساس کریں،تو نماز آیات واجب ہوجاتی ہے۔

۳۔نماز آیات دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں۔

٤۔نماز آیات کی ہر رکعت میں پانچ حمد اور مکمل پانچ سورے پڑھے جا سکتے ہیں یا کسی ایک سورہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے ہر رکوع سے پہلے اس کا ایک حصہ پڑھا جا سکتا ہے۔

٥۔اگر کسی شہر میں نماز آیات کے اسباب میں سے کوئی سبب واقع ہوجائے تو اسی شہر کے لوگوں پر نماز آیات واجب ہوتی ہے۔

٦۔نماز آیات کا ہر ایک رکوع، رکن ہے اور کم یا زیادہ ہونے سے نماز باطل ہوتی ہے۔

۷۔نماز آیات کو با جماعت بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

۸۔مستحبی نمازوں میں نماز شب،غفیلہ اور روزمرہ نمازوں کے نافلہ شامل ہیں۔

(؟)سوالات:

۱۔کیا آپ اس کی وضاحت کر سکتے ہیں کہ نماز زلزلہ اوراس جیسی نماز کو کیوں نماز آیات کہتے ہیں؟

۲۔نماز آیات میں کتنے رکوع اور کتنے قنوت ہیں؟

۳۔شاگردوں میں سے کوئی ایک شاگرد کلاس میں ایک قرآن مجید کے سورہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے نماز آیات کو پڑھے۔

٤۔نماز آیات میں اول سے آخر تک کل کتنے ارکان ہیں؟

٥۔کیا کسی ایک رکعتی نماز کا نام لے سکتے ہو؟

٦۔روزانہ نافلہ اور نماز شب کی رکعتوں کی تعداد کیا ہے؟ اور واجب نمازوں کی رکعتوں سے کیا مناسبت رکھتی ہیں۔

سبق نمبر ۳۱

روزہ

روزہ کی تعریف:

اسلام کے واجبات اور انسان کی خودسازی کے سالانہ پروگرام میں سے ایک، روزہ ہے، اذان صبح سے مغرب تک حکم خدا کو بجالانے کے لئے کچھ کام انجام دینے (جن کی وضاحت بعد میں آئے گی) سے پرہیز کرنے کو روزہ کہتے ہیں، احکام روزہ سے آگاہ ہونے کے لئے پہلے اس کی اقسام کو جاننا ضروری ہے۔

روزہ کی قسمیں

۱۔واجب

۲۔حرام

۳۔مستحب

۴۔مکروہ

واجب روزے:

درج ذیل روزے واجب ہیں:

* ماہ مبارک رمضان کے روزے۔

* قضا روزے

* کفارے کے روزے *

* نذر کی بنا پر واجب ہونے والے روزے۔

* باپ کے قضا روزے جو بڑے بیٹے پر واجب ہوتے ہیں۔(۱)☆☆

بعض حرام روزے:

*عید فطر (اول شوال) کو روزہ رکھنا۔

*عید قربان (۱۰ ذی الحجہ) کو روزہ رکھنا۔

* اولاد کا مستحبی روزہ والدین کے لئے اذیت کا سبب بنے۔

* (احتیاط واجب کی بنا پر)(۲) اولاد کا مستحبی روزہ رکھنا جب کہ اس کے والدین نے منع کیا ہو۔

مستحب روزے:

حرام اور مکروہ روزہ کے علاوہ سال کے تمام ایام، میں روزہ رکھنا مستحب ہے، البتہ بعض مستحب روزوں کی زیادہ تاکید اور سفارش کی گئی ہے۔

جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

* ہر جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھنا۔

....

(۱)العروہ الوثقی، ج۲،ص۲۴۰اورتوضیح المسائل،م۱۳۹۰

(۲)توضیح المسائل،م۱۷۳۹تا۱۷۴۲

* قضااور کفارہ کے روزوں کی وضاحت آگے آئے گی۔

☆☆ (اراکی) ماں کے قضا روزے (مسئلہ ۱۳۸۲) (گلپایئگانی)احتیاط واجب کی بنا پر، ماں کے قضاروزے بھی اس پر واجب ہیں(مسئلہ ۱۳۹۹)

*عیدمبعث کےدن (۲۷ ماہ رجب)کوروزہ رکھنا۔

عیدغدیر(۱۸ذی الحجہ)کوروزہ رکھنا۔

*عیدمیلادالنبی(۱۷ربیع الاول)کوروزہ رکھنا۔

*عرفہ کے دن (۹ذی الحجہ) اس شرط پر کہ روزہ رکھنااس دن کی دعاؤں سے محرومیت کا سبب نہ بنے۔

* پورے ماہ رجب اور ماہ شعبان میں روزہ رکھنا۔

* ہر ماہ کی ۱۳،۱۴اور۱۵ تاریخ کوروزہ رکھنا۔(۱)

مکروہ روزے:

*مہمان کا میزبان کی اجازت کے بغیر مستحی روزہ رکھنا۔

*مہمان کا میزبان کے منع کرنے کے باوجود مستحی روزہ رکھنا۔

*فرزند کا باپ کی اجازت کے بغیر مستحی روزہ رکھنا۔

* عاشورہ کے دن کا روزہ۔

*عرفہ کے دن کا روزہ اگر اس دن کی دعا کے لئے روزہ رکاوٹ بن جائے۔

* اس دن کا روزہ کہ نہیں جانتا ہو عرفہ ہے یا عید قربان۔(۲)

روزہ کی نیت:

۱۔روزہ ایک عبادت ہے اسے خدا کے حکم کی تعمیل کے لئے بجالانا چاہیئے۔(۳)

....

(۱)توضیح المسائل،م ۱۷٤۸

(۲)توضیح المسائل،م ۱۷٤۷

(۳)توضیح المسائل،م ۱۵۵۰

۲۔انسان ماہ رمضان کی ہر رات کو کل کے روزہ کے لئے نیت کر سکتا ہے۔بہتر ہے ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کی رات کو پورے مہینے کے روزوں کیلیئے ایک ساتھ نیت کرلے۔(۱)

۳۔واجب روزوں میں روزہ کی نیت کو کسی عذر کے بغیر صبح کی اذان سے زیادہ

تاخیر میں نہیں ڈالنا چاہئے۔(۲)

٤۔واجب روزوں میں اگرکسی عذرکی وجہ سے، جیسےفراموشی یا سفر، کی وجہ سے روزہ کی نیت نہ کی ہواورایسا کوئی کام بھی انجام نہ دیا ہوکہ جوروزہ کوباطل کرتاہے، تووہ ظہرتک روزہ کی نیت کرسکتاہے۔(۳)

٥۔ضروری نہیں ہے کہ روزہ کی نیت کوزبان پرجاری کیا جائے بلکہ اتناہی کافی ہے کہ خداوندعالم کےحکم کی تعمیل کے لئےصبح کی اذان سےمغرب تک روزہ کوباطل کرنے والاکوئی کام انجام نہ دے۔(٤)

سبق۳۱ کاخلاصہ

١۔روزہ کاوقت صبح کی اذان سے،مغرب تک ہے۔

٢۔رمضان المبارک کے روزے، قضا روزے، کفارے اور نذر کے روزے ،واجب روزے ہیں۔

٣۔باپ کےقضاروزے،اس کی موت کے بعد بڑے بیٹے پرواجب ہیں۔

٤۔عیدفطراورعیدقربان کےروزےاورفرزندکےایسے مستحبی روزےجن سےاس کے ماں باپ کوتکلیف پہنچے،حرام ہیں۔

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۵۵۰.

(۲)توضیح المسائل،م۱۵۵۴۔۱۵۶۱

(۳)توضیح المسائل م،۱۵۵۴۔۱۵۶۱

(۴)توضیح المسائل م۱۵۵۰

۵۔ پورے سال میں حرام اورمکروہ روزوں کے علاوہ روزہ رکھنا مستحب ہے لیکن بعض دنوں کے بارے میں تاکید کی گئی ہے۔منجملہ:

ہر جمعرات وجمعہ۔

عیدمیلادالنبی اورعیدمبعث۔

۹اور۱۸ذی الحجہ(عرفہ اورعیدغدیر)

باپ کی اجازت کے بغیرفرزند کا مستحبی روزہ مکروہ ہے۔

ماہ مبارک رمضان میں ہررات کوکل کے روزہ کے لئے نیت کی جاسکتی ہے لیکن بہتر ہے ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کی پہلی رات کو پورے ایک ماہ کے روزوں کی نیت کی جائے۔

(؟)سوالات:

۱۔مندرجہ ذیل دنوں میں روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے: دسویں محرم، دسویں ذی الحجہ،

نویں ذی الحجہ،۲۱ مارچ، پہلی شوال۔

۲۔اگر باپ بیٹے سے کہے کہ کل روزہ نہ رکھنا، تو کیا اس صورت میں بیٹا روزہ رکھ سکتا ہے؟

۳۔اگر ایک شخص اذان صبح کے بعد نیند سے بیدار ہو تو کیا وہ روزہ رکھ سکتا ہے؟

سبق نمبر ۳۲

مبطلات روزہ

روزہ دار کا صبح کی اذان سے مغرب تک بعض کام انجام دینے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

اور اگر ان میں سے کسی ایک کو انجام دے تو اس کا روزہ باطل ہوجاتا ہے، ایسے کاموں کو مبطلات روزہ کہتے ہیں۔مبطلات روزہ حسب ذیل ہیں:

۱۔کھانا پینا۔

۲۔غلیظ غبار کو حلق تک پہنچانا۔

۳۔قے کرنا۔

٤۔مباشرت۔

٥۔مشت زنی (ہاتھوں کے ذریعہ منی کا باہر نکالنا)

٦۔اذان صبح تک جنابت کی حالت میں باقی رہنا۔(۱)

....

(۱) توضیح المسائل،م ۱۵۷۲

مبطلات روزہ کے احکام

کھانا اور پینا:

١۔اگر روزہ دار عمداً کوئی چیز کھائے یا پیئے تو اس کا روزہ باطل ہوجاتا ہے۔(١)

٢۔اگر کوئی شخص اپنے دانتوں میں موجود کسی چیز کونگل جائے،تو اس کا روزہ باطل ہوجاتا ہے۔(٢)

٣۔تھوک کونگل جانا روزہ کو باطل نہیں کرتا خواہ زیادہ کیوں نہ ہو۔(٣)

٤۔اگر روزہ دار بھولے سے (نہیں جانتا ہو کہ روزے سے ہے) کوئی چیز کھائے یا پیئے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا ہے۔(٤)

٥۔انسان کمزوری کی وجہ سے روزہ نہیں توڑسکتا ہاں اگر کمزوری اس قدر ہو کہ معمولاً قابل تحمل نہ ہو تو پھر روزہ نہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(٥)

انجکشن لگوانا:

انجکشن لگوانا،اگر غذا کے بدلے نہ ہو،روزہ کو باطل نہیں کرتا زاگر چہ عضو کو بے حس بھی کردے۔(٦)

غلیظ غبار کوحلق تک پہنچانا:

١۔اگر روزہ دار غلیظ غبار کوحلق تک پہنچائے،تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا،خواہ یہ

غبار کھانے کی چیز ہو

....

(۱)توضیح المسائل،م ۱۵۷۳

(۲)توضیح المسائل،م ۱۵۷٤

(۳)توضیح المسائل،م ۱۵۷۹

(٤)توضیح المسائل،م ۱۵۷۵

(۵)توضیح المسائل،م ۱۵۸۳

(٦)توضیح المسائل،م ۱۵۷٦

* (گلپائیگانی) اگر ضرورت ہو اور انجکشن لگوایا روزہ باطل نہیں ہوتا نیز انجکشنوں میں کوئی فرق نہیں (مسئلہ ۱۵۸۵۔(اراکی (خوئی) انجکشن لگوانا روزہ کو باطل نہیں کرتا (استفاء مسئلہ ۱۵۷۵)

جیسے آٹا یا کھانے کی چیز نہ ہو جیسے مٹی۔

۲۔درج ذیل موارد میں روزہ باطل نہیں ہوتا:

*غبار غلیظ نہ ہو۔

*حلق تک نہ پہنچے (صرف منہ کے اندر داخل ہو جائے)

* بے اختیار حلق تک پہنچ جائے۔

* یاد نہ ہو کہ روزہ سے ہے۔

* شک کرے کہ غلیظ غبار حلق تک پہنچا یا نہیں۔(۱)

پورے سر کو پانی کے نیچے ڈبونا۔

۱۔اگر روزہ دار عمداً اپنے پورے سر کو خالص ز پانی میں ڈبو دے، اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۲۔درج ذیل موارد میں روزہ باطل نہیں ہے:

* بھولے سے سر کو پانی کے نیچے ڈبوئے۔

*سر کے ایک حصہ کو پانی کے نیچے ڈبوئے۔

*نصف سر کو ایک دفعہ اور دوسرے نصف کو دوسری دفعہ پانی کے نیچے ڈبوئے۔

* اچانک پانی میں گر جائے۔

* دوسرا کوئی شخص زبردستی اس کے سر کو پانی کے نیچے ڈبوئے۔

* شک کرے کہ آیا پورا سر پانی کے نیچے گیا ہے کہ نہیں۔(۲)

....

(۱)تحریر الوسیلہ ج۱،ص۲۸۶، الثامن۔توضیح المسائل م۱۶۰۸ تا ۱۶۱۸

(۲) توضیح المسائل، م ۱۶۰۹۔۱۹۱۰۔ ۱۹۱۳۔ ۱۹۱۵۔ العروۃ الوثقی، ج ۲ ص ۱۸۷ م ۴۸

* (اراکی۔ گلپائیگانی) احتیاط واجب ہے سر کو مضاف پانی میں بھی نہ ڈبوئے (مسئلہ ۱۶۴۷)

قے کرنا:

۱۔ اگر روزہ دار عمداً قے کرے، اگرچہ بیماری کی وجہ سے ہو تو بھی اس کا روزہ باطل ہوجائے گا۔(۱)

۲۔ اگر روزہ دار کو یاد نہیں ہے کہ روزہ سے ہے یا بے اختیار قے کرے، تو اس کا روزہ باطل نہیں ہے۔(۲)

استمنا:

۱۔ اگر روزہ دار ایسا کام کرے جس سے منی نکل آئے تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا۔(۳)

۲۔ اگر بے اختیار منی نکل آئے مثلاً احتلام ہوجائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔(۴)

....

(۱) توضیح المسائل، م ۱۶۴۶

(۲) توضیح المسائل، م ۱۶۴۶

(۳) توضیح المسائل، م ۱۵۸۸

(٤) توضیح المسائل، م ۱۵۸۹

سبق: ۳۲ کا خلاصہ

۱۔ کھانے پینے، غلیظ غبار کو حلق تک پہنچانے، پورے سر کو پانی کے نیچے ڈبونے، قے کرنے، مباشرت کرنے، استمناء کرنے اور صبح کی اذان تک جنابت پر باقی رہنے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے۔

۲۔ لعاب دہن کو نگل لینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا ہے۔

۳۔ اگر روزہ دار بھولے سے کوئی چیز کھالے یا پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔

٤۔ اگر انجکشن لگوانا، بجائے غذا نہ ہو تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۵۔ اگر غبار غلیظ نہ ہو یا غلیظ غبار حلق تک نہ پہنچے یا روزہ دار شک کرے کہ حلق تک پہنچا یا نہیں اس کا روزہ باطل نہیں ہے۔

٦۔ اگر کوئی بھولے سے اپنے سر کو پانی کے نیچے ڈبوئے، یا بے اختیار پانی میں گر جائے، یا زبردستی اسے پانی میں گرادیا جائے، تو ایسی صورت میں اس کا روزہ

باطل نہیں ہوگا۔

۷۔اگر روزہ دار بے اختیار قے کرے یا نہ جانتا ہو روزہ سے ہے،تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔

۸۔اگر روزہ دار کو احتلام ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔

(؟)سوالات:

۱۔روزہ کی حالت میں خلال کرنے اور مسواک کرنے کا کیا حکم ہے؟

۲۔کیا روزے کی حالت میں چنگم چبانے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے؟

۳۔کسی شخص کو پانی پیتے وقت یاد آئے کہ روزہ سے ہے،اس کی تکلیف کیا ہے اور اس کے روزہ کا کیا حکم ہے؟

٤۔سگریٹ پینا مبطلات روزہ کی کون سی قسم ہے؟

٥۔روزہ کی حالت میں تیرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

سبق نمبر ۳۳

مبطلات روزہ

اذان صبح تک جنابت پر باقی رہنا:

اگر کوئی شخص حالت جنابت میں اذان صبح تک باقی رہے اور غسل نہ کرے یا اگر اس کا فریضہ تیمم تھا اور تیمم نہ کرے تو بعض اوقات اس کا روزہ باطل ہوگا اس سلسلہ کے بعض مسائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ اگر عمداً صبح کی اذان تک غسل نہ کرے یا اگر اس کا فریضہ تیمم تھا اور تیمم نہ کرے:

رمضان کے روزوں کے دوران اس کا روزہ باطل ہے

۔قضا روزوں کے دوران

* دیگر روزوں کے دوران ۔۔اس کا روزہ صحیح ہے۔

۲۔ اگر غسل یا تیمم کرنا فراموش کر جائے اور ایک یا چند روز کے بعد معلوم ہو

* رمضان کے روزوں کے دوران ۔۔وہ روزے قضا کے طور پر رکھے۔

* ماہ رمضان کے قضا روزوں کے دوران ۔۔احتیاط واجب کی بنا پر وہ روزے قضا کرلے زصحیح ہے۔

* رمضان کے علاوہ روزوں کے قضا کے دوران ، جیسے نذر یا کفارہ کے روزے

۔روزہ صحیح ہے(۱)

۳۔ اگر روزہ دار کو احتلام ہو جائے، واجب نہیں ہے فوراً غسل کرے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔(۲)

٤۔ اگر روزہ دار حالت جنابت میں ماہ رمضان کی شب کو جانتا ہو کہ نماز صبح سے پہلے بیدار نہیں ہوگا، تو اسے نہیں سونا چاہئے اور اگر سو جائے اور اذان صبح سے پہلے بیدار نہ ہو سکا تو اس کا روزہ باطل ہے۔(۳)

وہ کام جو روزہ دار پر مکروہ ہیں

۱۔ ہر وہ کام جو ضعف و سستی کا سبب بنے، جیسے خون دینا وغیرہ۔

۲۔ معطر نباتات کو سونگھنا (عطر لگانا مکروہ نہیں ہے)

۳۔ بدن کے لباس کو تر کرنا۔

٤۔ تر لکڑی سے مسواک کرنا۔(٤)

روزہ کی قضا اور اس کا کفارہ

قضا روزہ:

اگر کوئی شخص روزہ کو اس کے وقت میں نہ رکھ سکے، اسے کسی دوسرے دن وہ روزہ رکھنا چاہئے، لہٰذا جو روزہ اس کے اصل وقت کے بعد رکھا جاتا ہے   قضا روزہ

کہتے ہیں۔

....

(۱)توضیح المسائل،م۱۶۲۲۔۱۶۳۴۔۱۶۳۶

(۲)توضیح المسائل،م۱۶۳۲

(۳)توضیح المسائل،م۱۶۲۵

(۴)توضیح المسائل،م۱۶۵۷

* (خوئی) اس کا روزہ باطل ہے مسئلہ ۱۶۴۳ (گلپایئگانی) اگر وقت میں وسعت ہوتو روزہ باطل ہے اور اگر وقت تنگ ہوتو اس دن کے روزہ کو مکمل کرے اور اس کے بدلے میں رمضان کے بعد روزہ رکھے۔(۱۶۴۳)

روزہ کا کفارہ

کفارہ وہی جرمانہ ہے جو روزہ باطل کرنے کے جرم میں معین ہوا ہے جو یہ ہے:

* ایک غلام آزاد کرنا۔

* اس طرح دو مہینے روزہ رکھنا کہ ۳۱ روز مسلسل روزہ رکھے۔

* ۶۰ فقیروں کو پیٹ بھر کے کھانا کھلانا یا ہر ایک کو ایک مد* طعام دینا۔

جس پر روزہ کا کفارہ واجب ہوجائے اسے چاہیئے مندرجہ بالا تین چیزوں میں

سے کسی ایک کوانجام دے۔چونکہ آجکل غلام فقہی معنی میں نہیں پایا جاتا،لہٰذا دوسرے یا تیسرے امورانجام دیئے جائیں اگران میں سے کوئی ایک اس کے لئےممکن نہ ہوتو جتناممکن ہوسکےفقیرکوکھانا کھلائے اوراگرکھانانہیں کھلاسکتا ہوتواس کے لئےاستغفارکرنا چاہئے۔(۱)

جہاں قضاواجب ہےلیکن کفارہ نہیں

درج ذیل مواردمیں روزہ کی قضاواجب ہےلیکن کفارہ نہیں ہے:

عمداً قے کرے۔☆☆ ۲۔ماہ رمضان میں غسل جنابت کو بجالانا بھول جائے اورجنابت کی حالت میں ایک یا چندروزروزہ رکھے۔

۳۔ماہ رمضان میں تحقیق کئے بغیرکہ صبح ہوئی ہے یانہیں کوئی ایسا کام انجام دے جو روزہ باطل ہونے کا سبب ہو،مثلاً پانی پی لے اور بعد میں معلوم ہوجائے کہ صبح ہوچکی تھی۔

٤۔کوئی یہ کہے کہ ابھی صبح نہیں ہوئی ہےاورروزہ داراس پریقین کرکےایسا کوئی کام انجام دے جوروزہ باطل ہونے کا سبب ہواور بعد میں معلوم ہوجائے کہ صبح ہوچکی تھی۔

....

(۱) توضیح المسائل،م ۱۶۶۰۔۱۶۶۱

* یعنی ۱۰ سیر (ایک سیر = ۷۵ گرام) گندم، چاول یا اس کے مانند کوئی دوسری چیز فقیر کو دیدے (توضح المسائل م ۱۷۰۳)

☆☆ (اراکی) احتیاط واجب کی بنا پر کفارہ بھی دیدے (مسئلہ ۱۶۹۱) (خوئی وگلپائیگانی) کفارہ بھی واجب ہے مسئلہ ۱۶۶۷.

اگر عمداً رمضان المبارک کے روزہ نہ رکھے یا عمداً روزہ کو باطل کرے، تو قضا و کفار دونوں واجب ہیں*

....

* قے کرنا اور مجنب کا غسل کے لئے بیدار نہ ہونا دوسرا حکم رکھتا ہے (توضیح المسائل مسئلہ ۱۶۵۸) رجوع کریں)

سبق: ۳۳ کا خلاصہ

۱۔ اگر روزہ دار ماہ رمضان یا رمضان کے روزوں کی قضا کے دوران صبح کی اذان تک غسل کئے بغیر جنابت کی حالت میں باقی رہے یا اس کا فریضہ تیمم ہونے کی صورت میں تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

۲۔ اگر ماہ رمضان کے روزوں کے دوران غسل یا تیمم کو فراموش کرے اور ایک یا

چندروز کے بعد یاد آئے ،تو ان دنوں کے روزے قضا کرے۔

۳۔اگر روزہ دار کو دن کے دوران احتلام ہوجائے ،تو فوراً غسل کرنا واجب نہیں ہے، نیز اس کا روزہ بھی صحیح ہے۔

٤۔اگر ماہ رمضان کی رات میں مجنب یا محتلم کو معلوم ہو کہ اگر سو گیا تو غسل کرنے کیلئے اذان سے پہلے بیدار نہیں ہوسکتا تو اسے نہیں سونا چاہئے اور اگر سو گیا اور بیدار نہ ہوا تو اس کا روزہ باطل ہے۔

٥۔معطر نباتات کو سونگھنا اور تر لباس زیب تن کرنا مکروہ ہے۔

٦۔وقت گزرنے کے بعد رکھے جانے والے روزہ کو روزہ قضا اور عمداً روزہ نہ رکھنے کے تاوان (ہرجانہ) کو کفارہ کہتے ہیں۔

۷۔جس پر کفارہ واجب ہو، اسے ایک غلام آزاد کرنا چاہئے ، یا دو مہینے روزہ رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے۔

۸۔اگر روزہ دار عمداً قے کرے یا ماہ رمضان میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور ایک دو دن روزہ رکھنے کے بعد یاد آئے تو ان دنوں کی قضا بجالائے لیکن کفارہ نہیں ہے۔

۹۔اگر تحقیق کے بغیر کھانا کھائے اس کے بعد معلوم ہوجائے کہ اذان صبح کے بعد

کھایا ہے، تو اس کا روزہ باطل ہے اس کی قضا واجب ہے لیکن کفارہ نہیں ہے۔

۱۰۔ اگر عمداً رمضان کا روزہ نہ رکھے، تو قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہے۔

(؟) سوالات:

۱۔ روزہ کی قضا اور اس کے کفارہ میں کیا فرق ہے۔؟

۲۔ اگر مستحمی روزہ میں صبح کی اذان تک غسل نہ کرے، تو روزہ کا کیا حکم ہے؟

۳۔ اگر ایسے وقت میں بیدار ہو جائے کہ غسل جنابت کے لئے وقت نہ ہو تو اسکی تکلیف کیا ہے۔؟

٤۔ روزہ کی حالت میں عطر لگانے کا کیا حکم ہے؟

٥۔ ایک آدمی کی گھڑی پیچھے تھی، اس کے مطابق سحری کھانے کے بعد متوجہ ہوا کہ اذان صبح کے بعد کھانا کھایا ہے، تو قضا و کفارہ کے بارے میں اس کا فرض کیا ہے؟

سبق نمبر ٣٤

روزہ کی قضا اور کفارہ کے احکام

١۔ روزہ کی قضا کو فوراً انجام دینا ضروری نہیں ہے، لیکن احتیاط واجب* کی بنا پر اگلے سال کے ماہ رمضان تک بجالائے۔(١)

٢۔ اگر کئی ماہ رمضان کے روزے قضا ہوں تو انسان کسی بھی ماہ رمضان کے قضا روزے پہلے رکھ سکتا ہے۔

البتہ اگر آخری ماہ رمضان کے قضا روزوں کا وقت تنگ ہو مثلاً آخری ماہ رمضان کے ١٠ روزے قضا ہوں اور اگلے ماہ رمضان تک دس ہی دن باقی رہ چکے ہوں ☆☆ تو پہلے اسی آخری رمضان کے قضا روزے رکھے۔(٢)

٣۔ انسان کو کفارہ بجالانے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے، لیکن یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ اسے فوراً انجام دے۔(١)

....

(١) العروۃ الوثقی، ج٢، ص ٢٣٣، م ١٨، تحریر الوسیلہ، ج١، ص ٢٩٨، م ٤.

(٢) توضیح المسائل، م ١٦٩٨.

* (خوئی۔گلپایگانی) احتیاط کے طور پر مستحب ہے العروۃ الوثقیٰ، ج٢، ص ٢٣٣ م

۱۸

☆☆(خوئی ۔گلپا یئگانی) بہتر ہے۔ احتیاط مستحب ہے (م ۱۷۰۷) (اراکی)

احتیاط واجب ہے(م۱۷۳۱)

٤ ۔اگر کسی پر کفارہ واجب ہوا ہو، اسے چند برسوں تک بجا نہ لائے تو اس پر کوئی چیز اضافہ نہیں ہوتی ۔(۲)

٥ ۔ اگر کسی عذر کے سبب جیسے سفر میں روزہ نہ رکھے ہوں ۔اور رمضان المبارک کے بعد عذر برطرف ہوا ہو نیز اگلے رمضان تک عمدا قضا نہ کرے، تو قضا کے علاوہ، ہر دن کے عوض، فقیر کو ایک مد طعام بھی دے ۔(۳)

٦ ۔اگر کوئی شخص اپنے روزہ کو کسی حرام کام کے ذریعہ، جیسے استمنائسے باطل کرے، تو احتیاط واجبز کی بنا پر اسے مجموعی طور پر کفارہ دینا ہے، یعنی اسے ایک بندہ آزاد کرنا، دو مہینے روزہ رکھنا اور ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا ہے۔ اگر تینوں چیزیں اس کے لئےممکن نہ ہوں تو ان تینوں میں سے جس کسی کو بھی بجالا سکے کافی ہے۔(٤)

درج ذیل موارد میں نہ قضا واجب ہے اور نہ کفارہ:

١۔ بالغ ہونے سے پہلے نہ رکھے ہوئے روزے ۔(٥)

....

(۱)توضیح المسائل،م۱٦٨٤

(۲)توضیح المسائل،م۱٦٨٥

(۳)توضیح المسائل،م۱۷۰۵.

(٤)توضیح المسائل،م۱٦٦٥

(٥)توضیح المسائل،م۱٦٩٤

* (اراکی۔گلپائیگانی) کفارۂ جمع واجب ہے،(مسئلہ ۱٦٩٨۔۱٦٧٤)

۲۔ایک نومسلمان کے ایام کفر کے روزے، یعنی اگر ایک کافر مسلمان ہو جائے، تو اس کے گزشتہ روزوں کی قضا واجب نہیں ہے۔(۱)

۳۔اگر کوئی شخص بوڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا ہو اور ماہ رمضان کے بعد بھی اس کی قضا نہ بجالا سکتا ہو *

لیکن اگر روزہ رکھنا اس کے لئے مشکل ہو تو ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دیدے۔(۲)

ماں باپ کے قضا روزے:

باپ کے مرنے کے بعد اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ اس کے روزے اور نماز کی قضا کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ماں کے قضا روزے اور نماز بھی

بجالائے۔☆☆(۳)

مسافر کے روزے:

جومسافر سفر میں چار رکعتی نماز کو دو رکعتی پڑھتا ہے، اسے اس سفر میں روزے نہیں رکھنے چاہیئے، لیکن ان روزوں کی قضا بجالانا چاہیئے جو مسافر، سفر میں نماز پوری پڑھتا ہے، جیسے وہ مسافر جس کا شغل (کام) سفر ہو، اسے سفر میں روزہ رکھنا چاہیئے۔(٤)

....

(۱)توضیح المسائل م ۱٦۹۵

(۲)توضیح المسائل ۱۷۲۵، ۱۷۲٦.

(۳)تحریر الوسیلہ، ج۱،ص ۲۲۷ م ۱٦۔توضیح المسائل، م۱۷۱۲و ۱۳۹۰

(٤)توضیح المسائل، م۱۷۱٤۔

* (گلپائیگانی) اس صورت میں بھی احتیاط لازم کے طور پر ایک مد طعام فقیر کو دیدے(م ۱۷۳٤)

☆☆(اراکی) ماں کے قضا روزے اور نمازیں بھی اس پر واجب ہیں.(مسئلہ ۱۷٤٦) (گلپائیگانی) بنا بر احتیاط واجب، ماں کے قضا روزے اور نماز بھی

بجالائے (م۱۷۲۱)

مسافر کے روزہ کا حکم سفر پر گیا ہے:

۱۔ظہر سے پہلے مسافرت پر نکلا ہے۔جیسے حد ترخص ز پر پہنچ جائے اس کا روزہ باطل ہوجاتا ہے اگر اس سے پہلے روزہ کو باطل کرے احتیاط واجب کے طور پر کفارہ دینا چاہئے۔**

۲۔ظہر کے بعد مسافرت پر نکلا ہے، اس کا روزہ صحیح ہے اور اسے باطل نہیں کرنا چاہئے۔

سفر سے واپس آیا ہے:

۱۔قبل ازظہر اپنے وطن یا اس جگہ پہنچے جہاں دس دن رہنا چاہتا ہے:

۱۔روزہ کو باطل کرنے والا کوئی کام انجام نہیں دیا ہے اس دن کے روزہ کو آخر تک پہونچائے اور صحیح ہے۔

۲۔روزہ کو توڑ دیا ہے۔اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے لیکن اس کی قضا کرے۔

۲۔بعد ازظہر پہنچے۔

اس کا روزہ باطل ہے اور اس دن کی قضا بجالائے۔(۱)

نوٹ: ماہ رمضان میں سفر کرنا جائز ہے لیکن اگر روزہ سے فرار کے لئے ہو تو مکروہ ہے۔(۲)

زکات فطرہ

رمضان المبارک کے اختتام پر، یعنی عید فطر کے دن، اپنے مال کا ایک حصہ زکات فطرہ کے عنوان سے فقیر کو دیدے۔

زکات فطرہ کی مقدار:

اپنے اور ان افراد کے لئے جو اس کی کفالت میں ہیں، جیسے بیوی اور بچے، ہر فرد کے لئے ایک صاع زکات فطرہ ہے، ایک صاع: تقریباً تین کلو کے برابر ہوتا ہے۔(۳)

....

(۱) توضیح المسائل م ۱۷۱۵۔۱۷۲۱۔۱۷۲۲۔۱۷۲۳.

(۲) توضیح المسائل، م ۱۷۱۵.

(۳) توضیح المسائل م ۱۹۹۱.

* وضاحت: حد ترحض کی بحث سبق ۲۵ میں بیان ہوئی ہے

☆☆ (خوئی: کفارہ واجب ہے)(م، ۱۷۳۰)

زکات فطرہ کی جنس:

زکات فطرہ کی جنس، گندم، جو، خرما، کشمش، چاول، مکئی اور اس کے مانند ہے اور اگر ان میں سے کسی ایک کی قیمت ادا کی جائے تو بھی کافی ہے۔(١)

....

(١) توضیح المسائل، م١٩٩١

سبق ٣٤ کا خلاصہ

١۔ رمضان المبارک کے قضا روزے احتیاط واجب کی بنا پر اگلے سال کے ماہ رمضان تک بجالانے چاہیئے۔

٢۔ اگر کئی ماہ رمضان کے روزے قضا ہوئے ہوں تو جسے چاہئے اول بجالاسکتا ہے لیکن اگر آخری رمضان کے روزوں کا وقت تنگ ہو چکا ہو تو پہلے انہیں کو بجالائے۔

٣۔ اگر کفارہ ادا کرنے میں چندسال تاخیر ہوجائے تو اس میں کوئی چیز اضافہ نہیں ہوتی۔

٤۔ اگر ماہ رمضان کے قضا روزوں کو اگلے رمضان تک عمداً نہ بجالائے تو قضا کے علاوہ، ہر دن کے لئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دیدے۔

٥۔ اگر کوئی اپنے روزہ کو فعل حرام سے باطل کرے تو اس پر ایک ساتھ سارے

کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

٦۔ بالغ ہونے سے پہلے کے روزوں اور ایام کفر (تازہ مسلمان) کے روزوں کی قضا نہیں ہے۔

٧۔ بڑے بیٹے کو اپنے باپ کے قضا روزے اس کی وفات کے بعد بجالانے چاہئے۔

٨۔ جس سفر میں نماز قصر ہے، روزہ بھی باطل ہے۔

٩۔ اگر روزہ دار ظہر کے بعد سفر پر جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

١٠۔ اگر مسافر ظہر سے پہلے وطن یا ایسی جگہ پر پہنچے جہاں دس دن ٹھہرنا ہو تو اگر اس وقت تک کوئی ایسا کام انجام نہ دیا ہو جس سے روزہ باطل ہوتا ہے تو اس دن کے روزہ کو آخر تک پہنچائے اور وہ صحیح ہے۔

(؟) سوالات:

١۔ رمضان المبارک کے قضا روزوں کا وقت بیان کیجئے۔

٢۔ روزہ کے کفارہ کا وقت بیان کیجئے۔

٣۔ اگر کوئی اگلے سال کے رمضان تک قضا روزے نہ بجالا سکے تو اس کا فرض کیا ہے؟

٤ ۔جو بوڑھا، روزہ نہیں رکھ سکتا ہو، اس کا فرض کیا ہے؟

٥ ۔اگر بڑا بیٹا مر چکا ہو تو باپ کے قضا روزے کس کے ذمہ ہیں؟

٦ ۔سفر میں کون روزہ رکھ سکتا ہے؟

سبق نمبر ۳۵

خمس

مسلمانوں کے اقتصادی فرائض میں سے ایک فریضہ خمس کا ادا کرنا ہے، اس طرح کہ بعض مقاماتمیں اپنے مال کا ایک پنجم حصہ ایک خاص صورت میں خرچ کرنے کے لئے اسلامی حاکم کو دینا چاہیئے۔

خمس واجب ہونے کے مواقع

خمس سات چیزوں پر واجب ہے:

* جو کچھ سال بھر کے اخراجات سے زیادہ بچ جائے (کسب کار کا نفع)
* معدن
* خزانہ
* جنگی غنائم
* وہ جواہرات جو سمندر کی تہہ سے نکالے جاتے ہیں۔
* حلال مال حرام کے ساتھ مخلوط ہو چکا ہو۔
* وہ زمین جسے کافر ذمی ایک مسلمان سے خریدے۔(۱)

خمس ادا کرنا بھی نماز وروزہ کی طرح واجبات میں سے ہے اور تمام بالغ اور عاقل

اگر مذکورہ سات موارد میں سے ایک کے، مالک ہوں تو اس پر عمل کرنا چاہئے جس طرح شرعی فریضہ کے آغاز پر ہر کوئی نماز و روزہ کی فکر میں ہوتا ہے اسے خمس وزکات ادا کرنے اور دیگر واجبات کی فکر میں بھی ہونا چاہئے لہٰذا ضرورت کی حد تک ان کے مسائل سے آشنائی ضروری ہے، چنانچہ ہم یہاں پر خمس کے سات موارد میں سے صرف ایک کے بارے میں وضاحت کریں گے جس سے معاشرے کے لوگ زیادہ دو چار ہیں، اور وہ سال بھر کے خرچ سے بچے ہوئے مال پر خمس ہے:

اس مسئلہ کو واضح کرنے کے لئے ہمیں درج ذیل دو سوالوں کے جواب پر غور کرنا چاہئے:

۱۔سال کے خرچ سے کیا مراد ہے؟

۲۔کیا خمس کا سال قمری، یا شمسی مہینوں سے حساب ہوتا ہے اور اس کا آغاز کس وقت ہے؟

سال کا خرچہ:

اسلام لوگوں کے کسب وکار کے بارے میں احترام کا قائل ہے اور اپنی ضروریات کو پورے کرنے کو خمس پر مقدم قرار دیا ہے۔لہٰذا ہر کوئی اپنی آمدنی سے سال بھر کا

اپنا خرچہ پورا کرسکتا ہے۔

اور سال کے آخر پر کوئی چیز باقی نہ بچی ،تو خمس کی ادائیگی اس پر واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر متعارف اور ضرورت کے مطابق افراط وتفریط سے اجتناب کرتے ہوئے زندگی گزارنے کے بعد سال کے

....

(۱) توضیح المسائل، م ۱۷۵۱

* ذمہ = عہد و پیمان، وہ غیر مسلمان جو اسلامی مما لک میں زندگی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ عہد و پیمان باندھتے ہیں کہ مسلمانوں کے سماجی قوانین کی رعایت کریں اور ایک معین ٹیکس بھی ادا کریں گے جس کے عوض میں ان کی جان و مال امان میں رہے، انہیں کافر ذمی کہا جاتا ہے۔

آخر میں کوئی چیز باقی بچ جائے تو اس کے ایک پنجم حصہ خمس کے عنوان سے ادا کردے اور باقی ۵ ٤ حصہ اپنے لئے بچت کرے۔

لہٰذا، مخارج کا مقصد وہ تمام چیزیں ہیں جو اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ مخارج کے چند نمونوں کی طرف ذیل میں اشارہ کرتے ہیں:

*خوارک و پوشاک

* گھر کا سامان، جیسے برتن، فرش وغیرہ۔

* گاڑی جو صرف کسب وکار کے لئے نہ ہو۔

*مہانوں کا خرچہ۔

*شادی بیاہ کا خرچ۔

*ضروری اور لازم کتابیں۔

* زیارت کا خرچ

* انعامات و تحفے جو کسی کو دیئے جاتے ہیں۔

* ادا کیا جانے والا صدقہ، نذر یا کفارہ۔(۱)

....

(۱)العروۃ الوثقیٰ، ج۲،ص۳۹٤

خمس کا سال:

انسان کو بالغ ہونے کے پہلے دن سے نماز پڑھنی چاہئے، پہلے ماہ رمضان سے روزے رکھنے چاہئے اور پہلی آمدنی اس کے ہاتھ میں آنے کے ایک سال گزرنے کے بعد گزشتہ مال کے خرچہ کے علاوہ باقی بچے مال کا خمس دیدے۔اس طرح خمس

کا حساب کرنے میں، سال کا آغاز، پہلی آمدنی اور اس کا اختتام اس تاریخ سے ایک سال گزرنے کے بعد ہے۔

اس طرح سال کی ابتدائ:

* کسان کے لئے۔۔۔۔پہلی فصل کاٹنے کا دن ہے۔

* ملازم کے لئے۔۔۔۔پہلی تنخواہ حاصل کرنے کی تاریخ ہے۔

* مزدور کے لئے۔۔۔۔پہلی مزدوری حاصل کرنے کی تاریخ ہے۔

* دوکاندار کے لئے۔۔۔۔۔پہلا معاملہ انجام دینے کی تاریخ ہے۔(۱)

وہ مال جس پر خمس نہیں ہے

* جو مال مندرجہ ذیل طریقوں سے حاصل ہوجائے، اس پر خمس نہیں ہے:

۱۔وراثت میں ملا ہوا مال۔

۲۔بخشی گئی چی* (ہبہ)۔

۳۔حاصل کئے گئے انعامات۔

٤۔جو کچھ انسان کو عیدی کے طور پر ملتا ہے*

٥۔وہ مال جو کسی کو خمس، زکات یا صدقہ کے طور پر دیا جاتا ہے۔(۲)

خمس نہ دینے کے نتائج:

۱۔جب تک مال کا خمس ادا نہ کیا جائے، اس میں ہاتھ نہیں لگا سکتے ہیں، یعنی اس کے کھانے کو نہیں کھایا جا سکتا، جس کا خمس ادا نہ کیا گیا ہو اور اس پیسے سے کوئی چیز نہیں خریدی جا سکتی ہے جس کا خمس ادا نہ کیا گیا ہو۔(۳)

....

(۱)العروۃ الوثقیٰ، ج۲،ص۳۹٤،م٦

(۲)العروۃ الوثقیٰ، ج۲،ص۳۸۹۔السابع ص۹۰،م٥١

(۳)توضیح المسائل ص،م۱۷۹۰

*(تمام مراجع)نمبر۲ اور٤ اگر مال کے خرچہ سے بچ جائے تو اس کا خمس دینا چاہئے (م۱۷٦۲)

۲۔اگر خمس نہ نکالے گئے پیسوں سے (حاکم شرع کی اجازت کے بغیر) کاروبار کیا جائے تو اس کاروبار کا۱٥معاملہ باطل ہے۔(۱)*

۳۔اگر خمس نہ نکالے گئے پیسے حمام کے مالک کو دے کر غسل کرے تو وہ غسل باطل ہے۔(۲)☆☆

٤۔اگر خمس نہ نکالے گئے پیسوں سے مکان خریدا جائے، تو اس مکان میں نماز پڑھنا باطل ہے۔(۳)

خمس کے احکام:

۱۔ اگر قناعت کر کے کوئی چیز سالانہ خرچہ سے بچ جائے اس کا خمس دینا چاہیے۔۱(٤)

۲۔ اگر گھر کے لئے سامان خریدا ہو اور اس کی ضرورت نہ رہے تو احتیاط واجب ☆☆☆ کی بنا پر اس کا خمس دینا چاہیے، مثال کے طور پر ایک بڑا فرج خریدے اور پہلے فرج کی ضرورت باقی نہ رہے۔(٥)

۳۔ اشیائے خوردونوش جیسے چاول، تیل، چائے وغیرہ جو سال کی آمدنی سے اس سال کے خرچہ

....

(۱) توضیح المسائل، م ۱۷٦۰

(۲) توضیح المسائل، م ۳۹۳

(۳) توضیح المسائل، ۸۷۳

(٤) توضیح المسائل، م ۱۷٥٦

(٥) توضیح المسائل، م ۱۷۸۱

* (اراکی۔خوئی) معاملہ صحیح ہے لیکن اس کا خمس ادا کرنا چاہیے (م ۱۷۹٤، ۱۷۹٥

☆☆(خوئی) اگر چہ اس نے حرام کام انجام دیا ہے لیکن اس کا غسل باطل نہیں ہے (گلپایئگانی) اگر جانتا ہو کہ ان اوصاف کے ساتھ حمام کا مالک اس کے غسل پر رضامند ہے یا حمام کے مالک کی رضا پر توجہ نہ دیتے ہوئے غسل کرے تو غسل صحیح ہے (م،۳۸۹)

☆☆☆(خوئی) احتیاط مستحب ہے.

کے لئے خریدی جاتی ہے، اگر سال کے آخر میں بچ جائے تو اس کا خمس دینا چاہئے۔(۱)

٤۔اگر ایک نابالغ بچے کا کوئی سرمایہ ہو اور اس سے کچھ نفع کمائے تو احتیاط واجب
* کے طور پر
اس بچے کو بالغ ہونے کے بعد اس کا خمس دینا چاہئے۔(۲)☆☆

مصرف خمس:

خمس کے مال کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہئے، اس کا نصف سہم امام زمان علیہ السلام ہے اور اسے مجتہد جامع الشرائط جس کی انسان تقلید کرتا ہے یا اس کے وکیل کو دیا جاتا ہے دوسرے نصف کو بھی مجتہد جامع الشرائط یا اس کی اجازت سے ضروری شرائط کے حامل سادات کو دیا جائے۔(۳)☆☆☆

خمس کے محتاج سید کے شرائط:

*غریب ہو یا ابن السبیل ہو، اگر چہ اپنے شہر میں غریب ومحتاج نہ ہو۔

*شیعہ اثنا عشری ہو۔

*کھلم کھلا گناہ کا مرتکب نہ ہو (احتیاط واجب کی بنا پر) اور اسے خمس دینا گناہ انجام دینے میں مدد کا سبب نہ ہو۔

* احتیاط واجب کی بناء پر ان افراد میں سے نہ ہو جن کے اخراجات اس (خمس لینے والے) کے ذمہ ہوں، جیسے بیوی بچے۔(٤)

....

(١) توضیح المسائل، م۱۷۸۰
(٢) توضیح المسائل، م۱۷۹٤.
(٣) توضیح المسائل، م۱۸۳٤.
(٤) توضیح المسائل، م۱۸۳۵ تا۱۸٤۱

* (گلپائیگانی) بالغ ہونے کے بعد اس کا خمس دینا چاہیئے (م۱۸۰۳)

☆☆ (خوئی) واجب نہیں ہے اس کا خمس دے (م۱۸۰۲)

☆☆☆ (گلپائیگانی، اراکی) صاحب مال خود بھی شرائط کے حامل سادات کو

دے سکتا ہے (مسئلہ ۱۸۴۳)

سبق: ۳۵ کا خلاصہ

۱۔خمس ادا کرنا ایک اقتصادی فریضہ ہے۔

۲۔درج ذیل موارد میں خمس ادا کرنا واجب ہے:

*کسب و کار کی منفعت

*معدن (کان)

*خزانہ

*جنگی غنائم

*سمندری جواہرات

*حلال مال کا حرام مال سے مخلوط ہونا۔

*وہ زمین جسے کافر ذمی مسلمان سے خریدے۔

۳۔خوراک، پوشاک، مسکن، گھر کا سامان، سواری، دعوت کے اخراجات، شادی بیاہ، زیارت، مسافرت، جواہرات، تحفے، صدقات اور کفارات سال کے اخراجات میں شمار ہوتے ہیں۔

۴۔جس دن پہلی آمدنی انسان کے ہاتھ میں آئے، اسی دن سے خمس کا سال شروع

ہوتا ہے اور ایک سال گزرنے کے بعد جو کچھ اس آمدنی سے بچا ہو اس پر خمس دینا چاہئے۔

۵۔ وراثت میں ملے مال، بخشش میں ملی چیزوں اور حاصل کئے گئے انعامات پر خمس نہیں ہے۔

٦۔ جب تک مال کا خمس ادا نہ کیا جائے اس میں مداخلت نہیں کی جاسکتی ہے اور اگر اس مال سے تجارت کا ١٥ حصہ باطل ہے۔

۷۔ خمس کا نصف مال امام (عج) ہے، اسے اپنے مرجع تقلید کو دینا چاہئے، اور دوسرے نصف یعنی سادات کا حصہ مرجع تقلید کی اجازت سے درج ذیل شرائط کے حامل سید کو دیا جا سکتا ہے:

١۔ غریب ہو۔

٢۔ شیعہ اثنا عشری ہو۔

٣۔ کھلم کھلا معصیت و گناہ نہ کرتا ہو۔

٤۔ ان افراد میں سے نہ ہو جن کے اخراجات وہ (لینے والا سید) ادا کرتا ہو، جیسے بیوی بچے۔

(؟) سوالات:

۱۔کس قسم کے جواہرات پرخمس نہیں ہے؟

۲۔کسب وکار کے منافع کی وضاحت کیجئے؟

۳۔سالِ خمس کا آغاز کس وقت ہوتا ہے؟

شادی وخوشی کے موقع پر دیئے جانے والے تحفہ پرخمس ہے یانہیں؟

۵۔نابالغ بچے اگر کام کر کے کچھ پیسے بچت کریں،کیااس پرخمس ہے؟

٦۔مصرف خمس کی وضاحت کیجئے؟

سبق نمبر ۳۶

زکات

مسلمانوں کا ایک اوراہم اقتصادی فریضہ زکات کی ادائیگی ہے۔

زکات کی اہمیت کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر نماز کے بعد آیا ہے اور اسے ایمان کی علامت اور کامیابی کا سبب شمار کیا گیا ہے۔

معصومین علیہم السلام سے نقل کی گئی متعدد روایات میں آیا ہے:

جو زکات ادا کرنے میں مانع بن جائے ،(کوتاہی کرے) دین سے خارج ہے

زکات کے بھی خمس کی طرح خاص موارد ہیں، اس کی ایک قسم بدن اور زندگی کی زکات ہے جو ہر سال عید فطر کے دن ادا کی جاتی ہے اور یہ صرف ان لوگوں پر واجب ہے جو استطاعت رکھتے ہوں۔اس قسم کی زکات کے مسائل روزہ کی بحث کے آخر پر بیان ہوئے ہیں *

زکات کی دوسری قسم، مال کی زکات ہے،لیکن لوگوں کے تمام اموال پر زکات نہیں ہے، بلکہ صرف ۹ چیزوں پر زکات ہے اورانہیں تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

....

* دیکھئے سبق نمبر ۳٤ .

وجوب زکات کے مواقع (۱)

۱۔اناج:

گندم

جو

خرما

کشمش

۲۔مویشی:

اونٹ

گائے

بھیڑ بکری

۳۔سکے:

سونا

چاندی

....

(۱) توضیح المسائل، م ۱۸۵۳.

حد نصاب:

ان چیزوں کی زکات اس صورت میں واجب ہوتی ہے کہ ایک خاص مقدار تک پہنچ جائے اور اس مقدار کو حد نصاب کہتے ہیں۔ یعنی اگر حاصل شدہ پیداوار یا مویشیوں کی تعداد حد نصاب سے کمتر ہو تو، ان پر زکات نہیں ہے۔

اناج کا نصاب:

مذکورہ چار قسم کے اناج ایک نصاب رکھتے ہیں اور یہ نصاب تقریباً ۸۵۰ کلوگرام ہے۔ اس لحاظ سے اگر حاصل شدہ پیداوار اس مقدار سے کم ہو تو، اس پر زکات نہیں ہے۔* (۱)

اناج کی زکات کی مقدار:

جب اناج کی حاصل شدہ پیداوار حد نصاب کو پہنچے، تو اس میں سے ایک حصہ زکات کے عنوان سے ادا کیا جانا چاہئے۔ لیکن اناج کی زکات کی مقدار اسکی آبیاری پر منحصر ہے۔ اس لحاظ سے اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ جو پیداوار بارش کے پانی یا دریا کے پانی سے آبیاری کر کے یا خشک کاشت کے نتیجہ میں حاصل ہو جائے، اس کی زکات کی مقدار ۱۰/۱ حصہ ہے۔

۲۔ جو پیداوار ڈول، بالٹی، رہٹ یا موٹر پمپ کے پانی سے آبیاری کر کے حاصل

ہوجائے، اس کی زکات کی مقدار ۲۰/۱ حصہ ہے۔

۳۔ جو پیداوار دونوں طریقوں، یعنی بارش کے پانی یا دریا کے پانی کے علاوہ دستی صورت میں آبیاری کے نتیجہ میں حاصل ہوجائے تو اس کے نصف پر ۱۰/۱ اور دوسرے نصف پر ۲۰/۱ حصہ زکات ہے۔(۲)

مویشیوں کا نصاب:

بھیڑ بکری: بھیڑ بکریوں کا پہلا نصاب چالیس عدد ہے اور ان کی زکات ایک بھیڑ ہے، بھیڑ بکریوں کی تعداد جب تک چالیس تک نہ پہنچے ان پر زکات نہیں ہے۔(۳)

....

(۱) توضیح المسائل، م ۱۸٦٤. (۲) توضیح المسائل، م ۱۸۷۵ تا ۱۸۷۹

(۳) توضیح المسائل، م ۱۹۱۳

زاناج کا صحیح نصاب ۸٤۷.۲۰۷ کیلوگرام ہے۔

گائے:

گائے کا پہلا نصاب تیس عدد ہے اور ان کی زکات ایک گوسالہ ہے جو ایک سال تمام ہونے کے بعد دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔(۱)

اونٹ

اونٹ کا پہلا نصاب پانچ عدد ہے اور ان کی زکات ایک بھیڑ ہے۔اونٹوں کی تعداد جب تک ۲۶ عدد تک نہ پہنچے، ہر پانچ اونٹ کے لئے ایک بھیڑ زکات ہے لیکن جب ان کی تعداد ۲۶ تک پہنچ جائے تو ان کی زکات ایک اونٹ ہے۔(۲)

سونا اور چاندی کا نصاب:

سونے کا نصاب ۱۵ مثقال اور چاندی کا نصاب ۱۰۵ مثقال ہے اور دونوں کی زکات ۱٤۰ ہے۔(۳)

زکات کے احکام:

۱۔ گندم، جو، خرما، اور انگور پر، بیج کی قیمت، مزدوری، ٹریکٹر وغیرہ کے کرایہ کی صورت میں جو خرچہ آتا ہے، اس کو پیداوار سے کم کیا جا سکتا ہے، لیکن نصاب کی مقدار اس خرچہ کے کم کرنے سے پہلے حساب کی جاتی ہے*

....

(۱) توضیح المسائل م ۱۹۱۲.

(۲) توضیح المسائل م ۱۹۱۰.

(۳) توضیح المسائل م ۱۸۹۶و۱۸۹۷

* (گلپائیگانی)۔ اراکی) خرچہ کم کرنے کے بعد حساب ہوتا ہے(م،۱۹۰۹)۔(خوئی)اس خرچہ کو کم نہیں کر سکتے (م،۱۸۸۹)

اس طرح اگر ان چیزوں کی مقدار اس خرچہ کے کم کرنے سے پہلے نصاب کی حد تک پہنچ جائے تو زکات کا ادا کرنا واجب ہے لیکن زکات، مذکورہ خرچ کو کم کرنے کے بعد باقی بچے اجناس سے ہی نکالی جائے گی۔(۱)

۲۔مویشیوں پر زکات درج ذیل صورت میں واجب ہوتی ہے:

* ایک سال تک ان کا مالک رہا ہو * اس لحاظ سے مثلاً اگر کوئی ۱۰۰ عدد گائیں خریدے اور ۹ مہینے کے بعد انھیں بیچ دے، تو زکات واجب نہیں ہے۔(۲)

* مویشی سال بھر بیکار اور آزاد ہوں، اس لحاظ سے اس گائے اور اونٹ پر زکات نہیں ہے جن سے کھیتی باڑی یا بارکشی میں کام لیا جاتا ہے۔(۳)

* مویشی سال بھر جنگل اور بیابان کے گھاس پر پلے، لہٰذا اگر تمام سال یا کچھ مدت تک بوئی ہوئی یا کاٹی ہوئی گھاس پر پلے تو زکات نہیں ہے۔(٤)

۳۔سونا اور چاندی پر اس وقت زکات واجب ہے جب کہ سکہ کی صورت میں ہوں اور ان کا معاملہ رائج ہو، اس لحاظ سے جو سونے کے زیورات آج کل خواتین استعمال کرتی ہیں، ان پر زکات نہیں ہے۔(٥)

٤۔زکات ادا کرنا،ایک عبادت ہے اس لئے جو کچھ زکات کے طور پر ادا کیا جائے بقصد قربت ہونا چاہئے۔(٦)

....

(١)توضیح المسائل۔١٨٨٠

(٢)توضیح المسائل،م١٨٥٦

(٣)توضیح المسائل،م١٩٠٨.

(٤)توضیح المسائل،م١٩٠٨

(٥)توضیح،م١٨٩٩.

(٦)توضیح المسائل م١٩٥٧.

*(تمام مراجع)اگر گیارہ ماہ تک گائے بھیڑ اور اونٹ،سونا،چاندی کا مالک رہے تو بارہویں مہینے کی ابتداء میں زکات دینا چاہئے لیکن پہلے سال گزرنے کے بعد پورے ١٢ مہینے تمام ہونے پر حساب کرے(م،١٨٨٦)

مصارف زکات:

آٹھ مواقع پر زکات کا کیا جاسکتا ہے یعنی ان تمام موارد یا ان میں سے چند ایک پر خرچ کیا جاسکتا ہے:

۱۔فقیر، وہ ہے جس کی آمدنی وبچت اپنے اوراپنے اہل وعیال کے سالانہ خرچہ سے کم تر ہو۔

۲۔مسکین، وہ ہے جو بالکل نادار اور مفلس ہو۔

۳۔ جو امام یا نائب امام کی طرف سے زکات جمع کرنے، اسکی حفاظت اور تقسیم کرنے پر مقرر ہو۔

٤۔ اسلام و مسلمین کے تیئں دلوں میں الفت پیدا کرنے کے لئے، جیسے اگر غیر مسلمانوں کی مدد کی جائے تو وہ دین اسلام کی طرف مائل ہوجائیں یا جنگ میں مسلمانوں کی مدد کریں*

٥۔غلاموں کوآزاد کرنے کے لئے۔

٦۔قرضدار، جواپنا قرض ادانہ کرسکتا ہو۔

۷۔ راہ خدا میں خرچ کرنا، یعنی ایسے کام انجام دینا جن سے عام لوگوں کو فائدہ ہواوراس میں خدا کی خوشنودی ہو، جیسے سڑکیں اور پل بنانا۔

۸۔ وہ مسافر جوسفر میں نادار ہو چکا ہواوراپنے وطن لوٹنے کے لئے خرچ نہ رکھتا ہو، اگرچہ اپنے وطن میں فقیر نہ ہو۔(۱)

....

(۱) توضیح المسائل، م۱۹۲۵

* (گلپایگانی) بعید نہیں ہے کہ یہ امام معصوم علیہ السلام سے مخصوص ہو (م۱۹۳۳)

سبق: ۳٦ کا خلاصہ

۱۔جن چیزوں پر زکات واجب ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

گندم، جو، خرما، کشمش، اونٹ، گائے، بھیڑ، سونا اور چاندی۔

۲ * کات اس صورت میں واجب ہوتی ہے کہ جب موردزکات چیز حد نصاب تک پہنچ جائے۔مختلف چیزوں کا حد نصاب حسب ذیل ہے:

(نمبر) مال کی قسم نصاب) مقدار زکات

۱۔ گندم

۸٤٧٢٠٧ کیلوگرام

* ۱۱۰ (دسواں حصہ)، اگر بارش اور دریا کے پانی سے آبیاری ہوئی ہو۔

* ۱۲۰ (بیسواں حصہ)، اگر دستی بالٹی، رہٹ اور موٹر پمپ سے آبیاری ہوئی ہو۔

* ۳٤۰، اگر دونوں چیزوں سے آبیاری ہوئی ہے۔

۲ جو

۳۔ خرما

٤۔ کشمش

٥۔ (اونٹ) پہلا نصاب ٥ اونٹ پر

۲٥ اونٹ پر۔

۲٦ اونٹ پر ایک بھیڑ

ہر ٥ اونٹ پر ایک بھیڑ

ایک اونٹ

٦۔ گائے ۳۰ گائے پر۔ ایک سال عمر کا ایک گوسالہ

۷۔ بھیڑ۔ ٤۰ بھیڑ پر۔ ایک بھیڑ

۸۔ سونا۔ ۱٥ مثقال پر ۱/٤۰

۹۔ چاندی۔ ۱۰٥ مثقال پر ۱/٤۰

۳۔ زکات کو ۸ معین مقامات پر صرف کرنا چاہئے (جو بھی مورد ہو) ان موارد میں ہر وہ کام بھی شامل ہے جسے خدا پسند فرماتا ہے، جیسے، تعمیر مسجد، پل و...

(؟) سوالات:

۱۔ درخت کی پیداوار میں سے کس پیداوار پر زکات واجب ہے؟

۲۔باب زکات میں،نصاب سے کیا مقصد ہے؟

۳۔کیانصاب کا،خرچہ کم کرنے سے پہلے حساب ہوتا ہے یااس کے بعد؟

٤۔گائے اور بھیڑ کا پہلا نصاب کیا ہےاور ہر ایک کی زکات کی مقدار کتنی ہے؟

٥۔حساب کر کے بتایئے کہ ۱۸ سکہ طلا کی زکات کتنی ہوگی جب کہ ہر سکہ کا وزن ۱۰ مثقال ہو۔؟

٦۔موٹر پمپ کے ذریعہ دریا سے آبیاری ہونے والے گندم کی پیداوار کی زکات ۱۱۰ ہے یا۱۲۰۔؟

۷۔ایک شخص نے مارچ کی پہلی تاریخ کو ۲٥ بھیڑ خریدے اوراسی سال اول ستمبر کو مزید۲۰ بھیڑ خریدے،ان بھیڑوں کی زکات ادا کرنے کا وقت کب ہے؟

سبق نمبر ۳۷

امر بالمعروف ونہی عن المنکر *

ہرانسان معاشرے میں انجام پانے والے برے اورترک کئے جانے والے نیک کاموں کے بارے میں ذمہ دار ہے، اس لئے اگرکوئی واجب کام ترک ہوجائے یا کوئی حرام کام انجام پائے تو اس کے مقابلے میں خاموشی اورلاتعلقی جائزنہیں ہے، اورمعاشرے کے تمام لوگوں کو واجب کام کی انجام دہی اور حرام کام کوروکنے کے لئے قدم اٹھانا چاہیئے اس عمل کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہیں۔

امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کی اہمیت:

* ائمہ معصومین علیہم السلام کے بعض بیانات میں آیا ہے:

* امر بالمعروف ونہی عن المنکر اہم ترین واجبات میں سے ہے۔

* دینی واجبات امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سبب مستحکم و پائیدار ہوتے ہیں۔

* امر بالمعروف اورنہی عن المنکر ضروریات دین میں سے ہے، جو اس سے انکار کرے، وہ کافر ہے۔

* اگر لوگ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک کریں، تو برکت ان سے اٹھا لی جاتی ہے اور دعا قبول نہیں ہوتی۔

....

* مسائل امر بالمعروف ونہی عن المنکر آیت اللہ اراکی وآیت اللہ خوئی کے رسالوں میں ذکر نہیں ہوئے ہیں۔

معروف ومنکر کی تعریف:

احکامِ دین میں تمام واجبات ومستحبات کو معروف اور تمام محرمات ومکروہات کو منکر کہا جاتا ہے، لہٰذا سماج کے لوگوں کو واجب ومستحب کام انجام دینے کی ترغیب دلانا امر بالمعروف اور انھیں حرام ومکروہ کام کی انجام دہی سے روکنا نہی عن المنکر ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر واجب کفائی ہے، یعنی کفایت کی حد تک انجام پانے کی صورت میں دوسروں پر واجب نہیں ہے، اگر شرائط میسر ہونے کی صورت میں سب لوگوں نے اسے ترک کیا ہو تو سب کے سب ترک واجب کے مرتکب ہوئے ہیں۔(۱)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے شرائط:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر چند شرائط کی بناء پر واجب ہے اوران شرائط کے نہ ہونے کی صورت میں ساقط ہے یعنی واجب نہیں ہے اور یہ شرائط حسب ذیل ہیں:

۱۔امر ونہی کرنے والے کو جاننا چاہئے کہ جو کام کوئی فرد انجام دیتا ہے وہ حرام ہے اور جسے ترک کرتا ہے، وہ واجب ہے، لہٰذا جو شخص حرام کام کی تشخیص نہ دے سکتا ہو کہ حرام ہے یا نہیں اس پر نہی کرنا واجب نہیں ہے۔

۲۔امر ونہی کرنے والے کو احتمال دینا چاہئے کہ اس کا امر ونہی مؤثر ہوگا، لہٰذا اگر جانتا ہو کہ مؤثر نہیں ہے یا اس میں شک کرتا ہو، تو اس پر امر ونہی کرنا واجب نہیں ہے۔

۳۔ گناہگار اپنے کام کو جاری رکھنے پر اصرار کرتا ہو، لہٰذا اگر معلوم ہوجائے کہ گناہگار کام کو ترک

....

(۱)تحریر الوسیلہ، ج۱،ص ٤٦٣ ،م ۲

کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور پھر سے اس کام کو انجام نہیں دے گا یا اس کام کو پھر سے انجام دینے میں کامیاب نہیں ہوگا، تو امر ونہی واجب نہیں ہے۔

٤۔ امرونہی کرنے والے کے لئے، امرونہی کرنا اپنے رشتہ داروں اور دوست یا ہمراہوں، دیگر مومنین کی جان ومال اور آبرو کے لئے قابل توجہ ضررونقصان کا سبب نہ بنے۔(١)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مراحل:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے چند مراحل ہیں اور اگر سب سے نچلے مرحلے پرعمل کرنے سے نتیجہ نکلے تو بعد والے مرحلہ پرعمل کرنا جائزنہیں ہے اور یہ مراحل حسب ذیل ہیں:

پہلا مرحلہ:

گناہگار کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جائے کہ وہ سمجھ لے کہ اس کا سبب اس کا گناہ میں مرتکب ہونا ہے مثلاً اس سے منہ موڑ لے یا ترش روئی سے پیش آئے یا آنا جانا بند کردے۔

دوسرا مرحلہ:

زبان سے امرونہی کرنا: * یعنی واجب ترک کرنے والے کوحکم دیدے کہ واجب بجالائے اور گناہگار کوحکم دیدے کہ گناہ کوترک کرے۔

تیسرا مرحلہ:

طاقت کا استعمال: منکر کو روکنے اور واجب انجام دینے کے لئے طاقت کا استعمال کرنا، یعنی گناہگار کی پٹائی کرنا۔(۲)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے احکام:

۱۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط اور موارد کو سیکھنا واجب ہے تا کہ امر ونہی کرنے میں خطا سرزد نہ ہوجائے۔(۳)

....

(۱)تحریر الوسیلہ، ج۱،ص ٤٦٥ ،ص ٤٧٢ ،م۱.

(۲)تحریر الوسیلہ، ج۱ص ٤٧٦ .

(۳)تحریر الوسیلہ، ج۱،ص ٤٧٦ .

*آیت اللہ گلپائیگانی کے رسالہ میں آیا ہے: دوسرے مرحلہ میں حسن خلق اچھی زبان میں امرونہی کرے اوراس کی مصلحتیں بیان کرے اوراس کتاب کا مرحلہ ۲ اور ۳، مرحلہ ۳و ٤ ہے۔

۲۔اگر امرونہی کرنے والا جان لے کہ درخواست نصیحت اور موعظہ کے بغیر امرونہی میں اثرنہیں ہےتو واجب ہے امرونہی کونصیحت، موعظہ اور درخواست کے ساتھ انجام دے اوراگر جانتا ہو کہ صرف درخواست اورموعظہ (امرونہی کے بغیر)

موٴثر ہے،تو واجب ہے یہی کام انجام دے۔(۱)

۳۔امرونہی کرنے والا اگر جانتا ہو یا احتمال دے کہ اس کا امرونہی تکرار کی صورت میں موٴثر ہے،تو تکرار کرنا واجب ہے۔(۲)

٤۔گناہ پر اصرار کا مقصد انجام کار کو جاری رکھنا ہی نہیں ہے بلکہ اس عمل کا مرتکب ہونا ہے اگر چہ پھر سے ایک بار ہی انجام دے۔اس طرح اگر کسی نے ایک بار نماز کو ترک کیا اور دوسری بار ترک کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو امر بالمعروف واجب ہے۔(۳)

٥۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں گناہگار کو حاکم شرع کی اجازت کے بغیر زخمی کرنا یا قتل کرنا جائز نہیں ہے،لیکن اگر منکر ایسے امور میں سے ہو جس کی اسلام میں بہت اہمیت ہو مثال کے طور پر ایک شخص ایک بے گناہ انسان کو قتل کرنا چاہتا ہے اور اسے اس کام سے روکنا زخمی کئے بغیر ممکن نہ ہو۔(٤)*

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے آداب:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے کے لئے سزاوار ہے:

* ایک رحم دل طبیب اور مہربان باپ کی طرح ہو۔

* اس کی نیت خالص ہو اور صرف خدا کی خوشنودی کے لئے قدم اٹھائے اور اپنے

عمل کو ہر قسم کی بالا دستی سے پاک کرے۔

* خود کو پاک ومنزہ نہ جانے، ممکن ہے جو شخص اس خطا کا مرتکب ہوا ہے، کچھ پسندیدہ صفات کا بھی مالک ہو اور محبت الٰہی کا حقدار قرار پائے اور خود امر بالمعروف کرنے والے کا عمل غضب الٰہی کا سبب بنے۔(۱)

....

(۱) تحریر الوسیلہ، ج۱،ص ۴۷۶،م ۳.

(۲) تحریر الوسیلہ، ج۱،ص ۴۶۸ م ۵.

(۳) تحریر الوسیلہ، ج۱،ص ۴۷۰،م ۴.

(۴) تحریر الوسیلہ، ج۱،ص ۴۸۱ م ۱۱و۱۲.

* یہ مسئلہ آیت اللہ گلپائیگانی کے توضیح المسائل میں نہیں آیا ہے.

....

(۱) تحریر الوسیلہ، ج۱،ص ۴۸۱،م ۱۴.

سبق: ۳۷ کا خلاصہ

۱۔ معروف وہی واجبات ومستحبات ہیں اور منکر وہی محرمات ومکروہات ہیں۔

٢۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر واجب کفائی ہے۔

٣۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے شرائط حسب ذیل ہیں:

* امر ونہی کرنے والا خود معروف ومنکر کو جانتا ہو۔

* تاثیر کا احتمال دے۔

* گناہگار گناہ کی تکرار کا ارادہ رکھتا ہو۔

* امر ونہی فساد کا سبب نہ ہو۔

٤۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل حسب ذیل میں:

* گناہگار کے ساتھ دوستی اور رفت وآمد نہ کی جائے۔

* زبانی امر ونہی

* گناہگار کی پٹائی کرنا۔

٥۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے شرائط ،مراحل اور مواقع کو یاد کرنا اور سیکھنا واجب ہے۔

٦۔اگر گناہ کو روکنے کے لئے امر ونہی کی تکرار ضروری ہوتو ،تکرار واجب ہے۔

٧۔حاکم شرع کی اجازت کے بغیر گناہگار کو زخمی کرنا یا اسے قتل کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ منکر ایسے امور میں سے ہو کہ اسلام میں اس کی بہت زیادہ اہمیت ہو۔

(؟) سوالات:

۱۔معروف ومنکر میں سے ہر ایک کی پانچ مثالیں بیان کیجئے ؟

۲۔کس صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے؟

۳۔اگر کوئی کسی گانے کو سن رہا ہو اور ہم نہیں جانتے وہ غنا ہے یا نہیں؟ تو کیا اس کو منع کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور کیوں؟

٤۔اگر کسی کو نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا جائے تو کیا واجب ہے کہ اسے کہا جائے؟ کیوں؟

٥۔کیا ایک ایسی دوکان سے چیزیں خریدنا جائز ہے جس کا مالک نماز نہ پڑھتا ہو؟

٦۔گناہ گار کو کس صورت میں زخمی کرنا جائز ہے، دو مثال سے واضح کیجئے ؟

سبق نمبر ۳۸

جہاد اور دفاع*

چونکہ خورشید اسلام کے طلوع ہونے کے بعد تمام مکاتب و مذاہب؛ باطل، منسوخ اور نا قابل قبول قرار پائے ہیں لہٰذا تمام انسانوں کو دین اسلام کے پروگرام کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہونا چاہئے، اگر چہ وہ اسے تحقیق اور آ گاہی کے ساتھ قبول کرنے میں آزاد ہیں۔ پیغمبر اکرم اور آپ کے جانشینوں نے ابتداء میں اسلام کے نجات بخش پروگراموں کی لوگوں کے لئے وضاحت فرمائی اور انھیں اس دین کو قبول کرنے کی دعوت دی اور جو اسلام کے پروگراموں اور احکام سے روگردانی کریں، وہ غضب الٰہی اور مسلمانوں کی شمشیر قہر سے دو چار ہوں گے۔ اسلام کی ترقی کے لئے کوشش اور اس کو قبول کرنے سے انکار کرنے والوں سے مقابلہ کو جہاد کہتے ہیں۔ اسلام کی ترقی کے لئے اس قسم کا اقدام ایک خاص ٹیکنیک اور طریقہ کار کا حامل ہے اور یہ صرف پیغمبر اکرم اور آپ کے جانشینوں۔ (جو ہر قسم کی لغزش اور خطاء سے مبرّا ہیں) کے ذریعہ ہی ممکن ہے اور معصومین علیہم السلام کے زمانہ سے مخصوص ہے اور ہمارے زمانہ میں کہ امام معصوم کی غیبت کا دور ہے، واجب نہیں ہے لیکن دشمنوں سے مقابلہ کی دوسری قسم کا نام دفاع ہے۔ یہ تمام

مسلمانوں کا مسلم حق ہے کہ ہر زمان ومکان میں دنیا کی کسی بھی جگہ میں اگر دشمنوں کے حملہ کا نشانہ بنیں یا ان کا مذہب خطرہ میں پڑے تو اپنی جان اور دین کے تحفظ کے لئے دشمنوں سے لڑیں اور انہیں نابود کردیں۔ہم اس سبق میں اس واجب الٰہی یعنی دفاع کے احکام واقسام سے آشنا ہوں گے۔

....

* یہ سبق امام خمینی کے فتاویٰ سے مرتب کیا گیا ہے۔

دفاع کی قسمیں:

۱۔اسلام اور اسلامی ممالک کا دفاع

۲۔جان اور ذاتی حقوق کا دفاع (۱)

اسلام اور اسلامی ممالک کا دفاع:

* اگر دشمن اسلامی ممالک پر حملہ کرے۔

* یا مسلمانوں کے اقتصادی یا عسکری ذرائع پر تسلط جمانے کی منصوبہ بندی کرے۔

* یا اسلامی ممالک پر سیاسی تسلط جمانے کی منصوبہ بندی کرے۔

* تو تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ہر ممکن صورت میں ، دشمنوں کے حملہ کے

مقابلے میں کھڑے ہوجائیں اوران کے منصوبوں کی مخالفت کریں۔

جان اورذاتی حقوق کا دفاع:

۱۔مسلمانوں کی جان اوران کا مال محترم ہے،اگرکسی نے ایک مسلمان، یااس سے وابستہ افراد،جیسے، بیٹے، بیٹی، باپ، ماں اور بھائی پرحملہ کیاتو دفاع کرنااوراس حملہ کوروکناواجب ہے،اگرچہ یہ عمل حملہ آورکوقتل کرنے پرتمام ہوجائے۔(۲)

....

(۱)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۴۸۵

(۲)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۴۸۷۔۴۸۸

۲۔اگر چورکسی کے مال کو چرانے کے لئےحملہ کردے، دفاع کرنا اوراس حملہ کو روکناواجب ہے۔(۱)

۳۔اگرکوئی نامحرموں پرنگاہ کرنے کے لئے دوسروں کے گھروں میں جھانکےتو اسےاس کام سے روکناواجب ہے،اگرچہ اس کی پٹائی بھی کرنا پڑے۔(۲)

عسکری تربیت:

عصرحاضرمیں دنیا نےعسکری میدان میں کافی ترقی کی ہےاوراسلام کے دشمن

جدید ترین اسلحہ سے لیس ہوچکے ہیں ، اسلام اور اسلامی ممالک کا دفاع،جدید عسکری طریقوں کی تربیت حاصل کئے بغیر ممکن نہیں ہے ، چونکہ فوجی تربیت حاصل کرنا واجب ہے، جو اس ٹرینگ کی قدرت وصلاحیت رکھتے ہوں اور اسلام اور اسلامی ممالک کے دفاع کے لئے محاذ جنگ پر ان کے حضور کا احتمال ہوتو فوجی ٹرینگ ان کے لئے واجب ہے۔(۳)

اسلامی ممالک کا دفاع اور دشمنوں کے حملوں کے مقابلے میں ان کا تحفظ صرف جنگ کے ایام سے ہی مخصوص نہیں ہے، بلکہ ہر حالت میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد دشمن کے احتمالی حملے کو روکنے کے لئے پوری فوجی تیاری کے ساتھ ملک کی سرحدوں پر چوکس رہے اور کچھ لوگ اندرونی دشمنوں اور بدکاروں سے مقابلہ کرنے کے لئے بھی آمادہ ہوں۔اس لئے ان تمام توانا افراد پر لازم ہے کہ اپنی زندگی کے ایک حصہ کو اس مقدس فوجی خدمات انجام دینے کیلئے وقف کریں۔

....

(۱)تحریر الوسیلہ، ج۱،ص ۴۸۷۔۴۸۸

(۲)تحریر الوسیلہ، ج ص ۴۹۲ ،م ۳۰

(۳)استفتائ.

سبق ۳۸: کا خلاصہ

۱۔اسلام کی ترقی اوراسلامی مما لک کو وسعت بخشنے کے لئے جہاد معصوم علیہ السلام کے دور سے مخصوص ہے۔

۲۔ہرزمانے میں دفاع واجب ہےاور یہ عصرِ معصوم سے مخصوص نہیں ہے۔

۳۔دفاع کی دوقسمیں ہیں:

* اسلام اوراسلامی مما لک کا دفاع۔

* جان اورذاتی حقوق کا دفاع۔

٤۔اگردشمن اسلامی ملک پرحملہ کرے یااس پرحملہ کرنے کا منصوبہ رکھتا ہو،توتمام مسلمانوں پردفاع کرناواجب ہے۔

٥۔اگرکوئی کسی انسان یااس کے اعزہ پرحملہ آورہوجائےتو، دفاع کرنا واجب ہے۔

٦۔مال کا دفاع بھی واجب ہے۔

٧۔اگرکوئی شخص نامحرم کودیکھنے کے لئےکسی کے گھرمیں جھانکےتو اسے اس کام سے روکناواجب ہے۔

٨۔جوافرادفوجی ٹرینگ کی توانائی رکھتے ہوں اورمحاذ جنگ پران کے وجود کا

احتمال بھی ہوتو ایسے افراد کے لئے اسلامی ممالک کے دفاع کیلئے فوجی ٹریننگ لازم ہے۔

(؟) سوالات:

۱۔ جہاد اور دفاع میں کیا فرق ہے۔؟

۲۔ دفاع کی قسمیں بیان کیجئے اور ہر ایک کے لئے ایک مثال بیان کیجئے؟

۳۔ کس صورت میں چور کے ساتھ مقابلہ واجب ہے؟

٤۔ فوجی ٹریننگ کن لوگوں پر واجب ہے؟

سبق نمبر ۳۹

خرید وفروخت

خرید وفروخت کی قسمیں:

۱۔واجب

۲۔حرام

۳۔مستحب

٤۔مکروہ

٥۔مباح

واجب خرید وفروخت:

چونکہ اسلام میں بے کاری اور کاہلی کی مذمت ہوئی ہے،لہٰذا زندگی کے اخراجات کو حاصل کرنے کے لئے تلاش وکوشش کرنا واجب ہے۔جو لوگ خرید وفروخت کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے اپنے اخراجات پورے نہ کرسکیں،یعنی ان کی آمدنی اسی ایک طریقہ پر منحصر ہو اور کوئی دوسرا طریقہ ان کے لئے ممکن نہ ہو،تو ان پر واجب ہے خرید وفروخت سے ہی اپنی زندگی کے اخراجات پورا کریں تاکہ کسی کے محتاج نہ رہیں۔(۱)

....

(۱) توضیح المسائل، مسئلہ ۲۰۵۳

مستحب خرید وفروخت:

اپنے اہل وعیال کے اخراجات کو وسعت بخشنے اور دیگر مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے خرید وفروخت کرنا مستحب ہے۔ مثلاً جو کسان کھیتی باڑی کر کے اپنا خرچہ پورا کرتا ہے، اگر فراغت اور فرصت کے وقت خرید وفروخت کا کام بھی انجام دے تا کہ اس طریقے سے محتاجوں کی مدد کر سکے، تو ثواب ہے۔(۱)

حرام خرید وفروخت:

۱۔ نجاسات کی خرید وفروخت، جیسے مردار۔

۲۔ ایسی چیزوں کی خرید وفروخت، جن کے معمولی منافع حرام ہیں، جیسے قمار بازی کے آلات۔

۳۔ قمار بازی یا چوری سے حاصل شدہ چیزوں کی خرید وفروخت۔

٤۔ گمراہ کنندہ کتابوں کی خرید وفروخت

٥۔ کھوٹے سکوں کی خرید وفروخت۔

٦۔ اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ ایسی چیزیں فروخت کرنا جو مسلمانوں کے خلاف

دشمنوں کی تقویت کا سبب بنیں۔

۷۔اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ اسلحہ بیچنا جو دشمنوں کے لئے مسلمانوں کے خلاف تقویت کا سبب بنیں*۔(۲)

حرام۔خرید وفروخت کے اور بھی موارد ہیں لیکن مبتلا بہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کے بیان سے چشم پوشی کرتے ہیں۔

....

(۱)توضیح المسائل،مسئلہ ۲۰۵۳

(۲)تحریرالوسیلہ،ج۱ص۴۹۲ تا۴۹۸ توضیح المسائل،م۲۰۵۵

*نمبر ٤ سے ۷ تک تمام مراجع کے رسالوں میں موجودنہیں ہے۔

مکروہ خرید وفروخت:

۱۔ذلیل لوگوں سے لین دین کرنا۔

۲۔صبح کی اذان اورسورج چڑھنے کے درمیان لین دین کرنا۔

۳۔ایک ایسی چیزخریدنے کے لئے اقدام کرنا جسے کوئی دوسرا شخص خریدنا چاہتا تھا۔(۱)

خرید وفروخت کے آداب

مستحبات: *خریداروں کے درمیان قیمت میں فرق نہ کیا جائے۔

* اجناس کی قیمت میں سختی نہ کی جائے۔

* جب لین دین کرنے والوں میں سے ایک طرف پشیمان ہوکر معاملہ کوتوڑنا چاہئےتواس کی درخواست منظور کی جائے۔(۲)

مکروہات:

* مال کی تعریف کرنا۔

*خریدار کو برا بھلا کہنا۔

* لین دین میں سچی قسم کھانا (جھوٹی قسم کھانا حرام ہے)

* لین دین کے لئے سب سے پہلے بازار میں داخل ہونا اور سب سے آخر میں بازار سے باہر نکلنا۔

*تولنے اور ناپنے سے بخوبی آگاہ نہ ہونے کے باوجود مال کوتولنا یا ناپنا۔

....

(۱)توضیح المسائل،مسئلہ ٢٠٥٤

(۲)توضیح المسائل،مسئلہ ٢٠٥١

* معاملہ طے پانے کے بعد قیمت میں کمی کی درخواست کرنا۔(۱)

خرید وفروخت کے احکام:

۱۔گھر یا کسی اور چیز کوحرام کاموں کے استعمال کے لئے بیچنا یا کرایہ پر دینا حرام ہے۔(۲)

۲۔گمراہ کرنے والی کتابوں کالین دین،تحفظ،لکھنا،اور پڑھانا حرام ہے۔زلیکن اگر یہ کام ایک صحیح مقصد کے پیش نظر، جیسے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے انجام پائےتوکوئی حرج نہیں ہے۔(۳)

۳۔بیچنے والی چیز کوکسی گھٹیا یا کم قیمت والی چیز کے ساتھ ملانا،حرام ہے۔جیسے عمدہ میوے ڈبہ کی اوپروالی تہہ میں رکھنا اوراس کی نچلی تہہ میں گھٹیا میوے رکھنا اسے اچھے میووں کے عنوان سے بیچنا یا دودھ میں پانی ملاکر بیچنا۔(٤)

٤۔وقف کیا گیا مال نہیں بیچا جا سکتا ہے،مگر یہ کہ یہ مال خراب ہورہا ہواوراستعمال کے قابل نہ رہاہو، جیسے مسجد کا فرش مسجد میں استعمال کے قابل نہ رہاہو۔(٥)☆☆

٥۔کرایہ پر دئے گئے مکان یا کسی اور چیز کو بیچنے میں کوئی مشکل نہیں ہےلیکن کرایہ پردی گئی مدت

....

(۱)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۵۰۱

(۲)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۴۹۶ م۱۰۔توضیح المسائل ۲۰۶۹.

(۳)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۳۹۸م۱۵

(۴)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۴۹۹،توضیح المسائل،۲۰۵۵.

(۵)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۵۱۶،الرابع،توضیح المسائل،م۲۰۹۴

* (گلپائیگانی) اگر گمراہ کرنے کا سبب بنے تو حرام ہے (حاشیہ وسیلہ نجات) تمام مراجع کے رسالوں میں یہ مسئلہ موجود نہیں ہے.

☆☆ (اراکی) متولی اور حاکم کی اجازت سے اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(مسئلہ ۲۱۲۰)

کے دوران اس سے استفادہ کرنا اسی کا حق ہے جس نے اسے کرایہ پر لیا ہے۔(۱)

۶۔ لین دین میں خرید وفروخت ہونے والے مال کی خصوصیات معلوم ہونی چاہیئے،لیکن ان خصوصیات کا جاننا ضروری نہیں ہے جن کے کہنے یا نہ کہنے سے اس مال کے بارے میں لوگوں کی رغبت پر کوئی اثر نہ پڑے۔(۲)

۷۔ دوہم جنس چیزوں کی خرید وفروخت جو وزن کر کے یا پیمانے سے بیچی جاتی ہوں،اس سے زیادہ لینا سود اور حرام ہے۔

مثلاً ایک ٹن گندم دیکر ایک ٹن اور ۲۰۰ کیلوگرام واپس لے لیا جائے۔اسی طرح کوئی چیز یا پیسے کسی کو قرض دیئے جائیں اور ایک مدت کے بعد اس سے زیادہ لے لیں، مثلاً دس ہزار روپیہ بعنوان قرض دیدیں اور ایک سال کے بعد اس سے بارہ ہزار روپیہ لے لیں۔(۳)

معاملہ کو توڑنا:

بعض مواقع پر بیچنے والا یا خریدار معاملہ کو ختم کرسکتا ہے، ان میں سے بعض موارد حسب ذیل ہیں:

* خریدار یا بیچنے والے میں سے کسی ایک نے دھوکہ کھایا ہو۔
* معاملہ طے کرتے وقت آپس میں توافق کیا ہو کہ طرفین میں سے ہر کسی کو حق ہوگا کہ ایک خاص مدت تک معاملہ کو توڑ دیں، مثلا یہ طے کیا ہو کہ طرفین میں سے جو بھی اس معاملہ پر پشیمان ہوجائے تین دن تک معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔
* خریدا ہوا مال عیب دار ہو اور معاملہ کے بعد عیب کے بارے میں پتہ چلے۔
* بیچنے والے نے مال بیچتے وقت اس کی کچھ خصوصیات بیان کی ہوں لیکن بعد میں اس کے برعکس ثابت ہوجائے، مثلا کہے کہ یہ کاپی ۲۰۰ صفحات کی ہے بعد میں معلوم ہوجائے کہ اس سے کم تھی (۱)

....

(۱)توضیح المسائل،م٤٠٩٦ .

(۲)توضیح المسائل،م٢٠٩٠

(۳)توضیح المسائل،م٢٠٧٢و٢٢٨٣وتحریرالوسیلہ،ج١،ص٥٣٦

اگر معاملہ طے ہونے کے بعد مال کا عیب معلوم ہوجائے تو فوراً معاملہ توڑنا چاہئے اگر ایسا نہ کرے تو بعد میں معاملہ کو توڑنے کا حق نہیں رکھتا(۲)*

....

(۱)توضیح المسائل م٢١٢٤

(۲)توضیح المسائل م٢١٣٢

سبق٣٩ کا خلاصہ

۱۔اگر زندگی کے اخراجات حاصل کرنے کے لئے خرید وفرخت کے علاوہ کوئی اور امکان نہ ہو تو خرید فروخت واجب ہے۔

۲۔بعض مواقع پر خرید وفروخت حرام ہے،ایسے چند مواقع حسب ذیل ہیں:

نجاسات کا لین دین،جیسے مردار۔

گمراہ کنندہ کتابوں کا لین دین۔

دشمنان اسلام کو ایسی چیز بیچنا جو ان کی تقویت کا سبب بنے۔

دشمنان اسلام کے ہاتھ اسلحہ بیچنا۔

۳۔بعض مواقع پر خرید وفروخت مستحب ہے اور بعض مواقع پر مکروہ ہے۔

٤۔مستحب ہے کہ بیچنے والا قیمت کے بارے میں گاہکوں کے درمیان فرق نہ کرے ،مال کی قیمت پر سختی نہ کرے اور معاملہ توڑنے کی درخواست کو قبول کرے۔

٥۔مال کی تعریفیں کرنا ،معاملہ میں سچی قسم کھانا اور اسی طرح معاملہ کے بعد قیمت کم کرنے کی درخواست کرنا مکروہ ہے۔

* (گلپایگانی) اگر مسئلہ کو نہیں جانتا ،تو جب بھی آگاہ ہو جائے معاملہ کو توڑ سکتا ہے ۔(خوئی) ضروری نہیں ہے کہ معاملہ کو فورا توڑ دے بلکہ بعد میں بھی معاملہ کو توڑنے کا حق رکھتا ہے۔

٦۔حرام کام کے استفادہ کے لئے گھر کو بیچنا یا کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔

٧۔گمراہ کن کتابوں کی خرید وفروخت ،تالیف ،تحفظ ،تدریس اور مطالعہ حرام ہے ،مگر یہ کہ مقصد صحیح ہو۔

٨۔موقوفہ مال کو بیچنا جائز نہیں ہے۔

۹۔ بیچنے والی چیز کو کم قیمت یا گھٹیا چیز سے ملانا جائز نہیں ہے۔

۱۰۔ معاملہ میں مال کی خصوصیات معلوم ہونی چاہئے۔

۱۱۔ معاملہ اور قرض کے لین دین میں سود حرام ہے۔

۱۲۔ اگر بیچنے والے یا خریدار نے معاملہ میں دھوکہ کھایا ہو تو وہ معاملہ کو توڑ سکتے ہیں۔

۱۳۔ اگر بیچا ہوا مال عیب دار ہو اور خریدار معاملہ انجام پانے کے بعد متوجہ ہو جائے تو معاملہ کو توڑ سکتا ہے۔

(؟) سوالات:

۱۔ خرید و خروخت کس حالت میں مستحب ہے۔؟

۲۔ شطرنج، تاش اور سنتور کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

۳۔ حرام خرید و فروخت کے پانچ موارد بیان کیجئے.

٤۔ معاملہ میں قسم کھانے کا کیا حکم ہے؟

٥۔ مکان کو ایسے انقلاب مخالفین کے ہاتھ کرایہ پر دینے کا کیا حکم ہے جو اسلامی جمہوری کے خلاف سرگرم عمل رہتے ہیں؟

٦۔ سود کی وضاحت کر کے اس کی تین مثالیں بیان کیجئے؟

سبق نمبر ٤٠

کرایہ،قرض اورامانتداری

کرایہ:

اگر اجارہ پر دینے والا، مستأجر سے کہے: میں نے اپنی ملکیت تجھے کرایہ پر دیدی اور وہ جواب میں کہے: میں نے قبول کیا تو اجارہ صحیح ہے،حتی اگر کچھ نہ کہے اور صاحب مال اجارہ پر دینے کی نیت سے مال کو مستاجر کے حوالے کردے اور وہ بھی اجارہ کے قصد سے اسے لے لے،تو اجارہ صحیح ہے،مثلاً گھر کی چابی اسے دیدے اور وہ اسے لے لے۔(١)

اجارہ پر دیئے جانے والے مال کے شرائط:

اجارہ پر دی جانیوالی چیز کے کچھ شرائط ہونے چاہیئے،ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

* وہ مال معین اور مشخص ہو،لہٰذا اگر کوئی شخص (مشخص کرنے کے بغیر) کہے: اس گھر کے کمروں میں سے ایک کمرہ کو تجھے اجارہ پر دیتا ہوں تو اجارہ صحیح نہیں ہے۔

* مستاجر کو مال دیکھنا چاہیئے یا اس مال کی خصوصیات کو اس کے لئے ایسے بیان کیا

جائے کہ پوری طرح معلوم ہو جائے۔

....

(۱) توضیح المسائل، م ۲۱۷۷

* مال ان چیزوں میں سے نہ ہو کہ استعمال کرنے سے اصل مال نابود ہو جائے، لہٰذا روٹی، میوہ اور دیگر کھانے پینے کی چیزوں کو اجارہ پر دینا صحیح نہیں ہے۔(۱)

کرایہ کے احکام:

۱۔ اجارہ میں مال کے استفادہ کی مدت معین ہونی چاہیئے، مثلاً کہا جائے: ایک سال یا ایک ماہ (۲)

۲۔ اگر مال کا مالک، اجارہ پر دی جانیوالی چیز کو مستاجر کے حوالے کرے، اگرچہ مستاجر اسے اپنے قبضے میں نہ لے یا قبضے میں لے لے مگر اجارہ کی مدت تمام ہونے تک اس سے استفادہ نہ کرے تو بھی اسے اجارہ کی رقم ادا کرنی ہوگی۔(۳)

۳۔ اگر کوئی شخص کسی مزدور کو ایک خاص دن کے لئے کام پر معین کرے، مثال کے طور پر اس مزدور کی ذمہ داری یہ ہو کہ انیٹوں یا چونے وغیرہ کو باہر سے اٹھا کر بلڈنگ کے اندر لے جائے، اور یہ مزدور کام پر حاضر ہو جائے، اگر اس کے بعد اس کو کوئی کام نہ دیا جائے، مثلاً بلڈنگ کے اندر لے جانے کیلئے اینٹیں نہ ہوں، تو بھی

اس کی مزدوری اسے دینی چاہئے۔(٤)

٤۔اگر کوئی صنعت گر کسی چیز کو لینے کے بعد اسے ضائع کر دے،تو اسے اس نقصان کی تلافی کرنی چاہیئے، مثال کے طور پر ایک مکینک گاڑی کو کوئی نقصان پہنچائے۔(٥)*

٥۔اگر کوئی شخص کسی گھر، دکان یا کمرہ کو اجارہ پر لے اور اس کا مالک یہ شرط لگائے کہ صرف وہ خود اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو مستاجر کو حق نہیں ہے کسی اور کو اسے اجارہ پر دیدے۔(١)

....

(١)توضیح المسائل،م٢١٨٤

(٢)توضیح المسائل،م٢١٨٧

(٣)توضیح المسائل،م٢١٩٦

(٤)توضیح المسائل،م٢١٩٧

(٥)توضیح المسائل،م٢٢٠٠

* یہ مسئلہ حضرت آیت اللہ اراکی کے رسالہ میں نہیں ہے۔

قرض

قرض دینا مستحب ہے جس کے بارے میں قرآن واحادیث میں بہت تاکید کی گئی ہے اور قرض دینے والے کو قیامت کے دن اس کا بہت زیادہ صلہ ملے گا۔

قرض کی قسمیں:

۱۔ مدت دار: یعنی قرض دیتے وقت معین ہو کہ قرض لینے والا کس وقت قرض کو ادا کرے گا۔

۲۔ بغیر مدت: وہ ہے جس میں قرض ادا کرنے کی تاریخ معین نہ ہو۔

قرض کے احکام:

۱۔ اگر قرض معین مدت والا ہو تو قرض خواہ مدت تمام ہونے سے پہلے طلب نہیں کرسکتا ہے* (۲)

۲۔ اگر قرض معین مدت والا نہ ہو تو قرض خواہ کسی بھی وقت طلب کرسکتا ہے۔ (۳)

۳۔ قرض خواہ کے طلب کرنے پر اگر قرض دار اسے ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو۔ فوراً ادا کرنا چاہیئے، تاخیر کی صورت میں گناہ گار ہے۔ (٤)

٤۔ اگر کوئی شخص کسی کو کچھ پیسے دے اور شرط کرے کہ ایک مدت کے بعد، مثلاً ایک سال کے بعد اس سے بیشتر پیسے وصول کرے گا تو وہ سود اور حرام ہے، مثلاً ایک

لاکھ روپیہ دے کر یہ شرط کرے کہ ایک سال کے بعد اس سے ایک لاکھ بیس ہزار وپیہ وصول کرے گا۔(۵)

....

(۱)توضیح المسائل،م۲۱۸۰

(۲)توضیح المسائل،م۲۲۷۵

(۳)توضیح المسائل،م۲۲۷۵

(۴)توضیح المسائل م۲۲۷۶

(۵)توضیح المسائل م۲۲۸۸

*(تمام مراجع)احتیاط واجب کے طور پر مسئلہ ۲۲۸۹)

امانت داری

اگر انسان اپنا مال کسی کو دیدے اور کہے: یہ تمہارے پاس امانت رہے، اور وہ بھی قبول کر لے تو اسے امانت داری کے احکام پر عمل کرنا چاہیئے۔(۱)

امانت داری کے احکام:

۱۔جو شخص امانت کا تحفظ نہ کر سکے، اسے احتیاط واجب* کی بنا پر امانت کو قبول نہیں کرنا چاہیئے۔(۲)

۲ ۔ جو شخص کسی چیز کو امانت کے طور پر رکھتا ہے جب بھی چاہے اسے واپس لے سکتا ہے، اور جو امانت قبول کرتا ہے، وہ جب بھی چاہے اسے صاحب امانت کو واپس کر سکتا ہے۔(۳)

۳۔ جو شخص امانت قبول کرتا ہے، اگر اسے رکھنے کے لئے اس کے پاس کوئی مناسب جگہ نہ ہو، تو اسے اس امانت کے لئے مناسب جگہ مہیا کرنا چاہئے، مثلاً اگر پیسے ہیں اور گھر میں ان کی حفاظت نہیں کر سکتا تو انھیں بینک میں رکھے۔(٤)

٤ ۔ امانتدار کو امانت کا ایسا تحفظ کرنا چاہئے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے امانت میں خیانت اور اس کے تحفظ میں کوتاہی کی ہے۔(٥)

٥ ۔ اگر لوگوں کی امانت ضائع ہو جائے:

الف: اگر امین نے اس کی رکھوالی اور حفاظت میں کوتاہی کی ہو تو اسکی تلافی کرنا ضروری ہے۔

ب۔ اگر اس کے تحفظ میں کوتاہی نہ کی ہو اور اتفاقاً وہ مال ضائع ہو جائے، مثلاً سیلاب آجائے تو امانت دار ضامن نہیں ہے، اور اسکی تلافی بھی ضروری نہیں ہے۔(٦)

....

(۱) توضیح المسائل م ۲۳۲۷

(۲) توضیح المسائل م ۲۳۳۰

(۳) توضیح المسائل م ۲۳۳۲

(٤) توضیح المسائل، م ۲۳۳٤

(٥) توضیح المسائل، م ۲۳۳٥

(٦) توضیح المسائل، م ۲۳۳٥

* (اراکی) قبول کرنا جائز نہیں ہے (گلپایگانی) جائز نہیں ہے قبول کرے مگر یہ کہ صاحب مال سے کہہ دے کہ امانت کا تحفظ نہیں کر سکتا ہے۔ (م ۲۳۳۹)

سبق ۴۰ کا خلاصہ

۱۔ اجارہ پر دیا جانے والا مال مشخص و معین ہو اور مستاجر اسے دیکھے یا اس کی خصوصیات کو جان لے۔

۲۔ کسی ایسی چیز کو اجارہ پر دینا صحیح نہیں ہے جس کو استعمال کرنے سے اصل مال نابود ہو جائے، جیسے کھانے پینے کی چیزیں۔

۳۔ اجارہ میں مال کے استفادہ کی مدت معین ہونی چاہیئے۔

٤۔ جب صاحب مال اجارہ پر دینے والی چیز کو مستاجر کے حوالے کرے، تو مستاجر

کواس کی اجرت ادا کرنی چاہئے، اگر چہ اس مال سے استفادہ بھی نہ کرے۔

۵۔اگر اجارہ میں شرط ہو کہ اس مال سے صرف خود مستاجر استفادہ کرسکتا ہے تو وہ کسی دوسرے کو وہ مال اجارہ پر نہیں دے سکتا ہے۔

٦۔ مدت دار قرض میں قرض خواہ مدت تمام ہونے سے پہلے قرض دار سے طلب نہیں کرسکتا ہے۔

۷۔ اگر قرض مدت دار نہ ہو تو قرض خواہ کسی بھی وقت قرض دار سے طلب کرسکتا ہے۔

۸۔اگر قرض خواہ، اپنا قرض واپس لینا چاہے اور قرض دار اسے ادا کرسکتا ہو تو اس میں تاخیر جائز نہیں ہے۔

۹۔قرض پر سود لینا حرام ہے۔

۱۰۔ جو شخص امانت داری نہ کرسکتا ہو، احتیاط واجب کی بنا پر اسے امانت کو قبول نہیں کرنا چاہیئے۔

۱۱۔صاحب مال جب بھی چاہے، امانت دار سے اپنا مال لے سکتا ہے۔

۱۲۔ اگر امانت دار، لوگوں کے مال کے تحفظ میں کوتاہی کرے اور مال ضائع ہو جائے یا اسے نقصان پہنچے، تو وہ ضامن ہے۔

(؟) سوالات:

١۔قابل اجارہ اورنا قابل اجارہ مال کی پانچ پانچ مثالیں بیان کیجئے۔

٢۔ایک معمار ایک مزدور کو ٢٥ روپیہ روزانہ مزدوری پر لے گیا، اگر بلڈنگ پر پہنچنے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہاں پر پانی نہیں ہے، کیا مزدور کو کسی اجرت کے بغیر جواب دے سکتا ہے؟

٣۔قرض کی مختلف قسموں کی وضاحت کر کے ہر ایک کی مثال بیان کیجئے.

٤۔قرض میں سود کی صورت کی وضاحت کرتے ہوئے مثال دیجئے۔

٥۔اگر کسی کی امانت چوری ہو جائے تو امانت دار کی ذمہ داری کیا ہے؟

٦۔قرض اور امانت میں کیا فرق ہے؟

سبق نمبر ٤١

عاریت، صدقہ، پیدا شدہ اشیائ

عاریت:

عاریت: یعنی انسان اپنا مال کسی کو دیدے تا کہ وہ اس سے استفادہ کرے اور اس کے مقابلہ میں کوئی چیز اس سے نہ لے، مثلاً کوئی شخص اپنی سائیکل کسی کو دیدے تا کہ وہ گھر تک چلا جائے۔(١)

٢۔ جو شخص کسی چیز کو عاریت کے طور پر لے تو اسے اس کی رکھوالی کرنی چاہیئے۔

٣۔ عاریت پر لیا گیا مال اگر ضائع ہو جائے یا عیب دار ہو جائے تو:

الف: اگر اس کے تحفظ میں کوتاہی اور استفادہ کرنے میں زیادہ روی نہ کی ہو تو ضامن نہیں ہے۔

ب۔ اگر اس کے تحفظ میں کوتاہی اور استفادہ کرنے میں زیادہ روی کی ہو تو اس کی تلافی کرنی چاہیئے۔(٢)

٤۔ اگر پہلے سے شرط لگائی گئی ہو کہ مال پر ہر قسم کے نقصان کی صورت میں عاریت پر لینے والا

....

(۱)توضیح المسائل،م ٢٣٤٤

(۲)توضیح المسائل،م ٢٣٤٤

ضامن ہوگا،تو اس کے نقصان کی تلافی کرنی چاہیئے۔(۱)

صدقہ:*

صدقہ ایک مستحب کام ہے، اس کے بارے میں قرآن مجید کی آیات اور معصومین علیہم السلام کی روایات میں بہت تاکید ہوئی ہے اور اس کے لئے بے شمار ثواب ہے، یہاں تک کہا گیا ہے:

صدقہ دنیا میں رونما ہونے والے حوادث اور اچانک موت کے لئے رکاوٹ ہے اور آخرت میں گناہان کبیرہ سے پاک کرتا ہے اور قیامت کے حساب و کتاب کو آسان بناتا ہے ۔

اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ذیل میں اس سے متعلق چند احکام کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

صدقہ کے احکام:

۱۔صدقہ دیتے وقت انسان کو قصد قربت کرنا چاہیئے، یعنی صرف خدا کے لئے ادا کرے اور اس میں کسی قسم کی ریا اور خودنمائی نہیں ہونی چاہیئے.(۲)

۲۔صدقہ کو واپس لینا جائز نہیں ہے۔(۳)

۳۔صدقہ سید پر بھی حلال ہے، اگرچہ غیر سید کی زکات سید پر حرام ہے۔(٤)

٤۔اس کافر کو صدقہ دینا جائز ہے جو مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں نہ ہو اور پیغمبر یا ائمہ علیہم السلام کو برا بھلا نہ کہتا ہو۔(٥)

٥۔بہتر ہے صدقہ پوشیدہ صورت میں دیا جائے، مگر یہ کہ اعلانیہ طریقہ سے دوسروں کی حوصلہ افزائی ہو جائے، لیکن زکات اعلانیہ طور پر دینی چاہئے۔(۱)

....

(۱)توضیح المسائل،م ۲۳٤٤

(۲)تحریر الوسیلہ، ج۲،ص۹۰،م۱

(۳)تحریر الوسیلہ، ج۲،ص۹۰،م۲

(٤)تحریر الوسیلہ، ج۲،ص۹۱م ۳

(٥)تحریر الوسیلہ، ج۲،ص۹۱،م ٥

*صدقہ کے احکام تحریر الوسیلہ سے نقل کئے گئے ہیں۔

٦۔بھیک مانگنا اور بھکاری کو واپس کر دینا (اسے کچھ نہ دینا) مکروہ ہے۔(۲)

گم شدہ چیزوں کا اٹھانا

۱۔ پڑی ہوئی کسی چیز کو اٹھانا مکروہ ہے۔

۲۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو پائے لیکن اسے نہ اٹھائے تو اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

۳۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو پائے اور اسے اٹھالے تو اس کے حسب ذیل خاص احکام ہیں:

الف: اگر صاحب مال کا کوئی پتہ معلوم نہ ہو تو احتیاط واجب ہے اسے صاحب مال کی طرف سے صدقہ دیدے۔

ب: اگر پتہ معلوم ہو تو:

۱۔ اس کی قیمت چاندی کے سکوں کے ۱۲۶ عدد چنوں کے دانوں سے کم تر ہو: (۳)

اگر مالک مشخص و معلوم ہو تو اسے پہنچانا چاہیے۔

اگر مالک معلوم نہ ہو تو اسے اپنے لئے اٹھا سکتا ہے۔

۲۔ اگر اس کی قیمت چاندی کے سکوں کے ۱۲۶ عدد چنوں کے دانوں کے برابر ہو، تو ایک سال تک اس کے بارے میں اعلان کردے، اگر مالک مل جائے تو اسے

دیدے اور اگر نہ مل سکے تو اسے:

* اپنے لئے رکھ سکتا ہے۔

* مالک کے ملنے تک اپنے پاس محفوظ رکھ سکتا ہے۔

....

(۱) تحریر الوسیلہ، ج۲، ص۹۱، م۶

(۲) تحریر الوسیلہ، ج۲، ص۹۲، م۹۔۱۰

(۳) ۱۲۶ عدد چنے کے دانوں کے برابر چاندی کے سکے کی قیمت آجکل تقریباً ساڑھے سات روپئے ہے۔ (۱۹۹۳ئ)

* احتیاط مستحب ہے کہ اسے مالک کی طرف سے صدقہ دیدے۔ (۱)

٤۔ مال کے مالک کا پتہ کرنے کے لئے، ایک ہفتہ تک روزانہ ایک بار اس کے بعد ایک سال تک ہفتہ میں ایک بار نماز جماعت یا بازار میں جہاں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اعلان کرے۔ (۲) *

٥۔ احتیاط واجب کی بناء پر فوراً اعلان کرے اور اس میں تاخیر نہ کرے۔ (۳)

٦۔ اگر جانتا ہو کہ اعلان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے نیز اس کی تلاش کرنے سے نا امید ہو تو اعلان کرنا ضروری نہیں ہے۔ (٤)

۷۔اگر کوئی بچہ کسی مال کو پائے تو اس کے سرپرست (باپ یا دادا) کو اس کا اعلان کرنا چاہیئے۔(۵)☆☆☆

جوتے کا گم ہونا

اگر کسی شخص کا جوتے گم ہوجائیں لیکن اس کی جگہ پر کوئی دوسرے جوتے رہ گئے ہوں تو مسئلہ کی چند صورتیں ہیں:

۱۔جانتا ہو کہ کھوئے ہوئے جوتے کی جگہ پر رکھے گئے جوتے اسی کے ہیں جس نے اس کے جوتے لئے ہیں،تو اس صورت میں مالک کی تلاش سے ناامید ہو یا اس کی تلاش مشکل ہو تو اسے اپنے جوتے کے بدلے میں اٹھا سکتا ہے البتہ اگر اس جوتے کی قیمت اپنے جوتے سے زیادہ ہو اور مالک کو تلاش کرنے سے ناامید ہوجائے تو حاکم شرع کی اجازت سے اسے صدقہ دیدے۔

....

(۱)توضیح المسائل،م۲۵٦٤ تا۲۵٦۸.

(۲)تحریر الوسیلہ،ج۲،ص۲۲۸،م۱۹و۳۱

(۳)تحریر الوسیلہ،ج۲،ص۲۲٦،م۹

(٤)تحریر الوسیلہ،ج۲،ص۲۲٦،م۱۳

(٥)توضیح المسائل،م۲۵۷۱۔

*(گلپا یگانی)ضروری نہیں ہے ہر روز اعلان کرے بلکہ اگر ایک سال تک ایسے کہے کہ لوگ کہیں اعلان کیا گیا ہے تو کافی ہے.

☆☆(خوئی)اس کا ولی اعلان کرسکتا اس کے بعد اسے اٹھا لے اور مالک کی طرف سے صدقہ دیدے(اراکی)احتیاط واجب کی بنا پر اس کا سرپرست اعلان کرے مسئلہ ۲۵۸۵

۲۔احتمال دے کہ رکھا ہوا جوتا اس شخص کا نہیں ہے جس نے اس کا جوتا لیا ہے، اگر اس جوتے کو اٹھالے تو جوتے کے مالک کو تلاش کرنا ضروری ہے* اور اگر اس کو تلاش کرنے میں نا امید ہو جائے تو اس کی طرف سے کسی فقیر کو صدقہ دیدے(لیکن بہتر ہے اسے نہ اٹھائے)(۱)

....

(۱)توضیح المسائل،م۲۵۸۱

*مل جانے والے مال کا حکم رکھتا ہے۔

درس:٤١ کا خلاصہ

١۔عاریت پر لینے والی چیز کا تحفظ کرنا چاہئے

٢۔اگر عاریت پر لئے گئے مال کی رکھوالی میں لینے والا کوتاہی کرے اور مال کو نقصان پہنچے یا ضائع ہوجائے تو وہ ضامن ہے۔

٣۔مستحب صدقہ سید پر بھی حلال ہے،اگرچہ غیر سید کی زکات سید پر حرام ہے۔

٤۔صدقہ کو پوشیدہ دینا بہتر ہے،مگر یہ کہ دوسروں کی حوصلہ افزائی کرنا مقصود ہو۔

٥۔بھیک مانگنا اور بھکاری کو جواب دینا،دونوں چیزیں مکروہ ہیں

٦۔کسی پائی گئی چیز کو اٹھانا مکروہ ہے۔

٧۔اگر کوئی شخص کسی چیز کو پانے کے بعد اٹھالے تو اسے مالک تک پہنچانا چاہئے۔

٨۔اگر کوئی شخص کسی چیز کو پانے کے بعد اٹھالے اور اس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو تو اسے اپنے استعمال میں لاسکتا ہے۔

٩۔اگر پائی گئی چیز کی قیمت ایک درہم سے زیادہ ہو اور کوئی ایسی علامت موجود ہو کہ اس کے مطابق مالک مل سکتا ہے تو ایک سال تک اس کا اعلان کرے۔

١٠۔اگر جانتا ہو کہ اعلان کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے یا مالک کو تلاش کرنے سے ناامید ہو،تو اس صورت میں اعلان کرنا لازم نہیں ہے۔

۱۱۔اگر نابالغ بچہ کسی چیز کو پائے تو اس کے سر پرست کو اس کا اعلان کرنا چاہئے۔

۱۲۔اگر کسی کا جوتا کسی نے لے لیا ہو اور وہ جان لے کہ اس کی جگہ پر چھوڑا گیا جوتا اُسی کا ہے جس نے اس کا جوتا لے لیا ہے، تو اس جوتے کو اپنے جوتے کی جگہ پر استعمال کر سکتا ہے۔

(؟) سوالات:

۱۔عاریہ کی وضاحت کریں اور بتائیں کے امانت اور عاریہ میں کیا فرق ہے؟

۲۔اگر عاریہ پر لی ہوئی چیز میں نقصان ہو جائے چاہے عاریہ لینے والے نے اس کی حفاظت میں کوتاہی بھی نہ کی ہو تو کس صورت میں عاریہ لینے والا ضامن ہے؟

۳۔صدقہ واپس لینے کا کیا حکم ہے؟

٤۔زلزلہ سے متاثر غیر مسلم کو صدقہ دینے کا کیا حکم ہے؟

٥۔اگر مدرسہ میں کوئی کتاب پڑی مل جائے تو وظیفہ کیا ہے؟

سبق نمبر ٤٢

کھانا اور پینا

خداوندکریم نے انسان کے اختیار میں حسین فطرت، تمام حیوانات، میوے اور مختلف سبزیاں وغیرہ قرار دی ہیں تا کہ وہ ان سے کھانے، پینے، پوشاک، رہائش اور اپنی دیگر تمام ضروریات میں استفادہ کرے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی خداوند متعال نے انسان کے جان کے تحفظ، جسم وروح کی سلامتی، نسل کی بقا اور دیگر لوگوں کے حقوق کے احترام کے لئے قوانین وضوابط مقرر فرمائے ہیں کہ اس سبق میں کھانے پینے سے متعلق حسب ذیل چند کی وضاحت کرتے ہیں:

کھانے کی چیزوں کی اقسام:

١۔ نباتات:

میوے

سبزیاں

٣۔ حیوانات

چوپائے

پرندے

سمندری

پالتو

جنگلی

خوراک کے احکام(۱)

نباتاتی غذائیں:

تمام میوے اورسبزیاں حلال ہیں،مگر یہ کہ ان میں سے کوئی چیز بدن کے لئے مضر ہو۔

حیوانی غذائیں:

چوپائے:

پالتو:

۱۔حلال گوشت:

بھیڑ کی تمام قسمیں ز

گائے**

اونٹ

۲۔مکروہ:

گھوڑا

خچر

گدھا

۳۔حرام گوشت:

کُتّا

بلّی

باقی حیوانات

جنگلی:

ا۔حلال گوشت:

ہرن

گائے

جنگلی بکری

جنگلی گدھا

۲۔حرام گوشت:

تمام درندے حیوانات جیسے: بھیڑیئے اور شیر حرام ہیں۔(۱)

....

(۱) تحریر الوسیلہ، ج۱، ص، ۱۵۶، م ۵

* بکری بھی ایک قسم کی بھیڑ شمار ہوتی ہے.

☆☆ بھینس بھی ایک قسم کی گائے ہے اور حلال گوشت ہے.

چند مسائل:

۱۔ تمام درندے حیوانات، حرام گوشت ہیں، اگرچہ قدرت و درندگی کے لحاظ سے لومڑی کی طرح کمزور ہوں۔

۲۔ خرگوش کا گوشت کھانا حرام ہے۔

۳۔ تمام قسم کے کیڑے حرام ہیں۔(۱)

پرندے:

* درج ذیل پرندے حلال گوشت ہیں:

* کبوتروں کی تمام قسمیں (فاختہ بھی کبوتر کی ایک قسم ہے)

* چڑیوں کی تمام قسمیں (بلبل بھی ایک قسم کی چڑیا ہے)

* مرغی اور مرغا

* درج ذیل پرندے حرام گوشت ہیں:

* چمگادڑ

*مور

*کوا(زاغ بھی ایک قسم کا کوا ہے)

*عقاب جیسے چنگل رکھنے والے تمام پرندے۔(۲)

چند مسائل:

۱۔ہدہد* اورابابیل کا گوشت کھانا مکروہ ہے(۳)

....

(۱)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۱۵۷،م۶

(۲)تحریرالوسیلہ،ج۱،ص۱۵۶،م۶

(۳)توضیح المسائل،م۲۶۲۴

*(گلپائیگانی)احتیاط واجب ہے کہ ہدہد کا گوشت کھانے سے اجتناب کیا جائے (مسئلہ ۲۶۳۳)

۲۔حلال گوشت پرندوں کے انڈے حلال اورحرام گوشت پرندوں کے انڈے حرام ہیں۔(۱)

۳۔ٹڈی حلال گوشتپرندوں میں سے ہے۔(۲)

سمندری جانور

۱۔سمندری جانوروں میں صرف فلسدار (چھلکے والی) مچھلی اور بعض پرندے حلال گوشت ہیں۔

۲۔ جھینگا، جو دراصل ایک سمندری ٹڈی ہے اور پرندوں میں شمار ہوتا ہے، حلال گوشت ہے.(۳)

چند مسائل:

۱۔مٹی کھانا حرام ہے(٤)

۲۔ بیماری سے شفا پانے کے لئے تھوڑی سی خاک شفا کھانا مشکل نہیں ہے۔(٥)

۳۔نجس چیز کا کھانا اور پینا حرام۔(٦)

٤۔ جو چیز انسان کے لئے مضر ہو اس کا کھانا حرام ہے،٭مثلاً ایک بیمار کے لئے اگر چربی دار غذا کھانا مضر ہو تو اس کے لئے اس کا کھانا حرام ہے۔(٧)

٥۔ چوپائے حیوانات کے خصیے کھانا حرام ہے۔(٨)

٦۔شراب اور ہر مست کرنے والی سیّال چیز کا پینا حرام ہے۔(٩)

....

(۱)تحریر الوسیلہ، ج۲، ص۱۵۸، م۱۲

(۲)توضیح المسائل،م ۲۶۲۲

(۳)تحریرالوسیلہ ج ۲،ص ۱۵۵،م ۱

(٤)تحریرالوسیلہ ج ۲،ص ۱٦٤،م ۷

(٥)توضیح المسائل،م ۲۱۲۸

(٦)توضیح المسائل،م ۱٤۱

(۷)توضیح المسائل،م ۲٦۳۰

(۸)توضیح المسائل،م ۲٦۲٦

(۹)توضیح المسائل،م ۱۱۱و ۲٦۳۲

* (خوئی) ایک ایسی چیز کا کھانا جو موت کا سبب ہو یا کلی طور پر انسان کے لئے مضر ہو حرام ہے۔(مسئلہ ۲٦۳۹)

بھوک یا پیاس سے جان بہ لب مسلمان کو کھانا اور پانی دے کر موت سے نجات دلانا ہر مسلمان پر واجب ہے(۱)

کھانا کھانے کے آداب

مستحبات:

۱۔کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھ دھونا۔

۲۔کھانا کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ اور آخر پر الحمدللہ کہنا۔

۳۔دائیں ہاتھ سے کھانا۔

٤۔چھوٹے چھوٹے لقمے اٹھانا۔

٥۔کھانے کو اچھی طرح چبانا۔

٦۔پھلوں کو کھانے سے پہلے دھونا۔

۷۔اگر چند لوگ دسترخوان پر بیٹھے ہوں تو ہر ایک اپنے سامنے سے غذا اٹھا کے کھائے۔

۸۔میزبان سب سے پہلے کھانا کھانا شروع کرے اور سب سے آخر میں کھانے سے ہاتھ کھینچے۔(۲)

مکروہات:

۱۔سیر ہونے کے باوجود کھانا کھانا۔

۲۔پیٹ بھر کے کھانا (زیادہ کھانا)

۳۔کھانا کھاتے وقت دوسروں کے چہرے پر نگاہ ڈالنا۔

....

(۱)توضیح المسائل،م ٥٣٦٢

(۲) توضیح المسائل، م ۲۶۳۶

۴۔ گرم کھانا کھانا۔

۵۔ کھانا کھاتے وقت اس پر پھونک مارنا۔

۶۔ روٹی کو چاقو سے ٹکڑے کرنا۔

۷۔ کھانا کھانے کے برتن کے نیچے روٹی رکھنا۔

۸۔ پھل کو پوری طرح کھانے سے پہلے پھینک دینا۔(۱)

پانی پینے کے آداب

مستحبات:

۱۔ دن کو کھڑے ہو کر پانی پینا۔

۲۔ پانی پینے کی ابتداء میں بسم اللہ اور آخر پر الحمدللہ کہنا۔

۳۔ پانی کو تین بار رک رک کے پینا۔

۴۔ پانی پینے کے بعد امام حسین علیہ السلام اور آپ کے خاندان واصحاب پر درود بھیجنا اور آپ کے قاتلوں پر لعنت کرنا۔(۲)

مکروہات:

۱۔ زیادہ پینا۔

۲۔ چربی دار غذا کے بعد پانی پینا۔

۳۔بائیں ہاتھ سے پانی پینا۔

٤۔رات کو کھڑے ہو کر پانی پینا۔

....

(۱)توضیح المسائل،م ۲٦۳۷

(۲)توضیح المسائل،م ۲٦۳۸

(۲)توضیح المسائل،م ۲٦۳۹

درس:٤۲ کا خلاصہ

۱۔ پالتوں حیوانوں میں بھیڑ، گائے اور اونٹ کا گوشت حلال ہے اور گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت مکروہ ہے اور کتے، بلی اور دیگر تمام حرام گوشت حیوانوں کا گوشت حرام ہے۔

۲۔جنگلی حیوانوں میں ہرن، گائے، کوہستانی بکری اور جنگلی گدھے کا گوشت حلال ہے۔

۳۔بھیڑیئے اور شیر جیسے تمام درندے حرام گوشت ہیں۔

٤۔خرگوش کا گوشت کھانا حرام ہے۔

۵۔ ہر قسم کے کیڑے حرام ہیں۔

٦۔ پرندوں میں کبوتر، چڑیوں کی تمام قسمیں اور مرغی ومرغے حلال گوشت ہیں۔

۷۔ چمگادڑ، مور، کوے اور چنگل دار پرندے حرام گوشت ہیں۔

۸۔ سمندری جانوروں میں صرف فلس دار مچھلی اور چند آبی پرندے حلال گوشت ہیں۔

۹۔ جھینگا حلال گوشت ہے۔

۱۰۔ مٹی کھانا حرام ہے۔

۱۱۔ نجس غذا کھانا حرام ہے۔

۱۲۔ جو چیز انسان کے لئے مضر ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

۱۳۔ بھوک یا پیاس کی وجہ سے جاں بلب مسلمان کو کھانا اور پانی دے کر موت سے نجات دلانا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

۱٤۔ کھانے اور پینے کے کچھ آداب ہیں ان کی رعایت کرنا بدن کی تندرستی اور اُخروی ثواب کا سبب بنتا ہے۔

(؟) سوالات:

۱۔ پالتو چار پاؤں میں کون سے حیوانات حرام گوشت ہیں؟

۲۔خرگوش کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

۳۔درج ذیل حیوانات حلال گوشت ہیں یا حرام گوشت؟

کوا، گدھا، سانپ، چیونٹی، گائے، بلی، چوہا، بھینس۔

٤۔کبوتر، کوے اور چڑیا کے انڈے اور بھیڑ کے خصیوں کا کیا حکم ہے؟

٥۔سیگریٹ پینے کا کیا حکم ہے؟

٦۔کھانا کھانے کے مستحبات اور مکروہات کے پانچ مورد بیان کیجئے؟

سبق نمبر ٤٣

نظر اور ازدواج کرن

نظر:

خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت بینائی ہے، انسان کو چاہئے کہ اس عظیم نعمت سے اپنے اور اپنے ہم جنسوں کی ترقی وکمال کی راہ میں استفادہ کرے اور نامحرموں پر نظر ڈالنے سے پرہیز کرے۔ نظام قدرت اور اس کی خوبصورتی کو دیکھنے میں اگر دوسروں کی حق تلفی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن دوسروں پر نظر ڈالنے اور اپنے آپ کو نامحرموں کی نگاہ سے بچانے کے سلسلے میں کچھ خاص احکام ہیں کہ ان میں بعض کے بارے میں ہم اس سبق میں ذکر کریں گے۔

محرم ونامحرم:

محرم وہ ہے جس کے ساتھ ازدواج کرنا حرام ہے اور دوسروں پر نظر ڈالنے میں جو پابندیاں ہیں وہ محرم کے بارے میں نہیں ہیں:

وہ افراد جو لڑکوں اور مردوں کے لئے محرم ہیں:

١۔ ماں، دادی اور نانی۔

٢۔ بیٹی اور اولاد کی بیٹی۔

۳۔بہن۔

٤۔بہن کی بیٹی۔

٥۔بھائی کی بیٹی۔

٦۔پھوپھی (اپنی پھوپھی اور ماں اور باپ کی پھوپھیاں)

۷۔خالہ(اپنی خالہ اور ماں اور باپ کی خالہ)۔(۱)

مذکورہ افراد نسبی قرابت کی وجہ سے آپس میں محرم ہیں اور ایک اور گروہ ازدواج کی وجہ سے لڑکوں اور مردوں پر محرم ہوتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ساس اور اس کی ماں۔

۲۔بیوی کی بیٹی، اگرچہ دوسرے شوہر سے ہو۔

۳۔باپ کی بیوی (سوتیلی ماں)

٤۔بہو(بیٹے کی بیوی)(۲)

مذکورہ عورتوں کے علاوہ تمام عورتیں نامحرم ہیں، حتی بھائی کی بیوی اور بیوی کی بہن بھی نامحرم ہیں، اگرچہ بیوی کی بہن کے ساتھ اس وقت تک ازدواج کرنا حرام ہے جب تک اس کی بہن عقد میں ہو، یعنی دو بہنوں کے ساتھ دونوں کی زندگی میں ازدواج کرنا جائز نہیں ہے۔البتہ اگر پہلی بہن مرجائے یا اسے طلاق دیدی جائے

تو دوسری بہن کے ساتھ ازدواج کرسکتا ہے۔(۳)

....

(۱)تحریرالوسیلہ،ج۲،ص۲٦۳۔۲٦٤

(۲)تحریرالوسیلہ،ج۲،ص۲۷۷،م۱

(۳)تحریرالوسیلہ،ج۲،ص۲۸۰،م۱۵

دوسروں پر نظر ڈالنا:

۱۔میاں بیوی ایک دوسرے کے بدن کے تمام اعضاء کو دیکھ سکتے ہیں اگر چہ لذت کے لئے بھی ہو۔(۱)

۲۔میاں بیوی کے علاوہ ہر انسان کا دوسرے انسان پر لذت کی غرض سے نگاہ کرنا حرام ہے،خواہ یہ ہم جنس ہوں مرد کا مرد پر نگاہ یا غیر ہم جنس،جیسے مرد کا عورت پر نگاہ کرنا،اور خواہ محرم ہوں یا نامحرم۔بدن کے ہر عضو پر اس طرح کی نگاہ کرنا حرام ہے۔(۲)

۳۔عورت کے بدن پر مرد کی نظر* اگر لذت کی غرض سے نہ ہوتو اس کے حسب ذیل کچھ خاص احکام ہیں:

مرد کا عورت پر نگاہ کرنا

۱۔محرم

۱۔شرم گاہ۔۔۔حرام

۲۔شرم گاہ کے علاوہ۔۔۔جائز

۲۔نامحرم:

۱۔چہرہ اور ہاتھوں کو کلائی تک۔۔جائز**

۲۔بدن کے دیگر اعضائ۔۔حرام۔(۳)

....

(۱)تحریر الوسیلہ، ج۲،ص ۲۴۳،م۱۵۔۱۹

(۲)تحریر الوسیلہ، ج۲،ص ۲۴۳،م۱۵۔۱۹

(۳)تحریر الوسیلہ ج۲،ص ۲۴۳ م ۱۵۔ ۱۹۔۔ استفتائ۔توضیح المسائل،م ۲۴۳۳

* جو احکام مردوں کے لئے بیان کئے جاتے ہیں ان میں لڑکے شامل ہیں اور جو

احکام عورتوں کے لئے بیان کئے جاتے ہیں ان میں لڑکیاں بھی شامل ہیں۔

☆☆ (گلپایئگانی) چہرہ اور ہاتھوں پر نگاہ کرنا حرام ہے، (خوئی) احتیاط واجب ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں پر بھی نگاہ نہ کی جائے۔ (م ۲٤٤٢)

ازدواج

جو بیوی کے نہ ہونے کی وجہ سے حرام کا مرتکب ہو جائے، مثلاً نامحرم پر نگاہ کرے، تو اس پر ازدواج کرنا واجب ہے۔ (۱)

شائستہ شریک حیات:

انسان کے لئے سزاوار ہے کہ شریک حیات کے انتخاب میں اس کی صفات کا خیال رکھے اور صرف خوبصورتی اور مال پر اکتفا نہ کرے۔ پیغمبر اسلام کی نظر مبارک کے مطابق ایک شائستہ شریک حیات کی بعض خصوصیات حسب ذیل میں:

* محبت والی ہو۔
* پاک دامن اور پارسا ہو۔
* اپنے خاندان میں عزیز ہو۔
* اپنے شوہر کے تئیں متواضع ہو۔
* صرف اپنے شوہر کے لئے زینت اور سجاوٹ کرے۔

* اپنے شوہر کی اطاعت کرے۔(۲)

ناشائستہ شریک حیات:

پیغمبر اکرم کی روایات میں ناشائستہ شریک حیات کی بعض صفات حسب ذیل بیان ہوئی ہیں:

* اپنے خاندان میں ذلیل ہو۔

....

(۱) توضیح المسائل،م ۲٤٤۳

(۲) تحریر الوسیلہ، ج ۲، ص ۲۳۷

* حاسد اور کینہ ور ہو۔

* بے تقویٰ ہو۔

* دوسروں کے لئے سجاوٹ کرے۔

* اپنے شوہر کی فرماں بردار نہ ہو۔(۱)

عقد ازدواج:

۱۔ازدواج میں ایک خاص صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور صرف لڑکی اور لڑکے کی رضا مندی کافی نہیں ہے۔اس لحاظ سے صیغۂ ازدواج پڑھے جانے تک صرف منگنی محرم

ہونے کا سبب نہیں بن سکتا اور صیغۂ ازدواج پڑھنے تک نامحرم ہونے میں تمام عورتوں کے ساتھ کوئی فرق نہیں ہے۔(۲)

۲۔اگر عقد ازدواج میں ایک حرف اس طرح غلط پڑھا جائے کہ اس کا معنی بدل جائے تو عقد باطل ہے۔(۳)

....

(۱)تحریر الوسیلہ، ج۲،ص ۲۳۷.

(۲)توضیح المسائل،م ۲۳۶۶

(۳)توضیح المسائل،م ۲۳۷۱

سبق ۴۳ کا خلاصہ

۱۔مندرجہ ذیل افراد رشتے کی وجہ سے مرد کے لئے محرم ہیں:

ماں، بیٹی، بہن، بہن کی بیٹی، بھائی کی بیٹی، پھوپھی اور خالہ۔

۲۔مندرجہ ذیل افراد ازدواج کی وجہ سے مرد پر محرم ہوتے ہیں:

بیوی، ساس، بیوی کی بیٹی، باپ کی بیوی، بہو۔

۳۔ بیوی کی بہن نامحرم ہے، اگر چہ جب تک اس کی بہن عقد میں ہے اس وقت تک اس کے ساتھ ازدواج کرنا جائز نہیں ہے۔

٤۔میاں بیوی کے علاوہ ہر انسان کاایک دوسرے انسان کے بدن کے کسی بھی عضو پرلذت کی غرض سے نگاہ کرنا حرام ہے۔

٥۔مرد،محرم عورتوں کی شرم گاہ کے علاوہ ان کے بدن کے کسی بھی عضو پر بدون قصد لذت نگاہ کرسکتا ہے۔

٦۔مرد، نامحرم عورتوں کے چہرہ اور ہاتھوں پر بدون لذت نگاہ کرسکتا ہے۔

٧۔نامحرم عورت کے تمام اعضاء پرنگاہ کرنا حرام ہے۔

٨۔اگرانسان ازدواج نہ کرنے کے سبب گناہ کا مرتکب ہورہا ہوتواس پرازدواج کرناواجب ہے۔

٩۔ازدواج میں ایک خاص صیغہ پڑھنا ضروری ہےصرف دوطرفہ رضامندی کافی نہیں ہے۔

(؟)سوالات:

١۔ازدواج کے ذریعہ کون سےلوگ ایک دوسرے کےمحرم ہوجاتے ہیں؟

٢۔کون کون سی عورتیں مردوں کے لئے محرم ہیں؟

٣۔پھوپھی اورخالہ کے بال دیکھنے کا کیاحکم ہے؟

٤۔چچی،ممانی کے بدن پرنگاہ کرنے کا کیاحکم ہے؟

۵۔کیاازدواج کرناواجب؟

مسجد،قرآن مجیداورسلام کرنے کے احکام

مسجد کےاحکام:

مسجد کے سلسلے میں ،درج ذیل امورحرام ہیں:

مسجدکوسونے سے سجانا.

*مسجدکو بیچنا،اگرچہ خراب ہی کیوں نہ ہو۔

*مسجدکونجس کرنااوراگرمسجد نجس ہوجائے اسےفوراًپاک کرنا چاہئے۔

*مسجد سے مٹی اورریت اٹھالے جانا،مگر یہ کہ اضافی ہو۔

*مسجد کے سلسلے میں درج ذیل امورمستحب ہیں:

*سب سے پہلے مسجد جانااورآخرمیں مسجد سے باہرآنا۔

*مسجد کے چراغ روشن کرنا۔

*مسجد کی صفائی کرنا۔

....

*۔(گلپائیگانی) احتیاط واجب ہے کہ سجاوٹ نہ کرے (خوئی) احتیاط مستحب ہے(حاشیہ عروۃ الوثقی)

* مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دائیں پاؤں کو مسجد میں رکھنا۔

* مسجد سے باہر آتے وقت پہلے، بائیں پاؤں کو مسجد سے باہر رکھنا۔

* تحیت مسجد کی دو رکعت مستحی نماز پڑھنا۔

* خوشبو لگانا اور مسجد میں جاتے وقت بہترین لباس پہننا۔

(*) مسجد کے سلسلے میں درج ذیل امور مکروہ ہیں:

* مینار کو چھت سے بلند تر بنانا۔

* نماز پڑھے بغیر مسجد کو محل عبور قرار دینا۔

* لعاب دہن اور ناک چھڑکنا۔

* اضطرار کے بغیر مسجد میں سونا.

* اذان کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد میں آواز یا فریاد بلند کرنا۔

* مسجد میں خرید وفروخت کرنا۔

* دنیوی امور پر باتیں کرنا۔

* لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں جانا کہ اس کی دہن کی بدبو لوگوں کی اذیت کا باعث ہو۔(۱)

قرآن مجید کے احکام

۱۔قرآن مجید ہمیشہ پاک وصاف ہونا چاہئے۔قرآن مجید کے اوراق اور اسکی تحریر کونجس کرنا حرام ہے اور اگر نجس ہوجائے تو اسے فوراً پانی سے دھولینا چاہئے۔(۲)

....

(۱)العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص ۴۰۵ و ۴۰۶

(۲)توضیح المسائل،م ۱۳۵

۲۔اگر قرآن مجید کی جلد کا نجس ہونا قرآن کی بے احترامی کا سبب بنے تو اسے پانی سے دھونا چاہئے۔(۱)

قرآن مجید کی تحریر کو چھونا:

۱۔ بے وضو انسان کے بدن کے کسی حصے کو قرآن مجید کی تحریر سے مس کرنا حرام ہے۔(۲)

۲۔درج ذیل موارد میں وضو کے بغیر قرآن مجید کی تحریر کو مس کرنا حرام ہے:

*قرآن مجید کی تحریر میں آیات وکلمات بلکہ حروف حتیٰ ان کی حرکات میں کوئی فرق نہیں ہے،یعنی یہ سب تحریر میں شمار ہوتے ہیں.

* جس چیز پر قرآن مجید لکھا گیا ہو، جیسے کاغذ، زمین، دیوار، کپڑا وغیرہ، میں کوئی

فرق نہیں ہے۔

* قرآن مجید کی تحریر میں فرق نہیں ہے کہ یہ قلم سے یا چھپائی، چاک یا کسی اور چیز سے لکھی گئی ہو۔(۳)

*قرآن مجید کی تحریر اگر قرآن مجید کے علاوہ کسی اور جگہ پر بھی لکھی گئی ہو، اس کو وضو کے بغیر چھونا حرام ہے، بلکہ اس کا ایک کلمہ کسی کاغذ پر ہو یا نصف کلمہ قرآن مجید کے ورق یا کسی کتاب سے جدا ہوا ہو، پھر بھی وضو کے بغیر اسے چھونا حرام ہے.

۳۔درج ذیل صورت میں چھونا، قرآن مجید کو چھونے میں شمار نہیں ہوتا ہے:

*شیشہ یا پلاسٹک کے اوپر سے چھونا۔

*قرآن مجید کے اوراق، جلد اور تحریر کے اطراف کو چھونا۔(اگر چہ مکروہ ہے)

*قرآن مجید کے ترجمہ کو چھونا جس زبان میں بھی ہو، لیکن خدا کے نام کو جس زبان میں بھی ہو، حرام ہے، جیسے خدا ۔(۱)

....

(۱) توضیح المسائل، م ۱۳۶

(۲) توضیح المسائل، م ۳۱۷

(۳) العروۃ الوثقی ج۱، ص ۱۹۰۔۱۹۱

٤۔ وہ کلمات جو قرآن اور غیر قرآن میں مشترک ہیں، جیسے مؤمن الذین کو اگر لکھنے والے نے قرآن کے قصد سے لکھا ہو تو بغیر وضو چھونا حرام ہے۔(٢)

٥۔ جنابت کی حالت میں قرآن کی تحریر کو چھونا حرام ہے۔

٦۔ جنابت کی حالت میں قرآن مجید کے اُن سوروں کو نہیں پڑھنا چاہئے جن میں سجدے کی آیات ہیں (اس مسئلہ کی تفصیل سبق ١٠ میں بیان ہوئی ہے)(٣)

٧۔ انسان مجنب کے لئے قرآن مجید کے سلسلے میں درج ذیل کام مکروہ ہیں:

* ان سوروں میں سے سات آیات سے زیادہ تلاوت کرنا جن میں آیہ سجدہ نہ ہو۔
* اپنے بدن کے کسی حصہ سے قرآن مجید کے جلد، حاشیہ اور خطوط کے درمیانی جگہوں کو چھونا۔

قرآن مجید کو اپنے ساتھ رکھنا۔

٨۔ قرآن مجید کو اپنے ساتھ رکھنے، پڑھنے، لکھنے اور اس کے حاشیہ کو لمس کرنے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔(٤)

سلام کرنے کے احکام

١۔ دوسروں کو سلام کرنا مستحب ہے، لیکن اس کا جواب دینا واجب ہے۔(٥)

٢۔ حالت نماز میں کسی کو سلام کرنا مکروہ ہے۔(٦)

....

(۱)العروۃ الوثقی ج۱،ص۱۸۹۔۱۹۰
(۲)العروۃ الوثقی ج۱،ص۱۹۰
(۳)توضیح المسائل،م۳۵۵.
(٤)توضیح المسائل،م۳۲۲.
(٥)العروۃ الوثقی ،ج۱،ص۷۱۵،م۳۰
(٦)العروۃ الوثقی ،ج۱،ص۷۱۵،م۲۹

۳۔اگر کوئی نماز گزار کو سلام کرے،تو اسے جواب دینا چاہئے،لیکن جواب میں سلام کو مقدم قرار دینا چاہئے،مثلا کہے: سلام علیک یا سلام علیکم۔(۱)*

٤۔نماز کی حالت میں کسی کو سلام کرنا جائز نہیں ہے۔(۲)

٥۔سلام کا جواب فوراً دینا چاہئے،اگر اس میں تأخیر کرے تو گناہ کا مرتکب ہوجائے گا۔(۳)

٦۔اگر دو آدمی ایک ساتھ ایک دوسرے کو سلام کریں تو ہر ایک پر واجب ہے جواب سلام دیدے۔(٤)

۷۔کافر کو سلام کرنا مکروہ ہے۔اگر اس نے مسلمان کو سلام کیا تو احتیاط واجب ہے

کہ اس کے جواب میں کہے علیک یا صرف کہے: سلام ۷(۵)

سلام کے آداب:

۱۔مستحب ہے:

*سوار پیادہ کو سلام کرے۔

* کھڑا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔

* چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے۔

....

(۱)العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص۷۱۱،م۱۷

(۲)العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص۷۱۵،م۱۵

(۳)العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص۵۵۷،م۲۵

(٤)العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص۷۱٦،م۳٦.

(۵)العروۃ الوثقیٰ، ج۱،ص۵۱٦،م۳۳

* (تمام مراجع) جس طرح سلام کرے اسی طرح جواب دیا جائے یعنی اگر کہے: سلام علیک تو وہ بھی جواب میں کہے سلام علیک (حاشیہ عروۃ الوثقیٰ)

* چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔(۱)

۲۔مستحب ہے نماز کی حالت کے علاوہ سلام کا بہتر جواب دیا جائے لہٰذا اگر کوئی کہے: سلام علیکم مستحب ہے جواب میں کہا جائے: سلام علیکم ورحمۃ اللہ (۲)

۳۔مرد کا عورت کو سلام کرنا مکروہ ہے خاص کر جوان عورت کو۔(۳)

....

(۱)العروۃ الوثقیٰ ،ج۱،ص۷۱۶،م۳۳

(۲)العروۃ الوثقیٰ ،ج۲،ص۸۰٤،م٤۱

(۳)العروۃ الوثقیٰ ،ج۱،ص۷۱۷،م۳۸

درس:٤٤ کا خلاصہ

۱۔مسجد کو بیچنا اور سونے سے اس کی سجاوٹ کرنا حرام ہے۔

۲۔مسجد کو نجس کرنا حرام ہے اور اس کی تطہیر کرنا واجب ہے۔

۳۔مسجد سے مٹی اور ریت لے جانا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اضافی ہوں۔

٤۔قرآن مجید کی لکھائی اور اوراق کو نجس کرنا حرام ہے اور اسے پانی سے دھونا واجب ہے۔

٥۔بے وضو انسان کے لئے اپنے بدن کے کسی حصے کو قرآن مجید کی لکھائی سے مس کرنا حرام ہے۔

٦۔قرآن مجید کی لکھائی کے درج ذیل موارد میں کوئی فرق نہیں ہے:

*قرآن میں ہو یا غیر قرآن میں۔

* پوری آیت ہو یا ایک کلمہ حتی ایک حرف۔

*قلم سے لکھا گیا ہو یا کسی اور چیز سے۔

٧۔شیشہ یا لاستیک کے اوپر سے قرآن کو لمس کرنے میں حرج نہیں ہے۔

٨۔قرآن مجید کے ترجمہ کو بجز ترجمہ اللہ لمس کرنا حرج نہیں ہے۔

٩۔دوسروں کو سلام کرنا مستحب ہے لیکن جواب دینا واجب ہے۔

١٠۔نماز گزار اور سلام: *نماز کی حالت میں کسی کو سلام نہیں کرنا چاہئے۔

* اگر نماز گزار کو کوئی سلام کرے تو اس کا جواب واجب ہے لیکن جواب میں لفظ سلام کو مقدم قرار دینا چاہئے۔

*نماز گزار کو نماز کی حالت میں سلام کرنا مکروہ ہے۔

١١۔اگر کسی نے سلام کیا تو فوراً اس کا جواب دینا چاہئے۔

١٢۔کافر کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

(؟)سوالات:

١۔گھر میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد سے سجدہ گاہ اٹھا لے جانے کا کیا حکم ہے؟

۲۔ مسجد کی صفائی کے سلسلے میں کون سے امور واجب، مستحب اور مکروہ ہیں؟

۳۔ مسجد میں سونا اور مسجد سے عبور کرنے کا کیا حکم ہے؟

٤۔ قرآن مجید کی آیات کو بدن پر لکھنے (گودنے) کا کیا حکم ہے؟

٥۔ قبر کے پتھر پر لکھی ہوئی قرآنی آیات وضو کے بغیر مس کرنے کا کیا حکم ہے؟

٦۔ قرآن مجید کے سلسلے میں کون سے امور حرام ہیں؟

۷۔ نماز کی حالت میں سلام کے جواب کا کیا حکم ہے؟

۸۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ نماز کی حالت میں دوسروں کو کیوں سلام نہیں کرنا چاہئے لیکن دوسروں کے سلام کا جواب دینا چاہئے؟

سبق نمبر ٤٥

غصب، قسم، جھوٹ، غیبت

غصب کی تعریف:*

غصب سے مراد یہ ہے کہ انسان، ناحق اور ظلم وستم کے ذریعہ دوسروں کے اموال یا حقوق پر قابض ہوجائے.

غصب گناہان کبیرہ میں سے ہے اور اس کا مرتکب شخص قیامت کے دن سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔

غصب کی قسمیں:

اموال:

شخصی:

جیسے دوسروں کا قلم یا کاپی اٹھالینا یا کسی کے گھر کے شیشے توڑنا۔

عمومی:

جیسے کسی مدرسہ کے اشیاء کونابود کرنا، گلیوں کے بلب توڑنا یا خمس وزکات ادانہ کرنا۔

حقوق:

شخصی:

جیسے، مدرسہ میں دوسروں کی کرسی پر بیٹھنا یا مسجد میں ایسی جگہ پر نماز پڑھنا جسے کسی اور نے اپنے لئے معین کی ہو۔

عمومی:

مسجد، یا پل، سڑک یا پکڈنڈی کے استعمال میں رکاوٹ پیدا کرنا۔(۱)

....

(۱) تحریر الوسیلہ، ج۲، ص۱۷۳، م

* جو مسائل تحریر الوسیلہ اور استفتاآت سے لئے گئے ہیں حضرت امام خمینیکے فتوی کے مطابق ہیں۔

غصب کے احکام:

۱۔غصب کی تمام قسمیں حرام ہیں اور گناہان کبیرہ میں شمار ہوتی ہیں۔(۱)

۲۔اگر انسان نے کوئی چیز غصب کی ہو، تو علاوہ اس کے کہ اس نے فعل حرام انجام دیا ہے اسے وہ چیز مالک کو واپس کرنی چاہیئے اور اگر وہ چیز نابود ہوگئی ہو تو اس کا بدلہ مالک کو دینا چاہیئے۔(۲)

۳۔اگر غصب کی گئی چیز کو خراب کردے تو اس کی مرمت کی قیمت کے ساتھ، اصل

چیز مالک کو واپس کرنا چاہئے اور اگر مرمت کے بعد اس چیز کی قیمت گھٹ جائے تو قیمت کا تفاوت بھی ادا کرنا چاہئے۔(۳)

٤۔ اگر غصبی چیز میں ایسی تبدیلی کردی جائے کہ اس کی قیمت پہلے سے بڑھ جائے جیسے سائیکل کی تعمیر کی گئی ہو اگر مال کا مالک اسی صورت میں اسے واپس کرنے کو کہے تو اسے اسی صورت میں واپس کرنا چاہئے، اور وہ اس کی تعمیر کی اجرت کا تقاضا نہیں کرسکتا ہے اور یہ بھی حق نہیں رکھتا کہ اسے بدل کر مثل سابق بنادے۔(٤)

قسم کھانا

١۔اگر کوئی شخص خدا کے ناموں میں سے ایک جیسے خدا یا الله کی قسم کھائے کہ کسی کام کو انجام دے گا یا کسی کام کو ترک کرے گا، مثلاً قسم کھائے روزہ رکھے یا سگریٹ پینا ترک کردے گا، تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔(٥)

....

(١) تحریر الوسیلہ ج ٢ ص ١٧٣، م ١.

(٢) تحریر الوسیلہ ج ٢ ص ١٧٣، م ٣

(٣) توضیح المسائل، م ٢٥٥٣

(٤) توضیح المسائل، م ٢٥٥٤

(٥) توضیح المسائل، م۰ ٢٦٧ و ٢٦٧١

٢۔ اگر کوئی کھائی گئی قسم پر عمداً عمل نہ کرے، اس کے لئے کفارہ دینا چاہئے اور اس کا کفارہ درج ذیل چیزوں میں سے ایک ہے:

* ایک غلام کو آزاد کرنا۔

* دس فقیروں کو پیٹ بھر کے کھانا کھلانا۔

* دس فقیروں کو لباس پہنانا۔

* اگر ان میں سے کوئی بھی چیز انجام نہ دے سکے تو تین دن روزہ رکھے۔ (١)

٣۔ قسم کھانے والے کی بات اگر صحیح ہو تو، قسم کھانا مکروہ ہے اور اگر جھوٹ ہو تو حرام ہے اور گناہان کبیرہ میں سے ہے۔ (٢)

جھوٹ بولنا

١۔ جھوٹ بولنا حرام اور گناہان کبیرہ میں سے ہے۔ (٣)

٢۔ اگر کوئی مسئلہ انتہائی اہم ہو، جیسے کسی کا قتل ہونا یا خاندان کے نظام کا درہم برہم ہونا تو اس

صورت میں ان چیزوں کو روکنے کے لئے جھوٹ بولنے میں اشکال نہیں ہے۔ (٤)

غیبت

غیبت کی تعریف:

اگر کسی شخص میں کوئی نامناسب صفت پائی جاتی ہو، یا کوئی برا کام انجام دیا ہو اور دوسرے لوگ اس سے بے خبر ہوں اور یہ شخص راضی نہ ہو کہ کوئی اس سے آگاہ ہوجائے، تو اس کو اس کی عدم موجودگی میں دوسروں کے سامنے بیان کرنا غیبت ہے۔(١)

....

(١)توضیح المسائل،م۰ ٢٦٧ و٢٦٧١

(٢)توضیح المسائل،م،٢٦٧٥

(٣)استفتاآت، ج٢،ص٦١٦،س٤

(٤)استفتاآت ج٢،ص٦١٦،س١

*گلپایئگانی: تین دن تک مسلسل روزے رکھنا چاہیئے.

غیبت کے احکام:

غیبت، کرنے اور سننے والے دونوں کے لئے حرام ہے۔(٢)

٢۔اگر کسی نے کسی شخص کی غیبت کی ہو تو اسے اپنے گناہوں کی توبہ کرنا چاہیئے اور

ضروری نہیں ہے اسے کہے۔(۳)

۳۔اگر کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا لیکن اپنے گناہ کو آشکار نہیں کرتا ہے تو اس کی غیبت کرنا جائز نہیں ہے،(اگر چہ اسے امر بالمعروف کرنا چاہیئے)(٤)

داڑھی منڈوانا

۱۔بلیڈ یا مشین سے داڑھی منڈوانا،احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہے۔(٥)

سوال: کیا ایک جوان جس کی عمر ۱۸ یا ۱۹ سال ہو داڑھی اُگنے یا بہتر داڑھی اُگنے کے لئے دو تین بار داڑھی منڈوا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: احتیاط واجب کی بنا پر داڑھی کو نہیں منڈوانا چاہیئے لیکن جب تک داڑھی نہ نکلنے، چہرہ پر بلیڈ چلانا ممنوع نہیں ہے۔(٦)

....

(۱)استفآت، ج۲ ص ٦۱۸ س ۹.

(۲)استفآت، ج۲ ص ٦۱۸، س ۹.

(۳)استفآت، ج۲ ص ٦۲۰، س ۱٥، ۱٦

(٤)استفآت، ج۲ ص ٦۲۰، س ۱۸

(٥)استفآت، ج۲ ص ۳۰، س ۷۹

(٦)استفا آت، ج٢ ص٠٣،س٠٨

سبق ٤٥ کا خلاصہ

١۔غصب گناہان کبیرہ میں شمار ہوتا ہے اور اس کا مرتکب قیامت کے دن سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔

٢۔شخصی اورعمومی اموال وحقوق کوغصب کرنا حرام ہے۔

٣۔جس نے کوئی چیز غصب کی ہو،اسے مالک کوواپس کرنا چاہئے۔

٤۔اگرغصب کی گئی چیز کوخراب کرے تواس سے دوبارہ مرمت کرنے کی اجرت کے ساتھ مالک کوواپس کرنا چاہئے۔

٥۔اگرکوئی شخص کسی کام کوانجام دینے یاترک کرنے کے لئے خدا کے ناموں میں سے کسی ایک نام کے ساتھ قسم کھائے تواس پرعمل کرنا واجب ہے۔

٦۔اگرقسم کھانے والا اپنی قسم پرعمل نہ کرے،تواسے ایک غلام آزاد کرنا یا دس فقیروں کوکھانا کھلانا یاان کولباس پہنانا چاہئے اوراگران میں سے کسی ایک کوانجام دینے کی قدرت نہ رکھتا ہوتو تین دن روزہ رکھے۔

٧۔سچی قسم کھانا مکروہ ہےاورجھوٹی قسم کھانا حرام ہے۔

٨۔جھوٹ بولنا حرام اورگناہان کبیرہ میں سے ہے۔

۹۔غیبت کرنا کہنے اور سننے والے دونوں کے لئے گناہ ہے۔

۱۰۔گناہگار اگر گناہ کو آشکار انجام نہ دیتا ہو تو اس کی غیبت کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۱۔احتیاط واجب کی بنا پر داڑھی منڈوانا حرام ہے۔

(؟)سوالات:

۱۔غصب کی وضاحت کرکے حقوق کے غصب کی دو مثالیں بیان کیجئے۔

۲۔جزئی کام کے لئے کسی کی کوئی چیز اٹھانے، جیسے کسی کا قلم ایک ٹیلفون نمبر لکھنے کے لئے اٹھانے کا کیا حکم ہے؟

۳۔چاک اور مدرسہ کے تختہ سیاہ کو خطاطی کی مشق کے لئے استعمال کرنا غصب کی کونسی قسم ہے؟

٤۔غیبت کی تعریف کیجئے۔

٥۔کیا کسی کے امتحانات کے نمبر کسی اور کو بتانا غیبت شمار ہوتا ہے؟

٦۔غیبت کرنے والے کی ذمہ داری کیا ہے؟

۷۔کیا ایک جوان کے چہرے پر تھوڑی سی داڑھی نکلی ہو تو شرم کی وجہ سے اسے منڈوا سکتا ہے یا نہیں؟

الحمد للہ رب العالمین